مُعاملاتِ اُبوبکر صدّیق رضی اللہ عنہ

حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کی عملی زندگی پر منفرد کتاب

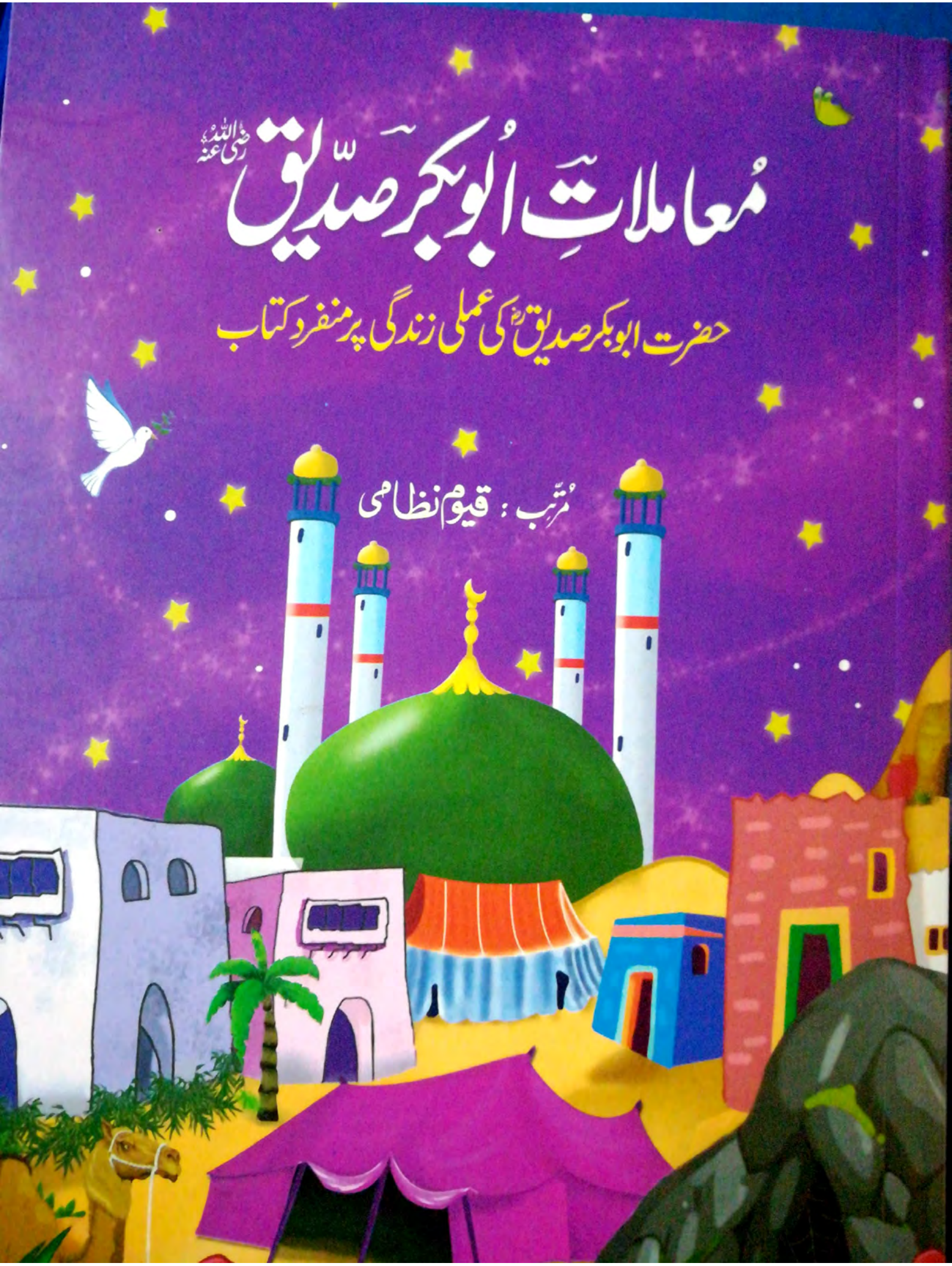

مُرتّب : قیوم نظامی

Scanned with CamScanner

قیوم نظامی ۱۱ اپریل ۱۹۴۳ء کو پیدا ہوئے۔
عطا محمد اسلامیہ ہائی سکول گوجرانوالہ سے میٹرک کرنے کے بعد ایف اے اسلامیہ کالج ریلوے روڈ لاہور اور بی اے گورنمنٹ کالج لاہور سے کیا۔ پنجاب یونیورسٹی سے ایم اے اردو، ایل ایل بی اور سیاسیات میں ڈگریاں حاصل کیں۔ انہوں نے ۱۹۶۸ء میں پی پی پی میں شمولیت اختیار کر کے عملی سیاست کا آغاز کیا۔ ۱۹۷۷ء کے انتخابات میں پنجاب اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے۔ طویل عرصہ پی پی پی کے مرکزی سیکریٹری اطلاعات کے منصب پر فائز رہے۔ جنرل ضیاالحق کے مارشل لاء کے دوران تحریک بحالی جمہوریت میں سرگرم حصہ لیا اور قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ آٹھ سال کینیڈا اور برطانیہ میں جلاوطن رہے۔ بے نظیر بھٹو کی حکومت (۱۹۹۳ء) میں وزیر مملکت کی حیثیت سے وفاقی کابینہ میں شامل ہوئے۔ ۱۹۹۶ء میں متروکہ وقف املاک بورڈ کے چیئرمین کے فرائض انجام دیتے رہے۔

قیوم نظامی کا شمار سینئر کالم نویسوں میں ہوتا ہے۔ آپ کے کالم پاکستان کے تمام قومی اخبارات میں شائع ہوتے رہتے ہیں۔

Scanned with CamScanner

مُعاملاتِ اُبوبکر صدّیق رضی اللہ عنہ

حضرت ابوبکر صدیقؓ کی عملی زندگی پر منفرد کتاب

مُرتّب : قیوم نظامی

جہانگیر بُکس

• لاہور • کراچی • راولپنڈی • ملتان • فیصل آباد • حیدرآباد

Scanned with CamScanner

www.jbdpress.com

ناشر: فواز نیاز

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

اس کتاب کے کسی بھی حصے کی فوٹو کاپی، سکیننگ یا کسی بھی قسم کی اشاعت کاپی رائٹ قانون کی خلاف ورزی تصور کی جائے گی۔ خلاف ورزی کی صورت میں تادیبی کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔

قانونی مشیر: چودھری غلام سرور نہنگ، چوہدری ریاض اختر

قیمت/- 350 روپے

For suggestions and complaints please contact
info@jbdpress.com

جہانگیر بکس

21-کلومیٹر فیروز پور روڈ، لاہور۔ فون: 042-35457382-85

پرنٹرز: طیب شمشاد پرنٹرز، لاہور

ڈسٹری بیوشن

لاہور: اردو بازار، فون: 042-37220879

لاہور: جہانگیر سنز، جوہر ٹاؤن، فون: 042-35290892-3

لاہور: جہانگیر سنز، گلبرگ، فون: 042-35771000

راولپنڈی: کتاب گھر، اقبال روڈ، نزد کمیٹی چوک، فون: 051-5539609

کراچی: اردو بازار، فون: 021-32765086

Scanned with CamScanner

معاملاتِ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی عملی زندگی پر منفرد کتاب

Scanned with CamScanner

انتساب

دادا جی صوفی احمد دین (مرحوم) کے نام

جن سے میں نے صراطِ مستقیم پر چلنا سیکھا

Scanned with CamScanner

فہرست

باب: 1

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے والدین 17

- قبیلہ 17
- نام، لقب، کنیت 17
- عتیق رضی اللہ عنہ 17
- ابوبکر رضی اللہ عنہ 18
- الصدیق رضی اللہ عنہ 18
- والد ابوقحافہ رضی اللہ عنہ 19
- ابوقحافہ رضی اللہ عنہ کا اسلام لانا 20
- والدہ اُمّ الخیر رضی اللہ عنہا 21
- وِلادت اور حُلیہ مبارک 23
- بیویاں 23
- اولاد 24

Scanned with CamScanner

باب:2

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اسلام لانے سے پہلے 25

- شراب سے اجتناب 25
- تجارت 26
- بت پرستی سے نفرت 26

باب:3

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی دینی خدمات 29

- قبولِ اسلام 29
- حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور ابتدائی مسلمان 31
- اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا دفاع 33
- غلام جو آزاد ہوئے 34
- ہجرتِ حبشہ 36

باب:4

ہجرت مدینہ کے ہم سفر 39

- اُمِ معبد کا واقعہ رضی اللہ عنہ 41
- سراقہ کا واقعہ 41
- غارِ حرا کا واقعہ 44

باب:5

مدینہ طیبہ میں ابتدائی زندگی 47

Scanned with CamScanner

باب:6

غزوات میں شرکت 49

- غزوۂ بدر 49
- غزوۂ اُحد 51
- غزوۂ خندق 52
- غزوۂ بنی مصطلق 53
- واقعۂ افک 53
- صلح حدیبیہ 60
- غزوۂ خیبر 62
- فتح مکہ 62
- غزوۂ طائف 63
- غزوۂ موتہ 63

باب:7

امارتِ حج ونماز کے امام 65

- امارتِ حج 65
- حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نماز کے امام 66
- حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت 68

باب:8

پہلے خلیفہ کا انتخاب 71

- پہلا خطبہ 73
- حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت 74

Scanned with CamScanner

باب:9

لشکر اسامہ وفتنۂ ارتداد 77

- اہل ارتداد 80
- منکرینِ زکوٰۃ رضی اللہ عنہ 81
- مدینہ کے گرد ونواح میں ارتداد کی لہر 82
- عظیم الشان فتح 85

باب:10

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا نظامِ حکومت 87

- شورائی طرزِ حکومت 89
- مجلسِ شوریٰ 90
- تقسیم مملکت اور صدیقی گورنر 90
- گورنروں کے فرائض 91
- حکام کا انتخاب 92
- حکام کی تربیت 93
- محکمۂ قضا 93
- مالی نظام 94
- فوجی نظام 96
- صدیقی سپہ سالار 97
- بعید 98
- فوجی تربیت 98

Scanned with CamScanner

- اسلحہ 98
- حفاظِ کرام وخواتین 99
- جنگی ہدایات 99
- غیر مسلم رعایا 101

باب:11

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی سیاسی حکمت عملی 103

باب:12

خلافت کے بعد زندگی 111

- بیت المال 112

باب:13

صدیقی معاشرے کے اوصاف 115

باب:14

عدل وانصاف 119

باب:15

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی رحلت اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا انتخاب 123

- مشاورت 9123
- عہدنامہ 125
- عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وصیت 128
- موت کا وقت قریب آ گیا 129
- حضرت علی رضی اللہ عنہ کا تعزیتی خطبہ 131

Scanned with CamScanner

باب:16

سنہرے واقعات 135

- رسول اللہ ﷺ نے آپ کو مقدم کیا 135
- آپ ﷺ ٹھیک نہ بتائیں گے تو اور کون بتائے گا 135
- آیت کی بے محل تلاوت 136
- کستوری سے زیادہ خوشبودار 136
- تم بے محل کہتے ہو 137
- ہوسکتا ہے یہ تیرے لیے کفارہ بن جائے 137
- عید کے دن ہیں، انھیں چھوڑ دو 137
- اہلِ بدر کو عامل نہیں بناتے تھے 138
- اپنی رائے سے اجتہاد کرتا ہوں 138
- حضور ﷺ ان کے ساتھ رات دیر تک باتیں کرتے تھے 138
- ہم بھی اس طرح کے تھے 138
- اطاعتِ رب تواضع ہی سے ممکن ہے 139
- ابوبکر رضی اللہ عنہ کہاں گئے؟ 140
- حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے مہمان 140
- تم نے سچ کہا اور جھوٹ کہا 141
- کبھی شعر نہیں کہا 142
- نقشِ خاتم 142
- پورے قرآن پاک کے حافظ تھے 142

Scanned with CamScanner

- کھانا 142
- احتیاط کا مسلک 142
- برداشت 143
- اعتدال 143
- خمس کی تقسیم 143
- جھوٹے نبی کا کلام 144
- کفایت شعاری 144
- کبھی یہ کیفیت، کبھی وہ کیفیت 144
- رسول اللہ ﷺ کے گھر میں 145
- حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ایک ماہر نسب کے ساتھ 145
- حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ گورنروں کے متعلق لوگوں سے پوچھتے ہیں 147
- علم الانساب 147
- اہل وعیال کے بارے میں ان کی غیرت 148
- ثابت قدمی کیسے! 148
- چوری کی سزا 149
- حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا حلم وانتقام 149

باب:17

معاملات حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ 151

- اوّلیات سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ 191
- سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اقوالِ زریں 192

Scanned with CamScanner

باب:18

عسکری معاملات 195

- لشکرِ اُسامہ..... 195
- جہاد کو جاری رکھنا جس کا حکم نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا 195
- مفتوحہ قوموں کے ساتھ عدل وانصاف اور نرمی کا برتاؤ..... 196
- مفتوح قوموں پر زور زبردستی سے اجتناب 197
- جنگی منصوبہ بندی کے نقوش 197
- جب تک دشمن مسلمانوں کے تابع نہ ہوجائے اس کے ملک میں اندر گھسنے سے پرہیز کیا جائے..... 198
- تیاری اور فوجوں کو جمع کرنا 199
- فوجوں کی امدادی کارروائی کو منظم کرنا 200
- جنگ کے اہداف ومقاصد کی تحدید..... 200
- محاذ جنگ کو فوقیت دینا..... 200
- میدان معرکہ سے برطرفی..... 201
- جنگی اسلوب میں ترقی 201
- قائدین کے ساتھ روابط کے وسائل کا تحفظ..... 201
- خلیفہ کی ذکاوت وزود فہمی..... 202
- قتال سے اللہ کے دین کی نصرت مقصود ہو 202
- امانت کی ادائیگی..... 203
- قائد کے حقوق..... 203

Scanned with CamScanner

- اطاعت رسول ﷺ 203
- اپنے آپ کو اس کی رائے کے تابع کر دیں 205
- فرماں برداری میں سبقت 206
- مال غنیمت کی تقسیم میں اس سے اختلاف نہ کیا جائے 206
- لشکر کے حقوق 207
- ان کے حالات کا جائزہ لینا اور ان کی خبر گیری کرنا 207
- اثنائے سفر میں لشکر کے ساتھ نرمی برتنا 208
- لشکر کی روانگی کے وقت ان کا قاعدے سے جائزہ لینا 209
- دشمن کے خطرے سے بچاؤ کے لیے بحالت اقامت وسفر حفاظتی پہرے . 209
- لشکر کی ضرورت کے مطابق ساز وسامان اور توشہ وچارہ تیار کرنا 210
- میدان جنگ میں فوج کی ترتیب 211
- لشکر کو قتال پر برانگیختہ کرنا 211
- لشکر کو اللہ کا ثواب اور جہاد کی فضیلت یاد دلانا 212
- اصحاب بصیرت واہل دانش سے مشورہ طلب کرنا 212
- لشکر پر ان حقوق کی ادائیگی لازم قرار دینا جن کو اللہ نے فرض کیا ہے 213
- فارس وروم کی قوتوں کا صفایا کرنے کا راز 214
- مسلمانوں سے متعلق عوامل 214
- مفتوحہ ممالک سے متعلق اسباب وعوامل 215
- لشکر یزید بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی وصیت 215
- فوائد 217

Scanned with CamScanner

باب 19

مکتوبات ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ 223

- عرب قبائل کے نام 223
- سپہ سالاروں کو ہدایت نامہ 225
- خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو ہدایت نامہ 226
- عمرو رضی اللہ عنہ بن العاص اور ولید رضی اللہ عنہ بن عقبہ کے نام 228
- نجران کے عیسائیوں کو دستاویز 229
- مہاجر بن ابی امیہ رضی اللہ عنہ کے نام 230
- یمن کے مسلمانوں کے نام 230

Scanned with CamScanner

باب ۱

حضرت ابوبکر صدّیق رضی اللہ عنہ کے والدین

قبیلہ

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ قبیلہ تیم بن مرہ بن کعب سے تعلق رکھتے تھے ان کا نسب آٹھویں پشت میں مرہ پر جا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مل جاتا تھا۔ بنوعبد مناف کے پاس حاجیوں کو پانی پلانے اور انھیں آسائش پہنچانے کی ذمے داری تھی۔ بنوعبدالدار کے ذمے جنگ کے وقت علم برداری، کعبہ کی دربانی اور دارالندوہ کا انتظام تھا۔ لشکروں کی سپہ سالاری حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے اجداد بنومخزوم کے ذمے تھی۔ خون بہا اور دیتیں اکٹھی کرنا بنوتیم کے ذمے تھا۔ جب ابوبکر رضی اللہ عنہ جوان ہوئے تو یہ خدمت ان کے سپرد کی گئی۔ خون بہا اور دیت کے تمام مقدمے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سامنے پیش ہوتے تھے اور ان کا فیصلہ قبول کیا جاتا تھا۔ خون بہا کے متعلق تمام اموال بھی ان کے پاس جمع ہوتے۔ بنوتیم شجاعت، سخاوت، مروت، بہادری اور ہمسایوں کی حمایت اور حفاظت کی وجہ سے معروف تھا۔[1] بنوتیم کا شمار قریش کے دس معزز خاندانوں میں ہوتا ہے۔

نام، لقب، کنیت

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا نام عبداللہ تھا۔ لقب صدیق اور عتیق جبکہ کنیت ابوبکر تھی۔ اسلام سے پہلے ان کا نام عبدالکعبہ تھا۔ اسلام لانے کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا نام عبداللہ رکھ دیا۔[2]

عتیق

اکثر محدثین کا خیال ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا نام عتیق تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت

1۔ ویکل 2۔ زرقانی

Scanned with CamScanner

ہے ''ایک روز میں اپنے گھر پر تھی، رسول اللہ ﷺ کچھ صحابہ کے ساتھ صحن میں تشریف فرما تھے اُن کے اور میرے درمیان پردہ تھا۔ اچانک ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے، حضور اکرم ﷺ نے فرمایا جو لوگ کسی عتیق (آگ سے نجات پانے والا) شخص کو دیکھنا چاہیں وہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو دیکھ لیں۔''[3] ابنِ اسحٰق کے خیال میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کے والد نے ان کا نام عتیق رکھا تھا۔ کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی والدہ نے عتیق نام رکھا۔[4] ابن عساکر، نووی اور سیوطی کے مطابق عتیق نام نہیں بلکہ لقب تھا۔ ایک روایت کے مطابق حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے والد ابوقحافہ کے تین بیٹے تھے جن کے نام عتیق، معتق اور معتیق تھے۔[5]

ابوبکر

بکر نوجوان اُونٹ کو کہتے ہیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اُونٹوں میں بہت دلچسپی تھی اور ان کے علاج کے بارے میں کافی علم رکھتے تھے لہٰذا لوگوں نے انھیں ابوبکر کہنا شروع کر دیا اور عمر بھر اسی کنیت سے پکارے گئے۔[6] بعض مؤرخین کے مطابق یہ کنیت اس لیے پڑی کیونکہ آپ سب سے پہلے اسلام لائے۔

الصدیق

آپ دور جاہلیت ہی سے صدیق کے لقب سے مشہور ہوئے۔ آپ قریش کے سرداروں میں سے تھے اور تاوان کا مال آپ کی تحویل میں رہتا تھا۔ قریش تاوان کے سلسلے میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے علاوہ اور کسی کا فیصلہ تسلیم نہیں کرتے تھے۔[7] حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حضور اکرم ﷺ کی طرف سے صدیق کا لقب معراج کے موقع پر ملا۔ جب حضور اکرم ﷺ نے اپنے رفقاء کو معراج کی روداد سنائی تو کئی لوگوں نے اسے تسلیم کرنے سے انکار کر دیا اور کچھ مسلمان مرتد بھی ہو گئے۔ قریش کے چند آدمی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور کہا کہ حضور اکرم ﷺ کا فرمانا ہے، رات کو انھیں بیت المقدس کی سیر کرائی گئی۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر حضور ﷺ خود یہ فرماتے ہیں تو درست فرماتے ہیں۔

3۔ ابن سعد، حاکم 4۔ المحب الطبری 5۔ سیوطی: تاریخ الخلفاء 6۔ ہیکل 7۔ بلوغ الارب

Scanned with CamScanner

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنے کانوں سے معراج کا واقعہ سنا اور اس کی تائید و تصدیق کی۔ اس موقع پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''ابوبکر تم الصدیق ہو۔''(8) حضرت علی رضی اللہ عنہ منبر پر فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا نام اپنے نبی کی وساطت سے الصدیق رکھا۔(9)

ایک روایت کے مطابق حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے معراج کی رات جبرائیل علیہ السلام سے کہا کہ میری قوم یہ بات نہیں مانے گی، تو جبرائیل علیہ السلام نے کہا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تصدیق کریں گے، وہ ''الصدیق'' ہیں۔(10) شب معراج سے ابوبکر رضی اللہ عنہ ''صدیق'' کے لقب سے معروف ہو گئے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم احد پہاڑ پر چڑھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بھی آ گئے۔ پہاڑ لرز اُٹھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پاؤں سے پہاڑ کو ٹھوکر لگائی اور فرمایا ''اے احد! اپنی جگہ پر جم جا، تجھ پر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید کھڑے ہیں۔(11) حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات پر قرآن پاک کی یہ آیت پڑھی:

''وہ جو سچائی لے کر آیا اور وہ جس نے اس سچائی کی تصدیق کی وہی متقی ہیں۔''(12)

اس آیت میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ذکر ہے۔

والد ابوقحافہ رضی اللہ عنہ

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے والد کا اصل نام عثمان بن عامر تھا مگر وہ ابوقحافہ رضی اللہ عنہ کے نام سے معروف ہوئے، وہ مکہ کے معزز لوگوں میں سے تھے۔ انھوں نے لمبی عمر پائی۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے ہجرت کر کے غار ثور میں تشریف لے گئے تو میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر معلوم کرنے کے لیے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر پر گیا، وہاں پر ابوقحافہ موجود تھے۔ جب انھیں میری آمد کا پتا چلا تو ہاتھ میں عصا لیے غصے سے بولے'' یہ بھی انھی لونڈوں میں سے ہے جنھوں

8۔ بخاری 9۔ ابویعلیٰ حکیم، ابن سعد 10۔ اسد الغابہ 11۔ بخاری، ترمذی 12۔ سورۃ الزمر:33

Scanned with CamScanner

نے میرے بیٹے (ابوبکر) کو بگاڑ دیا ہے۔"(13)

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی دختر حضرت اسماء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت فرمائی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنا سارا مال (پانچ چھ ہزار درہم) اپنے ساتھ لے گئے، اس وقت دادا ابوقحافہ نابینا ہو چکے تھے، وہ کہنے لگے بخدا مجھے معلوم ہوتا ہے کہ ابوبکر تمھیں صدقے میں چھوڑ کر گھر سے چلا گیا ہے اور مال بھی ساتھ لے گیا ہے۔ میں نے جواب دیا نہیں دادا جان ابا جان تو بہت سارا مال گھر پر چھوڑ گئے ہیں۔ میں نے کچھ پتھر گھر کے اس گڑھے میں رکھ دیے جہاں پر ابا جان مال رکھا کرتے تھے۔ ان پتھروں پر کپڑا ڈال کر دادا جان کا ہاتھ پکڑا کر پتھروں پر رکھا ان کی تسلی ہو گئی مگر حقیقت یہ ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنے گھر والوں کے لیے کچھ چھوڑ کر نہیں گئے تھے۔"(14)

ابوقحافہ رضی اللہ عنہ کا اسلام لانا

ابوقحافہ فتح مکہ کے وقت اسلام لائے، وہ نابینا تھے اور اُن کے بال سفید ہو چکے تھے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنے والد کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے کر گئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر پڑی تو فرمایا "بزرگ کو گھر پر ہی رہنے دیا ہوتا میں خود حاضر ہو جاتا۔" حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی "اصل ذمے داری ان کی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں چل کر آئیں۔" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوقحافہ رضی اللہ عنہ کے سینے پر دست مبارک پھیرا اور فرمایا اسلام قبول کر لیجیے۔ ابوقحافہ نے اسلام قبول کر لیا اس وقت ابوقحافہ رضی اللہ عنہ کے سر کے بال روئی کی طرح سفید تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ان بالوں کو رنگ دو۔"(15) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا "اس ذات کی قسم جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو برحق مبعوث فرمایا ہے مجھے اپنے والد کے اسلام سے جتنی خوشی ہوئی ہے اس سے کہیں زیادہ ابو طالب کے اسلام لانے کی مسرت ہوتی کیونکہ ابو طالب کے اسلام سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں ٹھنڈی ہوتیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ابوبکر تم نے سچ کہا۔"(16)

13۔ الاصابہ 14۔ الریاض النضرۃ 15۔ مسلم 16۔ الریاض النضرۃ

Scanned with CamScanner

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اسلام کی خاطر کئی غلام خرید کر آزاد کر چکے تو ان کے والد ابوقحافہ نے کہا کہ بیٹا تم کمزور قسم کے غلام آزاد کرتے ہو اگر یہ کام کرنا ہی ہے تو تنومند اور توانا قسم کے غلام آزاد کرو جو مصیبت کے وقت تمہارے ساتھ کھڑے ہو کر تمہاری حفاظت کر سکیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا مجھے انسانوں سے اُجر نہیں چاہیے مجھے تو اللہ کی رضا مطلوب ہے۔ اس موقع پر قرآن کی یہ آیت نازل ہوئی:

''جو اللہ کی راہ میں دے، تقویٰ کی روش اختیار کرے اور بھلی چیزوں کی تصدیق کرے ہم اس کے لیے نیکی کرنا آسان کر دیتے ہیں۔''(7:5)

جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خالق حقیقی سے جا ملے اور مکہ میں لرزہ طاری ہو گیا تو ابوقحافہ رضی اللہ عنہ نے کہا، عظیم مصیبت آن پڑی ہے۔ جب ان کو بتایا گیا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ مقرر ہوئے ہیں تو ابوقحافہ نے پوچھا بنو عبد مناف اور بنو مغیرہ اس پر راضی ہو گئے ہیں لوگوں نے اثبات میں جواب دیا ابوقحافہ کہنے لگے ''اللہ کوئی چیز دے تو اسے کون روک سکتا ہے اور جب اللہ کوئی چیز روک لے تو پھر دے کون سکتا ہے۔''(17)

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی رحلت کے وقت بھی مکہ لرز اُٹھا، ابوقحافہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا ''کیا ہوا؟'' لوگوں نے بتایا کہ آپ کے لختِ جگر دنیا سے رحلت فرما گئے۔ ابوقحافہ رضی اللہ عنہ نے کہا ''بھاری مصیبت آئی ہے، اس کے بعد حکمران کون ہوا؟'' لوگوں نے بتایا حضرت عمر رضی اللہ عنہ۔ ابوقحافہ نے کہا ''ابوبکر کا ساتھی ہے۔'' ابوقحافہ اپنے بیٹے کی رحلت کے چھ ماہ بعد محرم 14 ہجری میں ستانوے سال کی عمر میں انتقال کر گئے۔(18)

والدہ اُمّ الخیر رضی اللہ عنہا

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی والدہ کا نام سلمیٰ رضی اللہ عنہا بنت صخر تھا۔ وہ اسلام کے آغاز میں ہی اسلام لے آئیں۔ اُمّ الخیر کے اسلام لانے کا واقعہ مؤرخین نے یوں بیان کیا ہے، ایک دن صحابہ کرام

17۔ الریاض النضرۃ 18۔ طبقات ابن سعد

Scanned with CamScanner

ایک جگہ جمع ہوئے، اس وقت ان کی تعداد 39 تھی۔ حضرت ابوبکر ؓ نے رسول اللہ ﷺ سے اصرار کیا کہ ہم کھل کر سامنے نکلیں۔ حضور اکرم ﷺ فرماتے رہے کہ ابھی ہم تھوڑے ہیں ذرا انتظار کرو مگر حضرت ابوبکر ؓ مسلسل اصرار کرتے رہے۔ حضور اکرم ﷺ صحابہ کو لے کر خانہ کعبہ میں آئے۔ کفار کو دیکھ کر مسلمان خانہ کعبہ کے کونوں میں بکھر گئے۔ مشرکین نے مسلمانوں پر حملہ بول دیا اور ان کی سخت پٹائی کی۔ عتبہ بن ربیعہ نے حضرت ابوبکر ؓ پر اس قدر تشدد کیا کہ ان کا چہرہ سوج گیا اور ان پر بے ہوشی طاری ہوگئی۔ حضرت ابوبکر ؓ کے قبیلہ بنو تیم کے لوگ دوڑتے ہوئے آئے، مشرکین کو حضرت ابوبکر ؓ سے دور ہٹایا اور انھیں ایک کپڑے میں ڈال کر ان کے گھر لے گئے۔ جب حضرت ابوبکر ؓ کو ہوش آیا تو انھوں نے پوچھا کہ ''رسول اللہ ﷺ کا کیا ہوا؟'' بنو تیم کے لوگ حضرت ابوبکر ؓ سے کہنے لگے کہ آپ نے خانہ کعبہ جانے کا اصرار کر کے مشرکین کو موقع فراہم کیا۔ حضرت ابوبکر ؓ کی والدہ نے اپنے بیٹے کو کچھ کھلانے کی کوشش کی تو وہ کہنے لگے جب تک رسول اللہ ﷺ کو دیکھ نہ لوں کچھ نہیں کھاؤں گا۔ اُم الخیر نے اُم جمیل کے گھر جا کر اپنے بیٹے کی تشویش ناک حالت کے بارے میں بتایا۔ اُم جمیل حضرت ابوبکر ؓ کے پاس آئیں اور ان کو زخمی حالت میں دیکھ کر کہنے لگیں ''جن لوگوں نے آپ کو تکلیف پہنچائی وہ فاسق ہیں اللہ ان سے آپ کا بدلہ لے گا۔'' اُم جمیل اور اُم الخیر حضرت ابوبکر ؓ کے اصرار کے باوجود رات کی تاریکی میں ان کو سہارا دے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس لائیں۔ حضرت ابوبکر ؓ نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھتے ہی جھک کر بوسہ دیا۔ حضرت ابوبکر ؓ کی حالت دیکھ کر رسول اللہ ﷺ پر رقت طاری ہوگئی۔

حضرت ابوبکر ؓ نے فرمایا:

''مجھے صرف چہرے پر تکلیف ہے یہ میری والدہ اُم الخیر ہیں، اپنے والدین سے حسن سلوک کرتی ہیں یا رسول اللہ ﷺ ان کو اسلام کی دعوت دیجیے اور اللہ سے ان کے لیے دعا فرمایئے۔ آپ ﷺ نے دعا مانگی اور اُم الخیر مسلمان ہو گئیں۔ حضرت ابوبکر ؓ کی والدہ نے اُن کے والد ابوقافہ ؓ سے پہلے

Scanned with CamScanner

وفات پائی۔"[19]

ولادت اور حلیہ مبارک

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی ولادت عام الفیل سے ڈھائی برس بعد مکہ میں ہوئی یعنی سن ہجری کے آغاز سے پچاس سال چھ ماہ قبل۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے تین برس چھوٹے تھے اس حساب سے آپ کا سن ولادت 573ء قرار پایا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے مطابق حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ گورے چٹے، دُبلے پتلے، ہلکے رُخساروں والے خوبصورت قد و قامت، نازک بدن، جھکتی ہوئی کمر، پتلے چہرے، مضبوط رانوں اور اُبھری ہوئی پیشانی کے مالک تھے۔ داڑھی خشخاش، چہرہ شگفتہ، آنکھیں روشن اور پیشانی فراخ تھی۔ کمر اس قدر پتلی تھی کہ آپ کا تہبند ٹھہرتا نہیں تھا اور کمر سے ڈھلک جاتا تھا۔[20] حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے جسم پر بال زیادہ تھے ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ تھوڑے بال اچھے ہوتے ہیں یا زیادہ؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا زیادہ۔ اس جواب میں اصل حکمت یہ تھی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے جسم پر بال کم تھے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے جسم پر زیادہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خیال ہوا کہ حقیقت میں یہ سوال میرے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے متعلق پوچھا جا رہا ہے کہ ہم دونوں میں سے بہتر کون ہے۔[21] حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ مہندی سے اپنے بال رنگا کرتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "کچھ تبدیلی پیدا کرو، یہود کے ہم رنگ نہ ہو جاؤ۔" اس پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے بالوں کا رنگ سُرخ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے گہرا سُرخ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے زرد کر لیا۔[22]

بیویاں

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے چار شادیاں کیں:

(1) قتیلہ بنت عبدالعزیٰ

(2) ام رومان بنت عامر رضی اللہ عنہا

19۔ الاصابۃ 20۔ الریاض النضرۃ 21۔ طبقات ابن سعد 22۔ نسائی۔ ابن سعد، ابونعیم

Scanned with CamScanner

(3) اسماء بنت تحمیس رضی اللہ عنہا

(4) حبیبہ بنت خارجہ بن زید رضی اللہ عنہا

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے قتیلہ بنت عبدالعزیٰ کو دور جاہلیت میں طلاق دے دی تھی۔ یہ مدینہ میں اپنی بیٹی اسماء رضی اللہ عنہا کے لیے پنیر اور گھی کا ہدیہ لے کر آئیں تو اسماء رضی اللہ عنہا نے مشرک ہونے کی بناء پر اپنی ماں سے ہدیہ قبول نہ کیا اور نہ ہی اسے گھر کے اندر آنے دیا بلکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو کہلا بھیجا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کریں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''ان کو گھر میں آنے دیں اور ہدیہ بھی قبول کرلیں۔''(23)

اس موقع پر قرآن پاک کی یہ آیت نازل ہوئی:

''جن لوگوں نے تم سے دین کے بارے میں لڑائی نہیں لڑی اور تمھیں جلاوطن نہیں کیا ان کے ساتھ سلوک واحسان کرنے اور منصفانہ بھلے برتاؤ کرنے سے اللہ تعالیٰ تمھیں نہیں روکتا بلکہ اللہ تعالیٰ تو انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔'' (الممتحنۃ:8)

اولاد

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے تین بیٹے اور تین بیٹیاں تھیں۔ عبدالرحمٰن بن ابوبکر رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہ، محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ، اسماء رضی اللہ عنہا، اُم المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، اُم کلثوم رقیہ رضی اللہ عنہا صحابہ کرام میں یہ شرف صرف حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حاصل ہے کہ آپ کے والد اور آپ کی اولاد اور پوتے سب صحابی تھے۔

23۔ بخاری، مسلم

Scanned with CamScanner

باب2

حضرت ابوبکر صدّیق رضی اللہ عنہ اسلام لانے سے پہلے

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ قبیلہ قریش کا نسب سب سے بہتر جانتے تھے، انھیں علم تھا کہ قریش میں کیا خوبیاں اور کیا خامیاں ہیں۔ وہ تاجر تھے، خوش اخلاق تھے اور قریش کو ان سے لگاؤ بھی تھا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ علم اور تجارت کی وجہ سے معروف تھے۔ اعلیٰ اخلاق کی وجہ سے مکہ کے لوگ ان سے بے حد محبت کرتے تھے۔[1] حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ دور جاہلیت میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے قریبی مخلص دوست تھے۔[2] حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے چچا ابو طالب کے ساتھ شام گئے اور راہب بحیرہ سے ملاقات ہوئی، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی اس قافلے میں شامل تھے۔[3] وحی کے ابتدائی زمانے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسی آواز سنائی دیتی جیسے کوئی یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہہ کر پکار رہا ہو، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ آواز سنتے تو دور بھاگتے، یہ راز حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بتایا۔[4] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا ''جب میں تنہا ہوتا ہوں تو ایک پکار سنتا ہوں اور بخدا میں تو اس سے ڈر گیا ہوں۔'' حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا، اللہ کی پناہ، آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو امانت ٹھیک ٹھیک اس کے مالک کے حوالے کرتے ہیں، صلہ رحمی فرماتے ہیں اور سچ بولتے ہیں۔ ایک دن حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر پر آئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم موجود نہ تھے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو سارا واقعہ سنایا اور کہا ''عتیق، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ورقہ بن نوفل کے پاس لے جاؤ۔[5]

شراب سے اجتناب

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت کے مطابق حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے دور جاہلیت میں ہی

1۔ ابن ہشام 2۔ المحب الطبری 3۔ مسعودی، طبری 4۔ بیہقی 5۔ الریاض النضرۃ

Scanned with CamScanner

شراب اپنے اوپر حرام ٹھہرالی تھی۔ انھوں نے نہ ہی دور جاہلیت میں نہ ہی اسلام لانے کے بعد کبھی شراب پی۔ ایک بار حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے شراب سے مدہوش شخص کو دیکھا جو غلاظت میں اپنا ہاتھ ڈالتا پھر اسے منہ کے قریب لے جاتا اور بو آتی تو رک جاتا یہ منظر دیکھ کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے اوپر شراب حرام کر لی آپ نے فرمایا جو بھی شراب پیتا ہے وہ اپنی عزت اور مروت کو ضائع کر دیتا ہے۔ (6)

تجارت

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ دور جاہلیت میں تاجر تھے، آپ کپڑے کی تجارت کرتے تھے۔ پہلا تجارتی سفر اٹھارہ سال کی عمر میں کیا۔ (7) حضرت عمر رضی اللہ عنہ سوداگری کرتے تھے۔ سعد رضی اللہ عنہ بن ابی وقاص تیر بناتے تھے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بزازی کا پیشہ کرتے تھے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تجارتی مال لے کر شام اور یمن جاتے تھے۔ جب آپ نے اسلام قبول کیا تو آپ کے پاس چالیس ہزار درہم کا سرمایہ تھا۔ آپ نے سارا سرمایہ اسلام کی راہ میں صرف کر دیا۔ ایک دن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے پوچھا "بال بچوں کے لیے کیا چھوڑ آئے ہو؟" حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا "اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم۔" (8) کاروباری لوگ اپنی گفتگو میں بڑے محتاط ہوتے تھے، کبھی ایسی بات زبان سے نہ نکالتے جس سے ان کے کاروبار پر منفی اثرات پڑ سکتے لیکن حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی سوچ کاروباری لوگوں سے مختلف تھی۔ اسلام قبول کرنے کے بعد وہ سود و زیاں سے بے پروا ہو کر اسلام کی تبلیغ و اشاعت کرتے۔ (9)

بت پرستی سے نفرت

صحابہ کرام کے ایک اجتماع میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، میں نے کبھی کسی بت کے سامنے سجدہ نہیں کیا۔ جب میں سن بلوغت کو پہنچا تو میرے والد ابوقحافہ مجھے اس کوٹھڑی میں لے گئے جہاں بت رکھے تھے اور مجھ سے کہنے لگے یہ تمھارے بلند مرتبہ معبود ہیں، وہ یہ کہہ کر چلے گئے۔

6۔ تاریخ الیعقوبی، کنز العمال 7۔ الاصابہ، اسد الغابہ 8۔ علی الطنطاوی 9۔ محمد حسین ہیکل

Scanned with CamScanner

میں نے ایک بت کے قریب جا کر کہا ''میں بھوکا ہوں مجھے کھانا کھلاؤ۔'' اس نے کوئی جواب نہ دیا۔ میں نے کہا ''میں برہنہ ہوں مجھے کپڑے پہناؤ'' اس نے کوئی جواب نہ دیا تو میں نے اس پر پتھر پھینکا اور وہ اوندھا گر گیا۔ (10)

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وہ بعثت نبوی سے پہلے یمن گئے اور وہاں پر ایک عمر رسیدہ بڑے عالم کے ہاں ٹھہرے۔ جس نے آسمانی کتب کا مطالعہ کر رکھا تھا۔ مجھے دیکھ کر کہنے لگا ''تم حرم کے رہنے والے ہو؟'' میں نے کہا ''ہاں میں اہل حرم میں سے ہوں؟'' اس نے پوچھا ''قریشی ہو؟'' میں نے جواب دیا ''ہاں میں قریش میں سے ہوں۔'' اس نے پوچھا ''تیمی ہو؟'' میں نے کہا ''ہاں میرا نام عبداللہ بن عثمان ہے اور میں قبیلہ تیم بن مرہ میں سے ہوں۔'' اس نے بتایا ''تم ایک نبی کے ساتھی ہو گے جو عن قریب مبعوث ہونے والا ہے۔ (11)

ایک بار آپ نے خواب دیکھا کہ ایک چاند مکہ پر نازل ہو کر مختلف اجزاء میں بکھر گیا ہے اور اس کے ٹکڑے مختلف گھروں میں آن گرے ہیں۔ پھر ٹکڑے پورا چاند بن کر ان کی گود میں آ گیا ہے۔ آپ نے ایک عالم سے اس کی تعبیر پوچھی اس نے بتایا تم نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرو گے جس کا انتظام کیا جا رہا ہے۔ (12)

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے خانہ کعبہ میں زید بن عمرو بن نفیل سے سنا کہ قیامت کے دن سارے دین مٹ جائیں گے اور باقی صرف دین حنیف رہ جائے گا اور ایک نبی آئے گا جو ہم سے ہو گا۔ یہ باتیں سن کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اس وقت کے معروف عالم ورقہ بن نوفل کے پاس گئے اور ان سے آنے والے نبی کے بارے میں پوچھا۔ ورقہ نے کہا ''ایک نبی کا انتظار تو ہے، اہل کتاب اور علماء کا اصرار ہے کہ نبی عرب کی بہترین نسل میں سے ہو گا۔ مجھے علم الانساب آتا ہے، مجھے پتا ہے کہ تمھاری قوم عرب میں سے بہترین ہے۔ آنے والا نبی وہی کچھ کہے گا جو اسے کہنے کے لیے کہا جائے گا اور اس میں کوئی ظلم و زیادتی کی بات نہ ہو گی۔ (13)

10۔ ابن ظفر 11۔ اسد الغابہ، السیوطی 12۔ الروض الانف 13۔ اسد الغابہ

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

باب 3

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی دینی خدمات

قبولِ اسلام

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بہترین دوست تھے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نبوت کا اعلان کیا تو قریش کے کچھ لوگ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور بتایا کہ آپ کا دوست کہتا ہے کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور ایک اللہ کی طرف دعوت دیتا ہے۔ قریش کی باتیں سن کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر پر آئے اور دروازے پر دستک دی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک اللہ کی طرف دعوت دیتے ہیں اور رسالت کا دعویٰ کرتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ہاں ابوبکر میرے پروردگار نے مجھے خاص اس مقصد کے لیے بھیجا ہے کہ میں بھلے کاموں پر لوگوں کو بشارت دوں، برے کاموں کے برے انجام سے انھیں چوکنا کروں اور ان تک یہ پیغام پہنچاؤں جو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پہنچایا تھا۔ مجھے اللہ نے تمام انسانوں کی طرف معبوث کیا ہے۔" حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا، بخدا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رسالت کے اہل ہیں اس لیے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم امانت دار ہیں۔ صلہ رحمی کرتے ہیں اور دوسرے اچھے کام کرتے ہیں، ہاتھ بڑھایئے کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کروں۔ ایک روایت کے مطابق حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے استفسار کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نبوت کی دلیل کیا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "وہ خواب جو تم نے شام میں دیکھا تھا۔" حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بغل گیر ہو گئے اور کلمہ پڑھا۔ (1)

1۔ الریاض النضرۃ

Scanned with CamScanner

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "جسے بھی میں نے اسلام کی دعوت دی وہ تذبذب میں پڑ گیا مگر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کوئی تردد اور توقف نہ کیا۔"[2] حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد جو مرد اسلام لائے وہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہی تھے۔[3] اس زمانے کے امام شعبی نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن عباس سے پوچھا کہ سب سے پہلے کون مسلمان ہوا۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ ابن عباس نے کہا "ابوبکر رضی اللہ عنہ! کیا تم نے حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے یہ اشعار نہیں پڑھے:

1۔ جب بھی کسی معتمد علیہ شخص کے غم کا ذکر ہو تو اپنے بھائی ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ان کے کارناموں سمیت یاد کیا کرو۔

2۔ وہ نبی ﷺ کے بعد سارے جہان میں بہترین تھے سب سے زیادہ متقی و منصف تھے انھوں نے جو ذمے داری اٹھائی اسے بہترین طریقے سے نبھایا۔

3۔ وہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے صاحب کردار تھے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پہلے شخص تھے جنھوں نے رسولوں کی تصدیق کی۔

4۔ اونچے غار میں دو میں سے دوسرے تھے جب کہ پہاڑ پر چڑھ کر دشمن ان کے اردگرد چکر لگا رہا تھا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ دور جاہلیت میں ایک روز وہ درخت کے سائے میں بیٹھے تھے اچانک درخت کی ایک شاخ جھکتے جھکتے میرے سر کے قریب آ پہنچی اور درخت سے آواز آئی "ایک نبی آنے والا ہے تم اس کی تصدیق اور مدد کرنا، تم سب سے زیادہ خوش نصیب انسان ہو گے۔" میں نے کہا کھل کر بتاؤ کہ اس نبی کا کیا نام ہو گا، آواز آئی "اس کا نام محمد ﷺ بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہاشمی ہے" میں نے کہا وہی جو میرا دوست، ساتھی اور محبوب ہے۔ اس کے بعد پھر آواز آئی "ابو قحافہ کے بیٹے تیار ہو جاؤ، دیکھنا اسلام لانے میں تم سے کوئی بازی نہ لے جائے۔"[4] عمرو رضی اللہ عنہ بن عبسہ نے مکہ مکرمہ میں نبی کریم ﷺ سے پوچھا کہ اس معاملے میں

2۔ ابن ہشام 3۔ زرقانی شرح المواہب 4۔ تاریخ ابن عساکر

آپ ﷺ کے ساتھ پہل کرنے والا کون ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے جواب دیا آزاد بھی اور غلام بھی۔ اس وقت آپ ﷺ کے ساتھ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور بلال رضی اللہ عنہ تھے۔[5] ابن سعد رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ اسلام لانے میں پہل کرنے والا کون ہے، انھوں نے جواب دیا حضرت محمد ﷺ اس شخص نے پھر پوچھا کہ دوسرے درجے پر کون تھا۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے جواب دیا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس جب بھی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ذکر کیا جاتا تو وہ کہتے، ہر بھلائی میں ابوبکر رضی اللہ عنہ ہم پر بازی لے گئے وہ بھلائیوں میں پہل کرنے والے تھے۔[6]

ایک دن حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے درمیان تلخ بحث ہوئی جس سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو رنج پہنچا۔ اس موقع پر حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اللہ نے مجھے تم لوگوں کی طرف مبعوث کیا مگر تم نے مجھ کو جھٹلایا اور ابوبکر نے تصدیق کی اور اپنے نفس اور مال کے ساتھ میری غم گساری کی تو کیا تم پھر بھی میرے ساتھی ابوبکر کو میری خاطر نہ چھوڑو گے یعنی ان کو کوئی تکلیف نہ پہنچاؤ۔[7]

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور ابتدائی مسلمان

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ مکہ کی معروف شخصیت تھے۔ جب انھوں نے اسلام قبول کر لیا تو کئی لوگ آپ کے پاس آئے اور اسلام کے بارے میں باتیں سن کر متاثر ہوئے اور اسلام قبول کر لیا۔ ابن اسحاق رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق یہ حضرات عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ، زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ، عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ، سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اور طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ تھے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت زید رضی اللہ عنہ سمیت ان خوش قسمت افراد کی تعداد آٹھ ہے جنھوں نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا۔[8] حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

5۔ مسلم 6۔ ابن السمان: الموافقہ 7۔ بخاری 8۔ ابن ہشام

Scanned with CamScanner

''میں کعبہ کے صحن میں بیٹھا تھا جب مجھے یہ خبر ملی کہ حضرت محمد ﷺ نے اپنی بیٹی رقیہ کی شادی ابولہب کے بیٹے عتبہ سے کر دی ہے، اس پر مجھے حسرت ہوئی کہ کاش یہ نکاح مجھ سے ہوتا۔ اسی سوچ میں گھر پہنچا تو میری خالہ سعدی رضی اللہ عنہ بنت کریز نے مجھے اسلام قبول کرنے کی ترغیب دلائی۔ میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس گیا، انھوں نے بھی اسلام قبول کرنے کا مشورہ دیا۔ تھوڑی دیر بعد حضور اکرم ﷺ کا وہاں سے گزر ہوا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کو دیکھ کر کھڑے ہو گئے اور آپ ﷺ کو اپنے پاس بٹھا لیا۔ حضور اکرم ﷺ نے مجھ سے فرمایا 'اللہ جنت کی طرف بلا رہا ہے تم اس دعوت کو قبول کر لو اس نے مجھے تمھاری طرف اور سب لوگوں کی طرف اپنا رسول بنا کر بھیجا ہے۔' اللہ کی قسم جب حضور ﷺ نے یہ بات فرمائی تو میں نے بے اختیار اسلام قبول کر لیا۔ کچھ عرصہ بعد میری شادی رقیہ رضی اللہ عنہا سے ہو گئی۔''

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے خاندان کے افراد کے سامنے بھی اسلام کی دعوت پیش کی جس کے نتیجے میں آپ کی دونوں بیٹیاں حضرت اسماء رضی اللہ عنہا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا، بیٹا عبداللہ رضی اللہ عنہ، بیوی ام رومان رضی اللہ عنہا اور خادم عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ سمیت سب مسلمان ہو گئے۔ (9)

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ بن العوام بارہ سال کی عمر میں ایمان لائے، ان کا چچا انھیں ایک چٹائی میں بند کر کے دھواں دیا کرتا اور کہتا کہ اسلام سے باز آ جاؤ، وہ جواب دیتے کہ میں کفر ہرگز قبول نہیں کروں گا حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اُنیس سال کی عمر میں اسلام لائے۔ (10)

طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں بصریٰ کے بازار میں گیا، وہاں ایک راہب اپنے گرجے میں لوگوں سے کہہ رہا تھا، ذرا معلوم کرو کوئی اہل حرم میں سے ہے۔ میں نے جواب دیا کہ میں اہل حرم میں سے ہوں۔ اس نے سوال کیا کہ احمد کا ظہور ہو گیا۔ میں نے پوچھا کون احمد؟ اس نے کہا: احمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب۔ یہ اس کے ظہور کا مہینا ہے، دیکھنا اس پر ایمان لانے میں تم پر

9۔ سیرۃ الحلبیۃ 10۔ الزرقانی

Scanned with CamScanner

کوئی بازی نہ لے جائے، یہ بات میرے دل میں گھر کر گئی۔

طلحہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ وہ چند احباب کے ساتھ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس گئے۔ ہم نے ان کو لات وعزیٰ کی عبادت کی دعوت دی۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پوچھا لات وعزیٰ کون ہیں، ہم نے کہا وہ (نعوذ باللہ) اللہ کی بیٹیاں ہیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پوچھا ان کی ماں کون ہے۔ ہم اس کا جواب نہ دے سکے۔ طلحہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے اقرار کیا کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آئے اور انھوں نے اسلام قبول کر لیا۔ (11) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے گھر کے صحن میں مسجد بنا رکھی تھی، لوگ اکٹھے ہو کر آپ کا وعظ سنتے اور متاثر ہو کر اسلام قبول کر لیتے۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا دفاع

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ہر موقع پر اور خاص طور پر اسلام کے ابتدائی ایام میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مکمل دفاع اور تحفظ کیا، جب مشرکین نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کا ارادہ کیا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مشرکین سے کہا ''تم ایک آدمی کو محض اس بناء پر قتل کرنا چاہتے ہو کہ وہ یہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے حالانکہ اپنے اس دعوے پر اپنے اللہ کی طرف سے وہ دلائل بھی لایا ہے بخدا وہ تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔''

اسماء رضی اللہ عنہا بنت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مشرکین مسجد حرام میں براجمان تھے کہ محفل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر چھڑ گیا۔ اسی اثناء میں اچانک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے۔ مشرکین نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے معبودوں کے بارے میں ایسی ایسی باتیں نہیں کہتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''ہاں کہتا ہوں۔'' اس بات پر مشرکین آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھپٹ پڑے۔ کسی نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اطلاع کر دی، وہ آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مشرکین سے چھڑانے لگے۔ مشرکین نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو سخت زدوکوب کیا۔ (12)

11۔ عیون الاخبار 12۔ الریاض النضرۃ

Scanned with CamScanner

جب ابولہب کے بارے میں قرآن کی آیت نازل ہوئی تو ابولہب کی بیوی عورا بنت جمیل ہاتھ میں پتھر لے کر خانہ کعبہ کی جانب آئی، وہ حضور اکرم ﷺ کو بد دعائیں دے رہی تھی۔ اس وقت اللہ کے رسول ﷺ کعبہ میں تشریف فرما تھے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی آپ ﷺ کے ہم راہ تھے۔ انھوں نے بنت جمیل کو دیکھ کر کہا ''یا رسول اللہ ﷺ دیکھیے وہ آرہی ہے، مجھے خدشہ ہے کہ وہ آپ ﷺ کو دیکھ نہ لے۔'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''وہ مجھے نہیں دیکھ سکے گی۔'' آپ ﷺ نے قرآن پاک کی یہ آیت تلاوت فرمائی:

''جب تم قرآن پڑھتے ہو تو ہم تمھارے اور آخرت کے منکرین کے درمیان ایک غیر مرئی پردہ حائل کر دیتے ہیں۔'' (سورۂ بنی اسرائیل:45)

ابولہب کی بیوی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر رک گئی اور کہنے لگی ''اے ابن ابی قحافہ تیرے ساتھی کو کیا ہے کہ وہ میرے متعلق شعر کہتا ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''میرا ساتھی تو شاعر نہیں ہے'' بنت جمیل کہنے لگی تیرا ساتھی اگر آج مل جاتا تو اسے پتھر مارتی کیونکہ وہ میری ہجو کہتا ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''اس گھر کے مالک کی قسم انھوں نے تو کبھی تمھاری ہجو نہیں کہی۔''[13]

ایک دن حضور اکرم ﷺ خانہ کعبہ میں نماز پڑھ رہے تھے عقبہ بن معیط نے اپنی چادر آپ ﷺ کی گردن میں ڈال کر اس کو اس طرح بل دیا کہ آپ ﷺ کا دم گھٹنے لگا اتنے میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ وہاں پہنچ گئے اور عقبہ کو دھکا دے کر حضور اکرم ﷺ کو چھڑایا۔[14]

غلام جو آزاد ہوئے

مکہ میں جو غلام اسلام قبول کرتے، قریش ان کو سخت تشدد کا نشانہ بناتے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اللہ اور رسول ﷺ کی خوشنودی کی خاطر سات ایسے غلاموں کو خرید کر آزاد کرایا جن کو اسلام لانے کی پاداش میں تشدد کا نشانہ بنایا جا رہا تھا۔[15] ان سات غلاموں میں بلال رضی اللہ عنہ، عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ، زنیرہ رضی اللہ عنہ، اُم عبیس رضی اللہ عنہ، نہدیہ رضی اللہ عنہ اور اس کی لڑکی اور ابن عمرو بن موسل کی لونڈی شامل ہیں۔

13۔ الحب الطبری 14۔ بخاری 15۔ زرقانی شرح المواہب

Scanned with CamScanner

بلال بن رباح ؓ پاکیزہ دل یک سو مسلمان تھے۔ ان کے آقا اُمیہ بن خلف بلال ؓ کو گرم دوپہر کے وقت باہر لے جا کر مکہ کی پتھریلی زمین پر پیٹھ کے بل لٹا دیتا، پتھر کی ایک بڑی سل آپ کی ریڑھ کی ہڈی پر رکھ دی جاتی۔ اُمیہ کہتا کہ بلال ؓ ایسے ہی رہو گے یہاں تک کہ یا تو مر جاؤ گے یا محمد ﷺ کا انکار کر کے لات و عزیٰ کی پرستش شروع کر دو گے۔ حضرت بلال ؓ ''احد'' ''احد'' یعنی اللہ ایک ہے کہ صدا بلند کرتے رہتے۔ ایک دن حضرت ابوبکر ؓ اس جگہ سے گزرے جہاں حضرت بلال ؓ پر تشدد کیا جا رہا تھا۔ انھوں نے امیہ سے کہا، اس مسکین پر کب تک ظلم کرتے رہو گے آپ نے امیہ سے کہا کہ میرے پاس بلال ؓ سے زیادہ مضبوط اور توانا غلام ہے، وہ لے لو اور بلال ؓ کو میرے حوالے کر دو۔[16] امیہ مان گیا اور بلال ؓ حضرت ابوبکر ؓ کی تحویل میں آ گئے۔ حضرت بلال ؓ نے حضرت ابوبکر ؓ سے کہا کہ اگر آپ نے مجھے اپنے لیے لیا ہے تو اپنے پاس رکھ لیں اور اگر اللہ کے کام کے لیے خریدا ہے تو پھر اسی کے کام کے لیے چھوڑ دیجیے۔[17] حضرت ابوبکر ؓ نے انھیں آزاد کر دیا۔

زنیرہ ؓ حضرت عمر ؓ کی لونڈی تھیں۔ انھوں نے حضرت عمر ؓ سے پہلے اسلام قبول کر لیا، حضرت عمر ؓ اس کو مارا کرتے تھے جس کی وجہ سے اس کی بینائی جاتی رہی۔ قریش نے کہا زنیرہ ؓ کو لات اور منات کی مار پڑی۔ آپ اپنے ایمانی جذبے پر ثابت قدم رہیں اور رب پر پورے اعتماد کے ساتھ کہا، خدا کی قسم لات اور منات تو یہ بھی نہیں جانتے کہ ان کی پرستش کرنے والے کون ہیں میرا رب تو اس بات پر قادر ہے کہ میری بصارت بحال کر دے اللہ کی قدرت کہ جس رات زنیرہ ؓ نے یہ بات کہی اسی صبح اللہ نے ان کی نظر بحال کر دی اس پر قریش نے کہا یہ تو محمد ﷺ کا جادو ہے۔ حضرت ابوبکر ؓ نے انھیں خرید کر آزاد کر دیا۔ قریش کہا کرتے کہ اگر محمد ﷺ کی بات میں خیر ہوتی تو اسے قبول کرنے میں زنیرہ ؓ تو ہم پر سبقت نہیں لے جا سکتی تھی اس پر یہ آیت نازل ہوئی:

16۔ المحب الطبری 17۔ بخاری

Scanned with CamScanner

''اہل ایمان کے بارے میں کہتے ہیں کہ اگر یہ خیر کا کام ہوتا تو اس کے قبول کرنے میں یہ لوگ ہم پر سبقت نہ لے جاتے۔'' (11:46)

نہدیہ رضی اللہ عنہا اور ان کی بیٹی قبیلہ بنوعبدالدار کی ایک عورت کی لونڈیاں تھیں اس نے ان دونوں کو چکی پیسنے پر لگا رکھا تھا اور ان سے جانوروں سے بدتر سلوک کرتی۔ ایک دن حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ادھر سے گزرے اور اس عورت کو رقم ادا کر کے نہدیہ رضی اللہ عنہا اور ان کی بیٹی کو آزاد کرا لیا۔ (18)

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اسلام کے لیے جانی اور مالی قربانی دی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی مالی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے فرمایا ''ابوبکر کے مال نے مجھ کو جو نفع پہنچایا ہے کسی اور کے مال نے اتنا نہیں پہنچایا۔'' (19) ایک اور موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''بے شبہ جان و مال کے لحاظ سے ابوبکر سے زیادہ مجھ پر کسی اور کا احسان نہیں ہے۔'' یہ سن کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ رونے لگے اور عرض کیا ''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ جان اور مال کیا کسی اور کے لیے بھی ہے۔'' (20) جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اسلام لائے ان کے پاس چالیس ہزار درہم تھے ہجرت کر کے مدینہ پہنچے تو ان کے پاس صرف پانچ ہزار درہم باقی رہ گئے تھے۔ (21)

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اسلام کی دعوت کے لیے عظیم سرمایہ تھے۔ آپ اخلاق اور نرم خوئی کی وجہ سے قریش کے ہاں ہر دلعزیز شخصیت تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے بارے میں فرمایا: ''میری اُمت میں سے اُمت کے ساتھ سب سے زیادہ رحیم و شفیق شخصیت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں۔ (22)

ہجرت حبشہ

جب مسلمانوں پر سخت ابتلا کا دور آیا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مجبور ہو کر حبشہ کی جانب ہجرت کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ جب آپ مکہ سے روانہ ہو کر برک الغماد پہنچے تو آپ کی ملاقات قبیلہ قارہ کے سردار ابن الدغنہ سے ہو گئی اس نے پوچھا ''ابوبکر کہاں کا ارادہ ہے؟'' آپ نے فرمایا ''میری قوم نے مجھے گھر سے نکال دیا ہے اور میں حبشہ جا رہا ہوں۔'' ابن الدغنہ نے کہا ''ابوبکر تم ایسا شخص نہ خود

18۔ شرح المواہب 19۔ ترمذی 20۔ کنزل العمال 21۔ الاصابہ 22۔ الجامع الصغیر

Scanned with CamScanner

گھر سے نکلتا ہے نہ اسے نکالا جاتا ہے تم ناداروں کی مدد کرتے، صلہ رحمی کرتے۔ مصیبت زدوں کا سہارا بنتے، مسافروں کی خدمت کرتے اور مہمانوں کی مہمان نوازی کرتے ہو۔ میں تمھیں پناہ دیتا ہوں، چلو اپنے شہر میں رہ کر اپنے رب کی عبادت کرو۔'' مکہ پہنچ کر ابن الدغنہ نے قریش کے سرداروں کو بتایا کہ اس نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو پناہ دی ہے۔ قریش نے کہا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنے گھر کے اندر جس طرح چاہیں اپنے رب کی عبادت کریں مگر بلند آواز سے قرآن کی تلاوت نہ کریں کیوں کہ ان کو خدشہ ہے کہ تلاوت سن کر عورتیں اور بچے گم راہ ہو جائیں گے۔ ابن الدغنہ نے یہ شرط حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سامنے رکھی جو انھوں نے وقتی طور پر قبول کر لی۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنے گھر کے اندر مسجد بنالی جہاں پر مسلمان نماز کے لیے جمع ہو جاتے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بڑی رقت کے ساتھ قرآن پاک کی تلاوت فرماتے اور ان کی آنکھوں سے آنسو رواں ہو جاتے قریش کی عورتیں اور بچے تلاوت سننے کے لیے جمع ہو جاتے۔ قریش نے ابن الدغنہ سے شکایت کی ابن الدغنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ نے قرآن اونچی آواز سے نہ پڑھنے کی شرط قبول کی تھی، آپ یہ شرط پوری کریں وگرنہ میری پناہ واپس لوٹا دیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''میں تمھاری پناہ واپس لوٹاتا ہوں، میرے لیے اللہ کی پناہ ہی کافی ہے۔''[23] حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے گھر میں جو مسجد تعمیر کی تھی وہ مکہ میں اسلام کی پہلی مسجد تھی۔[24]

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

باب 4

ہجرتِ مدینہ کے ہم سفر

جب مکہ میں رہتے ہوئے تبلیغ کا کام ممکن نہ رہا اور مسلمانوں کی زندگیاں خطرات میں پڑ گئیں تو رب تعالیٰ نے مسلمانوں کو ہجرت کی اجازت دے دی۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی روایت کے مطابق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں سے فرمایا کہ مجھے تمھارا دارالہجرت دکھایا گیا ہے، یہ کھجوروں والا شہر ہے۔ اس کے بعد کچھ لوگوں نے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت شروع کر دی۔ جو لوگ ہجرت کر کے حبشہ گئے ہوئے تھے وہ بھی مدینہ آ گئے۔ (1) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بہت دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہجرت کی اجازت طلب کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے فرماتے "جلدی نہ کرو ممکن ہے اللہ تعالیٰ تمھارا کوئی ساتھی بنا دے۔" (2) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ہجرت مدینہ کے سفر کی تیاری کے لیے دو اونٹنیاں تیار کیں اور ان کو خوب چارہ کھلا کر پالتے رہے۔ (3)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دن میں ایک بار صبح یا شام ہمارے گھر تشریف لایا کرتے تھے، جس دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہجرت کی اجازت ملی اس روز آپ صلی اللہ علیہ وسلم دوپہر کو تشریف لائے۔ (4) گھر میں کسی نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آج خلاف معمول دوپہر کے وقت تشریف لا رہے ہیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت تشریف لا رہے ہیں۔ تو ضرور کوئی اہم بات ہو گی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اجازت لے کر اندر تشریف لے آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا "مجھے ہجرت کی اجازت مل گئی ہے۔" حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے استفسار کیا کہ مجھے بھی ہم سفر ہونے کا شرف حاصل ہو گا۔

1۔ بخاری 2۔ سیرت ابن ہشام 3۔ بخاری 4۔ طبرانی

Scanned with CamScanner

آپ ﷺ نے اثبات میں جواب دیا۔ یہ سن کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی آنکھوں سے خوشی کے آنسو چھلک پڑے۔ (5)

حضور اکرم ﷺ نے ہجرت کے لیے وقت کا تعین کر دیا۔ آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ وہ رات کو آپ ﷺ کی چارپائی پر لیٹ جائیں اور قریش کی امانتیں لوٹانے کے بعد مدینہ پہنچ جائیں۔ آپ ﷺ رات کو اپنے گھر سے نکل کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر کی جانب چل دیے، راستے میں بیت اللہ کو دیکھ کر فرمایا "مجھے بھی اور اللہ کو بھی تو سب سے زیادہ پسندیدہ اور محبوب ہے اگر یہاں کے رہنے والے مجھے نکلنے پر مجبور نہ کرتے تو میں یہاں سے بالکل نہ نکلتا۔" (6)

حضور اکرم ﷺ اپنے یارِ غار حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہم راہ مکہ سے نکل گئے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کو اپنی ایک اونٹنی پیش کی آپ ﷺ نے قیمت ادا کرنے کی شرط پر قبول کر لی۔ (7) جب مشرکین کو علم ہوا کہ حضور اکرم ﷺ اپنے گھر پر نہیں ہیں تو وہ آپ ﷺ کو تلاش کرتے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر پر پہنچ گئے۔ ابوجہل نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیٹی حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے پوچھا "تمھارے والد کہاں ہیں" انھوں نے کہا "مجھے معلوم نہیں۔" ابوجہل نے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے منہ پر تھپڑ مارا جس سے ان کے کانوں کی ایک بالی گر گئی۔ (8)

عبداللہ بن ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ہجرت کے دوران ایک سچے خبر رساں کا فریضہ انجام دیا۔ وہ دن بھر کفار کی مجالس میں شریک ہوتے اور رات کو غار میں پہنچ کر پوری رپورٹ پیش کر دیتے۔ (9) ہجرت مدینہ کے سفر کے دوران حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا غلام عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ اور ایک گائیڈ عبدالرحمٰن بن ارتعیط بھی تھے۔ (10) ارتعیط راستوں کا ماہر اور تجربہ کار شخص تھا، وہ مسلمان نہیں ہوا تھا اور اس نے اُجرت پر معاملہ طے کیا تھا۔ ایک دن ایک رات مسلسل چلنے کے بعد دوسرے دن دوپہر کے وقت حضور اکرم ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ایک چٹان کے سائے میں رک گئے۔ آپ ﷺ لیٹ گئے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ایک چرواہے کو دیکھا اور اس سے بکریوں کا دودھ لینے کی فرمائش کی۔ چرواہا

5۔ سیرت ہشام 6۔ مسند احمد۔ ترمذی 7۔ بخاری 8۔ علی الطنطاوری 9۔ السیرۃ الحلبیہ
10۔ ابن سعد

Scanned with CamScanner

رضا مند ہو گیا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے بکری کے تھنوں کو خود صاف کیا اور دودھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا۔ تھوڑی دیر آرام کے بعد سفر پر روانہ ہو گئے۔ (11)

اُم معبد کا واقعہ

اُم معبد قبیلہ خزاع کی ایک پاک دامن، محنتی اور مہمان نواز خاتون تھیں۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے سوچا کہ کھجوریں اور گوشت اس خاتون سے خرید لیں مگر اس کے پاس کوئی چیز نہ تھی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُم معبد کے خیمے میں ایک بکری دیکھی جو مریل اور بھوکی تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا "یہ بکری کیسی ہے؟" اُم معبد نے جواب دیا کہ یہ بہت ہی کمزور ہے اس لیے ریوڑ کے ساتھ نہیں جا سکتی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اسے دوہنے کی اجازت ہے۔" اُم معبد نے کہا، میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان اگر یہ دودھ دے تو ضرور دوہیے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے برتن منگوایا اللہ کا نام لے کر بکری کے تھنوں پر ہاتھ لگایا تو ان میں دودھ آ گیا۔ برتن دودھ سے بھر گیا جو مسافروں کے پینے کے بعد بھی بچ گیا۔ اُم معبد کا خاوند ابو معبد گھر آیا تو وہ دودھ دیکھ کر حیران رہ گیا۔ اُم معبد نے اپنے خاوند کو بتایا کہ ایک بابرکت شخص یہاں سے گزرا اس نے بکری کے تھنوں کو ہاتھ لگایا تو ان میں دودھ آ گیا۔ اُم معبد نے بابرکت شخص کا حلیہ بیان کیا تو ابو معبد نے کہا "اللہ کی قسم یہ تو قبیلہ قریش کا وہ شخص ہے جس کی بات مکہ میں مشہور ہے میں تو چاہتا ہوں کہ اس کے ساتھ ہو جاؤں۔" (12)

سراقہ کا واقعہ

قریش نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی گرفتاری کے لیے سو اونٹوں کا انعام مقرر کر رکھا تھا۔ سراقہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تعاقب میں نکلا اور وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب پہنچ گیا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے پریشان ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سراقہ نے ہمیں آ لیا جب دو تین نیزوں کا فرق رہ گیا تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ رو پڑے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ابو بکر روتے کیوں ہو اللہ ہمیں بچا لے

11۔ سعید اکبر آبادی 12۔ تاریخ بخاری

Scanned with CamScanner

گا۔" حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا "یا رسول اللہ ﷺ میں اپنے لیے نہیں آپ ﷺ کے لیے روتا ہوں۔"

سراقہ کا گھوڑا پیٹ تک ریت میں دھنس گیا۔ وہ چھلانگ لگا کر نیچے اتر آیا اور کہنے لگا "محمد ﷺ مجھے معلوم ہے یہ تمھارا کام ہے تم اللہ سے دعا کرو کہ مجھے اس آفت سے نجات دے میں وعدہ کرتا ہوں کہ جو لوگ میرے پیچھے تمھاری تلاش میں آ رہے ہیں میں انھیں نہیں آنے دوں گا یہ تیر مجھ سے لے لو فلاں جگہ تمھارا گزر میرے اونٹوں اور بکریوں کے پاس سے ہوگا وہاں اپنی ضرورت کے مطابق چیزیں لے لینا۔" حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ مجھے تمھاری چیزوں کی ضرورت نہیں آپ ﷺ نے اس کے لیے دعا کی اور وہ واپس اپنے ساتھیوں کی طرف چلا گیا۔

خود سراقہ رضی اللہ عنہ نے یہ واقعہ اس طرح بیان کیا،[13] جب رسول اللہ ﷺ مکہ مکرمہ سے ہجرت کے لیے نکلے تو قریش نے اس آدمی کے لیے سو اونٹ مقرر کر دیے جو حضور ﷺ کو واپس مکہ لے آئے۔ میں اپنے لوگوں کی محفل میں بیٹھا تھا کہ ایک آدمی نے آ کر کہا کہ تھوڑی دیر پہلے تین سوار میرے پاس سے گزرے اور میرا خیال ہے کہ وہ محمد ﷺ اور آپ ﷺ کے ساتھی تھے۔ میں نے اسے چپ رہنے کے لیے اشارہ کیا۔ میں نے کہا کہ نہیں، پھر وہ خاموش ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد میں گھر گیا۔ گھوڑے پر زین کسی، ہتھیار لیے اور گھر کی پچھلی طرف سے نکل کھڑا ہوا۔ میں نے زرّہ پہن لی اور فال نکالی۔ فال اچھی نہ نکلی۔ فال یہ تھی کہ "اسے" نقصان نہیں پہنچے گا۔ میں حضور ﷺ کو قریش کے حوالے کر کے سو اونٹ لینا چاہتا تھا۔ اس لیے میں گھوڑے پر سوار ہو کر آپ ﷺ کے کھوج میں نکل کھڑا ہوا۔ گھوڑا تیز دوڑ رہا تھا۔ اچانک اس کا پاؤں پھسل گیا اور میں نیچے گر گیا۔ میں نے کہا: "یہ کیا ہوا؟" میں نے دوبارہ فال نکالی جو پہلے ہی والی تھی، لیکن میں پھر بھی پیچھا کرتا رہا۔ جب میں نے ان کو دیکھ لیا تو میرا گھوڑا پھر پھسلا، اس کی اگلی ٹانگیں زمین میں دھنس گئیں اور میں گر پڑا۔ گھوڑے نے زور سے اپنے پاؤں نکالے اور زمین سے دھوئیں کے بادل نکلے۔ یہ دیکھ کر میں سمجھ گیا کہ حضور اکرم ﷺ

13۔ سیرت ہشام

Scanned with CamScanner

حفاظت میں ہیں اور وہ غالب آئیں گے۔ میں نے بلند آواز سے کہا: ''میں سراقہ بن جعشم ہوں، ذرا میری طرف دیکھو۔ میں تم سے بات کرنا چاہتا ہوں۔ میری طرف سے کسی ناخوشگوار بات کا خطرہ محسوس نہ کرو۔''

رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اس سے پوچھو کہ وہ ہم سے کیا چاہتا ہے، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے یہی سوال کیا۔ میں نے کہا کہ مجھے کچھ لکھ دو، جو میرے اور تمھارے درمیان نشانی رہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: ''ابوبکر! اسے لکھ دو۔'' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے لکھ کر میری طرف پھینک دیا۔ میں نے پکڑ کر اسے اپنے تیروں کے ساتھ رکھ لیا۔ میں واپس آ گیا اور اس واقعے کا کسی سے ذکر نہ کیا، جس روز مکہ فتح ہوا اور آپ ﷺ غزوۂ حنین سے فارغ ہوئے تو میں جعرانہ کے مقام پر آپ ﷺ سے ملاقات کے لیے گیا۔ میرے پاس آپ ﷺ کی تحریر تھی۔ میں انصار کے ایک گھڑ سوار دستے میں چلا گیا۔ وہ مجھے نیزوں کی انیاں چبھونے لگے۔ انھوں نے کہا: ''ہٹ جاؤ تم کیا چاہتے ہو؟'' میں نے حضور ﷺ کی تحریر ہاتھوں میں اٹھا کر کہا: ''حضور ﷺ! یہ آپ کی میرے لیے تحریر ہے۔ میں سراقہ بن جعشم ہوں۔'' حضور ﷺ نے فرمایا: ''یہ ایفائے عہد اور نیکی کا دن ہے۔ میرے قریب آؤ۔'' میں حضور ﷺ کے قریب گیا اور میں نے اسلام قبول کر لیا۔ پھر میں نے آپ ﷺ سے سوال پوچھے جن میں سے یہ مجھے یاد ہے، میں نے پوچھا ''اللہ کے رسول ﷺ! میں نے اپنے اونٹوں کے لیے پانی کے حوض بھرے ہوتے ہیں لیکن آوارہ اونٹ بھی آ کر وہاں سے پانی پی لیتے ہیں۔ کیا مجھے اس کا اجر ملے گا؟'' حضور ﷺ نے فرمایا: ''ہاں، ہر جان دار کو پلانے کا اجر ہے۔'' پھر میں اپنے قبیلے میں آ گیا اور صدقے کا مال لے کر دوبارہ حضور ﷺ خدمت میں حاضر ہوا۔''

حدیث میں ہے کہ حضور ﷺ نے سراقہ سے کہا کہ وہ وقت کیسا ہوگا جب تم کسریٰ کے کنگن پہنو گے؟ جب کسریٰ کا تاج اور کنگن، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کیے گئے تو آپ نے سراقہ کو دونوں کنگن پہنائے اور فرمایا کہ دونوں ہاتھ اوپر اُٹھا کر اللہ کی کبریائی اور اس کی حمد بیان

Scanned with CamScanner

کرو کہ اس نے کسریٰ کے کنگن چھین کر بنو مدلج کے ایک اعرابی کو پہنا دیے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ بات بلند آواز سے کہی پھر مالِ غنیمت مسلمانوں میں تقسیم کر دیا۔ (14)

غار کا واقعہ

راہِ حق کے دونوں مسافر غارِ ثور کی طرف چل دیے۔ جب وہاں پہنچے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گزارش کی پہلے میں اس کے اندر جاؤں گا کہ اگر اس میں کوئی اذیت دینے والی چیز ہو تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے محفوظ رہیں۔ یارِ غار، غار کے اندر گئے، اس کا اچھی طرح جائزہ لیا۔ اس میں کچھ سوراخ تھے۔ آپ نے اپنا تہبند پھاڑ کر اس سے سوراخ بند کر دیے، مگر دو بچ رہے جن کے لیے کپڑا نہ تھا۔ آپ نے دونوں پاؤں ان کے اوپر رکھ دیے۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گزارش کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اندر تشریف لے آئیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اندر داخل ہو گئے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زانو پر سر رکھ کر سو گئے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاؤں پر کسی چیز نے ڈسا، لیکن آپ نے اپنے پاؤں کو اس خیال سے بالکل حرکت نہ دی کہ اس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نیند میں خلل آئے گا۔ شدتِ درد سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی آنکھوں سے آنسو بہ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے رخسارِ مبارک پر گرے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھ کھل گئی اور دریافت فرمایا: ''ابوبکر! کیا معاملہ ہے؟'' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ کسی چیز نے انھیں ڈس لیا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعابِ دہن اس جگہ لگایا تو درد جاتا رہا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سوراخ کی طرف پھونک ماری تو موذی چیز اندر ہی مر گئی۔ صبح ہوئی تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ ''ابوبکر! تمھارا تہبند کہاں ہے؟'' انھوں نے معاملہ بتایا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ اُٹھا کر دعا کی کہ اے اللہ! قیامت کے دن ابوبکر کو بھی میرے ساتھ درجہ دینا۔ اللہ تعالیٰ نے وحی نازل فرمائی کہ یہ دعا قبول ہو گئی ہے۔

غار کی طرف جاتے ہوئے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کبھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے چلنے لگے، کبھی پیچھے، کبھی دائیں اور کبھی بائیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا ''ابوبکر! یہ کیا معاملہ ہے؟'' انھوں

14۔ الزرقانی: شرح المواہب

Scanned with CamScanner

نے گزارش کی: "یارسول اللہ ﷺ! یہ خیال آتا ہے کہ آگے کوئی گھات میں نہ بیٹھا ہو تو آگے چلنے لگتا ہوں، پھر خیال آتا ہے کہ تلاش میں کوئی پیچھے سے آ کر نقصان نہ پہنچائے تو پیچھے چلنے لگتا ہوں۔ پھر چین نہیں آتا تو کبھی دائیں چلنے لگتا ہوں اور کبھی بائیں۔"[15]

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قریش میں سے کوئی یہاں آ کر اپنے قدموں کی طرف دیکھے تو اس کی نظر ہم پر پڑ جائے گی۔ حضور ﷺ نے فرمایا: "ابوبکر ان دو کے بارے میں تمھارا کیا خیال ہے جن کے ساتھ تیسرا اللہ ہو۔" اللہ تعالیٰ کے حکم سے غار کے دہانے پر ایک مکڑی نے جالا بُن دیا۔ ساتھ ہی اللہ تعالیٰ کے حکم سے دو کبوتریوں نے غار کے منہ پر انڈے بھی دے دیے۔ قریش کی ہر شاخ کے نوجوان اپنے ہتھیاروں سمیت وہاں پہنچے۔ وہ حضور اکرم ﷺ سے صرف چالیس ہاتھ کے فاصلے پر رہ گئے تو ان میں سے ایک آدمی غار کے اندر دیکھنے کے لیے وہاں گیا۔ اس نے وہاں کبوتریاں دیکھیں تو واپس جا کر اس نے کہا کہ وہاں کبوتریاں بیٹھی ہیں جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ غار کے اندر کوئی نہیں گیا۔[16]

آپ ﷺ غار میں تین راتیں ٹھہرے رہے۔ عبداللہ بن ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی ان کے پاس رات گزارتے تھے۔ وہ نہایت ذہین نوجوان تھے۔ رات کے آخری حصے میں وہ مکہ معظمہ آ جاتے اور صبح یوں لگتا کہ انھوں نے رات مکہ ہی میں گزاری ہے۔ دن بھر وہ لوگوں کی باتیں سن کر ذہن نشین کر لیتے اور رات کی تاریکی میں جا کر سب کچھ حضور اکرم ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بتا دیتے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے غلام عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ دن کو بکریاں چراتے اور رات کو غار ثور کے پاس سے گزرتے ہوئے دودھ رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو دے آتے۔ تیسری صبح ہوئی تو رہبری کرنے والا دونوں اونٹنیاں لے کر آ گیا اور آپ ﷺ نے ساحل کے ساتھ ساتھ سفر شروع کر دیا۔ عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ بھی ان کے ساتھ تھے۔ اسماء بنت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی کھانا لے کر آئی ہوئی تھیں۔ وہ کھانے کو باندھنے کے لیے کپڑا لانا بھول گئی تھیں۔ سفر کا آغاز ہونے لگا تو وہ کھانا باندھنے لگیں لیکن اس کے لیے کپڑا نہ تھا۔ انھوں نے اپنے کمر بند کے دو حصے کر کے ایک حصے سے کھانا باندھ

15۔ البدایہ والنہایہ 16۔ بخاری

Scanned with CamScanner

دیا اور ایک خچر سے اپنی کمر باندھ لی۔ اس بنا پر انھیں "ذات النطاقین" کا لقب ملا۔

راستہ بتانے والا مکہ کی زیریں جانب سے ہوتا ہوا ساحل کی طرف سے گیا۔ آخر کار پیر سے ۸ ربیع الاول کو پیر کے دن[17] قبا میں پہنچے۔ ایک اونٹ پر رسول اللہ ﷺ سوار تھے، ایک پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور ایک پر عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ۔ قبا میں ہی ملک شام سے طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس شام کے بنے ہوئے سفید کپڑوں کا جوڑا آیا۔ حضور اکرم ﷺ نے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے وہ کپڑے پہن لیے اور سفید لباس میں مدینہ منورہ میں داخل ہوئے۔[18] راستے میں لوگ حضور اکرم ﷺ کو کم پہچانتے تھے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو زیادہ جانتے تھے۔ وہ ان سے پوچھتے کہ تمھارے ساتھ یہ کون ہے؟ آپ جواب دیتے کہ آپ ﷺ مجھے سیدھی راہ بتاتے ہیں۔ لوگ سمجھتے کہ مدینہ جانے کا سیدھا راستہ مراد ہے جب کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا مطلب ہوتا کہ نیکی کی سیدھی راہ بتاتے ہیں۔

17۔ سیرت ابن ہشام 18۔ بخاری

Scanned with CamScanner

مدینہ طیبہ میں ابتدائی زندگی

حضور اکرم ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ مدینہ پہنچے تو اہلِ مدینہ نے ان کا پُر جوش اور پُر تپاک استقبال کیا۔ ایک مقام پر حضور اکرم ﷺ دھوپ میں کھڑے تھے، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ ﷺ پر اپنی چادر کا سایہ کر کے کھڑے ہو گئے۔ اس طرح لوگوں کو علم ہو گیا کہ اُن کا محبوب ﷺ کون ہے۔ (1)
آپ ﷺ کی مہمان نوازی کا شرف حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کو حاصل ہوا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ کے محلّہ سنح میں خارجہ رضی اللہ عنہ بن زید ابی زہیر کے پاس قیام کیا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے تجارت شروع کر دی اور خارجہ رضی اللہ عنہ بن زید کی بیٹی حبیبہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کر لیا۔ چند روز کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیوی ام رومان رضی اللہ عنہا، ان کے صاحبزادے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ اور صاحبزادیاں حضرت اسماء اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھی مدینہ پہنچ گئیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ حضور اکرم ﷺ کی رحلت کے چھ ماہ بعد تک اسی جگہ پر رہائش پذیر رہے۔ (2)

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو مدینہ کی آب و ہوا راس نہ آئی اور وہ بخار میں مبتلا ہو گئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا گھبرا کر حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا احوال بیان کیا۔ آپ ﷺ نے دعا فرمائی "اے اللہ تو مدینہ کو بھی ہمارے نزدیک ایسا محبوب بنا دے جیسا کہ مکہ تھا بلکہ اس سے بھی زیادہ یہاں کی آب و ہوا کو صحت بخش کر دے اور یہاں کے ناپ تول میں برکت عطا فرما اور بخار کو یہاں سے منتقل فرما۔ (3) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے علاوہ دوسرے مہاجرین کو بھی مدینہ کی آب و ہوا راس نہیں آئی تھی۔ حضور اکرم ﷺ کی دعا کا اثر یہ ہوا کہ آج مدینہ منورہ پورے حجاز میں آب و ہوا کے لحاظ سے بہترین ہے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مسجد کی تعمیر کے لیے زمین کی قیمت دس دینار دینے کی سعادت حاصل

1۔ بخاری 2۔ طبقات ابن سعد 3۔ بخاری

Scanned with CamScanner

کی اور حضور اکرم ﷺ کے ساتھ تعمیر میں حصہ لیا۔[4] حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا نکاح حضور اکرم ﷺ سے ہو چکا تھا۔ مدینہ پہنچ کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو حرم نبوی ﷺ میں رخصت کر دیا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ غیرت ایمانی سے سرشار تھے۔ ایک دن کا واقعہ ہے کہ چند یہودی اپنے ایک عالم فخاص کے گھر میں جمع ہوئے۔ اتفاق سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی ادھر آ نکلے۔ انھوں نے یہودیوں کو اسلام کی تبلیغ کرتے ہوئے فرمایا:

"اے فخاص! اللہ سے ڈرو اور اسلام لے آؤ۔ اللہ کی قسم تم جانتے ہو کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور اسی کی جانب سے تمھارے پاس وہ حق لے کر آئے ہیں جسے تم توریت میں لکھا ہوا پاتے ہو۔"

یہ سن کر فخاص نے طنزیہ لہجے میں کہا:

"خدا کی قسم اے ابوبکر رضی اللہ عنہ ہمیں خدا سے کسی چیز کی حاجت نہیں۔ خود اسے ہماری حاجت ہے۔ ہم اس کی طرف نہیں جھکے بلکہ وہ ہماری طرف جھکنے پر مجبور ہے۔ ہم اس کی مدد سے بے پروا ہیں لیکن وہ ہماری مدد سے مستغنی نہیں۔ اگر وہ ہماری امداد سے مستغنی ہوتا تو ہمیں سود کیوں دیتا؟" (نعوذ باللہ)[5]

اس بے ہودہ اور ناپاک گفتگو کا مقصد دراصل اس آیت پر چوٹ کرنا تھا جس میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

"کون ہے جو اللہ کو قرض دے اس کے بدلے اللہ اس کے مال کو کئی گنا بڑھا کر واپس کر دے گا۔"

فخاص نے اس آیت کو سیاق و سباق سے الگ کر کے اپنے جہالت پر مبنی معنی دینے کی کوشش کی۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ وحی کا مذاق برداشت نہ کر سکے۔ ان کی غیرتِ ایمانی نے جوش مارا اور انھوں نے فخاص کو تھپڑ مارتے ہوئے کہا:

"اے اللہ کے دشمن! اگر مسلمانوں اور یہودیوں کے درمیان معاہدہ نہ ہوتا تو اللہ کی قسم میں تیری گردن اُڑا دیتا۔"[6]

4۔ فتح الباری 5۔ محمد حسین ہیکل 6۔ ہیکل

Scanned with CamScanner

باب 6

غزوات میں شرکت

غزوۂ بدر

جنگِ بدر کے لیے روانہ ہونے سے پہلے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور دوسرے صحابہ رضوان اللہ اجمعین نے پرجوش تقریریں کیں۔ حضرت مقداد رضی اللہ عنہ بن عمرو نے اس موقع پر فرمایا:

''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، جو ارشاد ربانی ہو اس کے مطابق چلیے، ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہیں۔ بخدا ہم وہ نہیں کہیں گے جو بنی اسرائیل نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا: 'آپ علیہ السلام اور آپ علیہ السلام کا رب جائیں اور (جنگ) لڑیں، ہم یہیں بیٹھے ہیں۔' بلکہ ہم یہ کہیں گے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پروردگار چلیں اور لڑیں اور ہم بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ لڑیں گے۔ اس ذات کی قسم جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو برک غماد تک لے چلیں تو ہم راستے والوں سے لڑتے بھڑتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وہاں بھی چلیں گے۔''

سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کھجور کا چھپر بناتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس میں تشریف رکھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری ہم تیار کریں گے۔ پھر دشمن سے مڈبھیڑ ہوگی، اگر اللہ نے دشمن پر فتح و نصرت عطا فرمائی تو بہتر، دوسری صورت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سواری پر بیٹھیں اور ہماری قوم کے جو لوگ مدینہ میں رہ گئے ہیں

Scanned with CamScanner

ان سے جا ملیں۔ یا رسول اللہ ﷺ کچھ ایسے لوگ پیچھے ہیں جن کے دلوں میں آپ ﷺ کی محبت اس سے کم نہیں جتنی ہمارے دلوں میں ہے۔"

آپ ﷺ نے سعد رضی اللہ عنہ کے لیے دعائے خیر کی اور چھپر میں تشریف لے گئے۔[1]

آپ ﷺ اپنے رب سے دعا مانگ رہے تھے "اے اللہ اپنا وعدہ پورا کیجیے، اگر آج یہ مٹھی بھر اہل اسلام تو نے ختم کر دیے تو پھر کبھی زمین پر تیری عبادت نہیں کی جائے گی۔"

دعا کے دوران آپ ﷺ کی چادر کندھے سے گر جاتی۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ چادر کندھے پر رکھ دیتے اور فرماتے، اللہ اپنا وعدہ ضرور پورا کرے گا۔[2]

قرآن پاک کی یہ آیت نازل ہوئی:

"وہ کیا وقت تھا کہ تم اپنے پروردگار سے مدد مانگتے تھے۔ اس نے تمھاری فریاد سن لی اور فرمایا کہ میں ہزار فرشتے پیہم بھیج کر تمھاری مدد کروں گا۔"[3]

ایک روز کچھ لوگ جمع تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پوچھا "سب سے زیادہ بہادر کون ہے؟" لوگوں نے جواب دیا "امیر المومنین آپ۔" حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا "نہیں۔ میرا تو مقابلہ جس سے بھی ہوا، بس میں اس کے برابر رہا لیکن بہادر ترین شخص حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے۔ میدان بدر میں ہم نے رسول اللہ ﷺ کے لیے ایک چھپر بنایا۔ سوال پیدا ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس کون رہے جو آپ ﷺ تک مشرکین کو نہ پہنچنے دے۔ بخدا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے علاوہ ہم میں سے کوئی بھی قریب نہیں جاتا تھا۔ بس وہ تلوار سونتے رسول اللہ ﷺ کے پاس کھڑے رہے۔"[4]

جنگ بدر میں مشرکین کو شکست ہوئی۔ ان کے ستر آدمی مارے گئے اور ستر گرفتار ہوئے۔ حضور اکرم ﷺ نے قیدیوں کے بارے میں مشورہ کیا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے تجویز دی کہ بدر کے قیدی ہمارے بھائی بند ہیں اور اپنے ہی خاندان کے لوگ ہیں۔ کوئی کسی کے ماموں کا لڑکا ہے اور کوئی چچا کا لڑکا ہے۔ ان سے فدیہ لیجیے اور انھیں چھوڑ دیجیے اور جو فدیہ ہم ان سے لیں

1۔ تاریخ الطبری 2۔ بخاری، مسلم 3۔ الانفال 9 4۔ ابن ہشام، الحب الطبری

Scanned with CamScanner

گے وہ ہمارے لیے تقویت کا باعث بنے گا اور ہو سکتا ہے اللہ ان کو ہدایت دے اور یہ ہمارے بازو بن جائیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سب قیدیوں کو قتل کرنے کا مشورہ دیا تھا کہ سب کو علم ہو جائے کہ ہمارے پاس مشرکین کے لیے کوئی نرم گوشہ نہیں ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی رائے سے اتفاق کیا اور فدیہ لے کر قیدیوں کو رہا کرنے کا فیصلہ کیا۔

اس فیصلے کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ''کسی نبی کی یہ شان نہیں کہ کافروں کو زندہ قید کرے جب تک زمین میں اُن کا خون خوب نہ بہائے۔ تم لوگ دنیا کا مال چاہتے ہو اور اللہ کے پیش نظر آخرت ہے اور اللہ تعالیٰ غالب و حکیم ہے۔ اگر اللہ کی طرف سے پہلے ہی معافی کی بات نہ ہو چکی ہوتی تو یقیناً تم کو اس (مال فدیہ کے بارے) میں جو تم نے (بدر کے قیدیوں سے) حاصل کیا تھا' بڑا عذاب پہنچتا۔''(5)

عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ جنگ بدر میں مشرکین کے ساتھ تھے۔ مسلمان ہوئے تو اپنے والد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہنے لگے'' آپ جنگ بدر میں میرے نشانے پر آ گئے تھے بس میں ہٹ گیا اور آپ کو قتل نہیں کیا۔'' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''تم میری زد میں آئے ہوتے تو میں تمھیں نہ چھوڑتا۔''(6)

غزوۂ اُحد

قریش نے غزوۂ بدر کا بدلہ لینے کے لیے پوری تیاری کے ساتھ مدینہ پر حملہ کر دیا۔ یہ جنگ مدینہ سے باہر اُحد کے پہاڑ کے قریب لڑی گئی۔ مسلمان بڑے جوش اور جذبے کے ساتھ لڑے۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو دجانہ رضی اللہ عنہ نے دشمن کی فوج میں گھس کر ان کی صفیں اُلٹ دیں۔ دشمن فوج کے پاؤں اُکھڑ گئے اور اس نے بھاگنا شروع کر دیا۔ جب پہاڑ کی چوٹی پر متعین مجاہدین اسلام نے یہ صورت حال دیکھی تو وہ مال غنیمت لوٹنے کے لیے نیچے اتر آئے۔ مشرکین نے موقع غنیمت جانتے ہوئے مسلمانوں پر عقب سے حملہ کر دیا۔ اس غیر متوقع حملے سے مسلمان

5۔ الانفال:67-68 6۔ علی الطنطانوی

Scanned with CamScanner

مجاہدین کے پاؤں اکھڑ گئے اور بھگدڑ مچ گئی۔ مشرکین نے یہ افواہ پھیلا دی کہ حضور اکرم ﷺ شہید ہو گئے حالانکہ آپ ﷺ اپنے چند جان نثاروں کے ساتھ میدان کے ایک کونے پر موجود تھے۔ ان میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔ اس جنگ میں آپ ﷺ کے دو دانت بھی شہید ہو گئے۔ مسلمان ایک بار پھر سنبھلے اور جذبۂ ایمانی سے سرشار ہو کر مشرکین پر دھاوا بول دیا۔ مشرکین کے لیے بھاگنے کے سوا اور کوئی چارہ نہ رہا۔ ستر صحابہ نے مشرکین کا تعاقب کیا۔ ان میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔[7]

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ''میں چاہتا ہوں کہ لوگوں کی تعلیم و تربیت کے لیے اپنے مخصوص افراد مدینہ سے باہر بھیجوں۔''

کسی نے عرض کیا'' آپ ﷺ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو کیوں نہیں بھیجتے۔''

ارشاد ہوا''میں ان دونوں سے بے نیاز نہیں ہو سکتا۔ یہ دین کے کان اور آنکھیں ہیں۔''[8]

ایک روایت کے مطابق حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جنگ اُحد کے بارے فرمایا''میں نے دیکھا کہ خود کی ایک کڑی رسول اللہ ﷺ کی پیشانی میں پیوست ہو گئی ہے۔ اس کو نکالنے کے لیے جھکا تو ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے قسم کھائی کہ میں ہٹ جاؤں۔ اب انھوں نے اپنے اگلے دانتوں سے وہ کڑی پکڑی اور بڑی نرمی سے آہستہ آہستہ کھینچنے لگے۔ یہاں تک کہ وہ نکل آئی اور ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے دانت گر گئے۔''[9]

غزوۂ خندق

مدینہ کے یہودی بنو نضیر جو مدینہ سے نکل کر خیبر آ گئے تھے۔ انھوں نے مسلمانوں کے خلاف مکہ کے قریش کو بھڑکایا اور دوسرے قبیلوں بنو غطفان، بنو سُلم اور بنو اسد وغیرہ سے اتحاد کر کے مدینہ پر حملہ کر دیا۔ مشرکین کا لشکر دس ہزار افراد پر مشتمل تھا۔ حضور اکرم ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کی مشاورت سے مدینہ کے اردگرد خندق کھود کر دفاعی جنگ لڑی۔ اسلامی فوج کی تعداد تین ہزار تھی۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ

7۔ بخاری 8۔ مستدرک حاکم 9۔ علی الطنطاوی: حیاتِ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

Scanned with CamScanner

نے اس جنگ میں ایک فوجی دستے کی کمان سنبھالی۔ حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ جس مقام پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فوجی دستے کا پڑاؤ ڈالا تھا وہاں پر مسجد صدیق کے نام سے ایک مسجد تعمیر ہوئی جو غزوۂ خندق کی یادگار ہے۔[10]

غزوہ بنی مصطلق

بنو مصطلق کے سردار حارث بن ضرار نے اپنے قبیلے کو مسلمانوں کے خلاف اکسایا اور جنگ پر آمادہ کیا۔ یہ غزوہ مُریسیع کے کنوئیں کے قریب لڑا گیا۔ اس لیے اسے غزوہ المریسیع بھی کہتے ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بنو مصطلق کی سرکوبی کے لیے ایک لشکر کے ساتھ روانہ ہوئے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم راہ تھے اور مہاجرین کا علم آپ کے ہاتھ میں تھا۔ مریسیع کے مقام پر پہنچ کر اسلامی فوج نے پڑاؤ ڈالا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے لشکر کو منظم کیا اور پوری قوت سے دشمن پر حملہ کر دیا۔ بنو مصطلق کے پاؤں اکھڑ گئے اور وہ میدان چھوڑ کر بھاگ گئے۔[11] یہ وہ غزوہ ہے جس کی واپسی پر واقعۂ اِفک پیش آیا۔

واقعۂ اِفک

واقعۂ افک کے بارے میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر کا ارادہ فرماتے تو اپنی ازواج میں قرعہ اندازی کرتے، جس کے نام قرعہ نکلتا اسے ساتھ لے جاتے۔ غزوۂ بنی مصطلق کا واقعہ پیش آیا تو حسبِ سابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرعہ اندازی کی۔ قرعہ میرے نام نکلا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے ساتھ لے چلے۔ عورتیں ان دنوں کھانا بس اتنا ہی کھاتی تھیں کہ کفایت کر جائے جس سے گوشت بڑھتا نہیں تھا کہ ان کا بوجھ زیادہ ہو جاتا۔ جب میرے والے اونٹ پر پالان کس دیا جاتا اور میں اپنے کجاوے میں بیٹھ جاتی تو جو لوگ میرا کجاوہ اونٹ پر رکھنے والے ہوتے وہ آتے۔ کجاوہ نیچے سے پکڑتے اور اٹھا کے اونٹ کی پیٹھ پر رکھ دیتے۔ پھر رسی سے باندھ دیتے اور اونٹ کی نکیل پکڑ کر چل پڑتے۔

10۔ ازالۃ الخفا 11۔ زاد المعاد

Scanned with CamScanner

رسول اللہ ﷺ اپنے اس سفر سے فارغ ہوئے تو واپسی کا قصد کیا۔ مدینہ کے قریب آئے تو ایک جگہ اترے۔ تھوڑی سی رات وہاں گزاری اور پھر کوچ کی منادی کرادی۔ اس وقت میں رفع حاجت کے لیے نکلی تھی۔ میرے گلے میں منکوں کا ہار تھا۔ حاجت سے فارغ ہوئی تو وہ ہار گلے سے گر پڑا اور مجھے پتا بھی نہ چلا۔ واپس کجاوے میں آئی تو گلے کو ٹٹولنے لگی کہ ہار کہاں گیا مگر وہ نہ ملا۔ لوگ کوچ کر رہے تھے۔ میں جدھر پہلے گئی تھی واپس اسی طرف رخ کیا۔ وہاں ہار ڈھونڈا جول گیا۔ پیچھے وہ لوگ آئے جو میرے اونٹ پر پالان کسا کرتے تھے۔ انھوں نے پالان کس کے کجاوہ اٹھایا اور اس خیال سے کہ میں حسب سابق اندر ہوں، اسے اونٹ پر رکھ دیا۔ انھیں گمان بھی نہ ہوا کہ میں اس میں نہیں ہوں۔ وہ اونٹ کو لے کر چل دیے۔ میں لشکر کی طرف واپس آئی تو دیکھا کہ لوگ جا چکے ہیں۔ کوئی بلانے سننے والا نہیں۔ تب میں اوڑھنی میں لپٹ کر لیٹ گئی۔ مجھے یقین تھا کہ قافلے والے مجھے گم پائیں گے تو لوٹ کے اسی جگہ آئیں گے۔ بخدا میں لیٹی ہوئی تھی کہ صفوان بن معطل سلمی پاس سے گزرا۔ وہ لشکر سے پیچھے تھا اور اس نے رات لشکر کے ساتھ نہیں گزاری تھی۔ فرضیت حجاب سے پہلے وہ مجھے پہچانتا تھا۔ اس کی نظر میرے وجود پر پڑی تو قریب آ کر ٹھہر گیا۔ اس نے مجھے پہچان لیا اور اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھا۔

اس نے پوچھا ''کیا آپ رسول اللہ ﷺ کی رفیقۂ حیات ہیں؟''

میں کپڑوں میں لپٹی ہوئی تھی۔ اس نے پھر کہا ''اللہ آپ پر رحم کرے، آپ پیچھے کیسے رہ گئیں؟'' میں نے اس سے بات نہیں کی۔ اس نے اونٹ قریب کرتے ہوئے کہا ''اللہ آپ پر رحم کرے، اس پر سوار ہو جائیے۔'' وہ خود ایک طرف ہٹ گیا۔ میں سوار ہو گئی۔ پھر وہ آیا اس نے اونٹ کو پکڑا اور تیزی سے لوگوں کی تلاش میں چل پڑا۔ بخدا ہم لوگوں سے نہ مل سکے اور صبح تک لوگوں کو بھی یہ پتا نہ چلا کہ میں گم ہوں۔ وہ آرام سے اتر چکے تھے تو صفوان میرے اونٹ کو لیے پہنچ گیا۔

اس پر بہتان طرازوں نے تہمتیں باندھیں۔ لشکر میں کھلبلی مچ گئی اور خدا کی قسم مجھے اس کی خبر

Scanned with CamScanner

تک نہ ہوئی۔ ہم مدینہ آئے۔ کچھ زیادہ عرصہ نہیں ہوا تھا کہ مجھے سخت درد ہوا۔ اس وقت تک یہ بات مجھ تک نہیں پہنچی تھی۔ ہاں رسول اللہ ﷺ کو اور میرے والدین کو اس کا علم ہو گیا تھا، مگر انھوں نے اس کا کچھ تھوڑا بہت ذکر بھی مجھ سے نہیں کیا تھا۔ ہاں رسول اللہ ﷺ کی کرم فرمائیوں میں کمی مجھے کھٹکنے لگی۔ پہلے کبھی میں بیمار ہو جاتی تو پیار کرتے۔ اب کے تکلیف ہوئی تو پہلے کا سا معاملہ نہ تھا۔ میری والدہ تیمارداری کر رہی تھیں۔ آپ ﷺ تشریف لاتے تو محض اتنا پوچھتے کہ کیسے حال ہیں؟ یہ بے توجہی مجھے کھٹکی۔ میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ اگر اجازت ہو تو اپنی والدہ کے ہاں چلی جاؤں کہ وہ تیمارداری کریں گی۔ ارشاد ہوا کہ کوئی حرج نہیں، جا سکتی ہو۔ میں اپنی والدہ کے ہاں چلی گئی اور مجھے اس معاملے کا کچھ بھی پتا نہ تھا۔ یہاں تک کہ بیس سے کچھ زیادہ دنوں کے درد کی وجہ سے میں انتہائی کمزور ہو گئی۔ ہم عرب لوگ اپنے گھروں میں عجمیوں کی طرح بیت الخلا نہیں بنایا کرتے تھے۔ ہمیں یہ بات پسند ہی نہیں تھی۔ لوگ شہر سے باہر نکل جایا کرتے تھے۔ عورتیں رات کو حاجات ضروریہ کے لیے باہر جاتیں۔ ایک رات میں بھی گئی۔ ساتھ اُمِ مسطح بنت ابورَہم بن عبدالمطلب تھیں۔ اُمِ مسطح کی والدہ صخر بن عامر بن کعب کی بیٹی تھیں۔ یہ میرے والد کی خالہ ہوتی تھیں۔ اُمِ مسطح میرے ساتھ ساتھ چل رہی تھیں کہ اپنی چادر کے دامن سے ان کا پاؤں پھسل گیا۔ کہنے لگیں مسطح کا ستیاناس ہو۔ میں نے کہا ''ایک بدری مہاجر کے لیے تم نے بہت برے کلمات استعمال کیے۔''

وہ پوچھنے لگیں ''ابوبکر کی بیٹی! تجھ تک بات نہیں پہنچی؟''

میں نے کہا ''کون سی بات؟''

اس نے مجھے بہتان طرازوں کی بات بتائی۔

میں نے پوچھا ''اور وہ ایسا کہتے ہیں۔''

کہنے لگیں ''ہاں خدا کی قسم! وہ ایسا کہتے ہیں۔''

بخدا مجھ میں رفع حاجت کے لیے جانے کی سکت نہ رہی۔ میں لوٹ آئی اور پیہم روتی رہی

Scanned with CamScanner

تا آنکہ مجھے گمان ہوا کہ رونے سے میرا جگر پھٹ جائے گا۔ میں نے والدہ سے کہا ''اللہ آپ کو معاف فرمائے، لوگوں نے جو باتیں بنائیں اور آپ کو جو خبریں پہنچیں ان کا آپ نے مجھ سے ذکر تک نہیں کیا۔''

والدہ نے کہا ''اس بات کی پروا مت کرو، ہوتا یوں ہی ہے کہ کوئی حسین و جمیل خاتون ہو۔ شوہر کو اس سے محبت ہو۔ ساتھ سوکنیں بھی ہوں تو وہ سوکنیں بھی اور عام لوگ بھی طرح طرح کی باتیں بناتے ہیں۔''

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں۔ مجھے پتا نہیں تھا لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خطبہ دیا:

''لوگو! ان لوگوں کا کیا معاملہ ہے جو مجھے میری بیویوں کے سلسلے میں اذیت پہنچاتے ہیں۔ ان کے متعلق انہونی باتیں کہتے ہیں۔ بخدا مجھے تو ان (بیویوں) کے متعلق بھلائی ہی کی خبر ہے اور کہتے اس آدمی کے متعلق ہیں جس کی مجھے تو خیر ہی کی خبر ہے۔ وہ میرے کسی گھر میں تبھی آتا ہے جب میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔''

عبداللہ بن اُبی سلول نے کچھ خزرجی لوگوں کے ساتھ مل کر رائی کا پہاڑ بنا رکھا تھا۔ ساتھ مسطح اور حمنہ بنت جحش کی بات مل گئی اور حمنہ کے اس رویّے کی وجہ یہ تھی کہ اس کی ہمشیرہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں تھیں۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو اللہ نے ان کے دین کے سبب بچا لیا۔ ان کے منہ سے تو خیر کے کلمات ہی نکلے، لیکن حمنہ نے بہتان کی خوب اشاعت کی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ وہ اپنی بہن زینب کی وجہ سے مجھے اذیت پہنچا رہی تھی۔ یہ بات مجھ پر بہت گراں گزری۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خطبہ دیا تو اُسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا ''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر وہ لوگ قبیلۂ اوس کے ہیں تو ہم انھیں روکیں گے اور اگر وہ ہمارے خزرجی بھائی ہیں تو ان کے بارے میں جو ارشاد ہوا، اس کی تکمیل ہوگی۔ ایسے لوگ اس قابل ہیں کہ ان کی گردنیں اڑا دی

Scanned with CamScanner

جائیں۔"

حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ اٹھے۔ وہ بہت نیک شخص تھے لیکن اس موقع پر ان کی قومی عصبیت بھڑک اٹھی۔ وہ کہنے لگے "اُسید خدا کی قسم! تم نے جھوٹ بولا ہے، ان کی گردنیں نہیں اڑائی جائیں گی اور تو نے یہ بات بس اس لیے کہی ہے کہ تجھے معلوم تھا کہ وہ خزرجی ہیں۔ اگر یہ تیری قوم کے ہوتے تو ایسا نہ کہتا۔"

حضرت اسید رضی اللہ عنہ نے کہا "خدا کی قسم! تم جھوٹ کہتے ہو۔ تم منافق ہو اور منافقوں کی طرف داری کرتے ہو۔" لوگ اس درجہ بھڑک اٹھے کہ ان دونوں قبیلوں میں جنگ ہوتے ہوتے رکی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے اتر آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھر تشریف لے گئے اور علی رضی اللہ عنہ اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو بلا کر مشورہ کیا۔

اُسامہ رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کے بعد کہا کہ ہم تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج کے بارے میں خیر ہی کا علم رکھتے ہیں۔ یہ سب باتیں جھوٹ اور بے بنیاد ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عورتیں بہت ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک کی جگہ دوسری لا سکتے ہیں۔ لونڈی سے پوچھ لیجیے وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سچ بتائے گی۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بریرہ رضی اللہ عنہا کو بلا کر پوچھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اٹھے اور قدرے غصے سے حکم دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سچ بتانا۔

بریرہ رضی اللہ عنہا نے کہا "میرے علم میں تو بس بھلائی ہی ہے۔ مجھے عائشہ رضی اللہ عنہا میں کوئی خرابی نظر نہیں آئی۔ سوائے اس کے کہ میں آٹا گوندھ کے رکھ جاتی اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہہ جاتی کہ ذرا دھیان رکھنا، مگر وہ سو جاتیں اور بکری آ کے آٹا کھا جاتی۔"

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس آئے۔ وہاں میرے والدین اور ایک انصاری خاتون تھیں۔ میں رو رہی تھی۔ وہ خاتون بھی ساتھ رو رہی تھیں۔

Scanned with CamScanner

رسول اللہ ﷺ بیٹھ گئے اور اللہ کی حمد وثنا کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا'' عائشہ رضی اللہ عنہا تمھیں پتا چل ہی گیا ہوگا کہ لوگ کیا کہتے ہیں۔ اللہ سے ڈرو، اگر کوئی برائی سرزد ہوگئی ہے، جیسا کہ لوگ کہتے ہیں تو اللہ کی طرف رجوع کرو۔ اللہ اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے۔''

عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں نہ جانے کیا ہوا۔ بس حضور ﷺ کا اتنا کہنا تھا کہ میرے آنسو اس طرح رک گئے گویا وہ بہے ہی نہ تھے۔ میں نے انتظار کیا کہ والدین جواب دیں گے، مگر وہ چپ رہے اور خدا گواہ ہے کہ میں اپنے متعلق گمان بھی نہیں رکھتی تھی کہ میرے متعلق قرآن میں کچھ نازل ہوگا جو مسجدوں اور نمازوں میں پڑھا جائے گا۔ ہاں یہ توقع ضرور تھی کہ رسول اللہ ﷺ کو خواب یا کسی اور ذریعے سے میری برأت کی خبر دے دی جائے گی۔ رہ گئی یہ بات کہ میرے بارے میں قرآن میں کچھ آئے تو بخدا میں اپنے آپ کو اس سے بہت کمتر سمجھتی تھی۔ وہ مزید کہتی ہیں'' میں نے دیکھا کہ والدین بات نہیں کرتے تو میں نے ان سے کہا کہ آپ ﷺ کی بات کا جواب نہیں دیں گے؟''

وہ کہنے لگے'' ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا جواب دیں؟''

اور خدا جانتا ہے کہ ان دنوں آلِ ابوبکر پر جو بیتی اس سے کسی گھرانے کو سابقہ پیش نہیں آیا ہوگا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا کہنا ہے کہ والدین چپ رہے تو میرے آنسو پھر بہنے لگے۔ میں نے کہا ''اس بات کی توبہ میں کبھی نہیں کروں گی، اگر میں لوگوں کی بات کا اقرار کرلوں اور اللہ کو علم ہے میں اس سے بَری ہوں تو میں وہ بات کہوں گی جو ہوئی نہیں اور اگر میں انکار کردوں تو تم لوگ میری بات مانو گے نہیں۔ میں نے حضرت یعقوب علیہ السلام کا نام یاد کرنے کی کوشش کی مگر ذہن میں آتا نہیں تھا۔ تو میں نے کہا میں وہی بات کہتی ہوں جو یوسف علیہ السلام کے باپ نے کہی تھی۔ میرا رویہ صبر جمیل کا ہے اور جو بات تم کہتے ہو اس پر میں خدا سے استعانت طلب کرتی ہوں۔ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنی جگہ سے ہلے نہیں تھے کہ آپ ﷺ پر اللہ کی طرف سے وہی حالت طاری ہوگئی جو وحی نازل ہونے کے وقت ہوا کرتی تھی۔ آپ ﷺ نے کپڑا اوڑھ لیا۔ چمڑے کا تکیہ آپ ﷺ

Scanned with CamScanner

کے سر کے نیچے رکھا تھا۔ میں نے یہ حالت دیکھی تو بخدا مجھے کچھ گھبراہٹ ہوئی، نہ پروا۔ مجھے معلوم تھا کہ میں بَری ہوں اور اللہ مجھ پر ظلم نہیں کرے گا۔ اس ذات کی قسم، جس کے قبضے میں عائشہ کی جان ہے جب رسول اللہ ﷺ کی وہ حالت یعنی وحی ختم ہوئی تو یوں معلوم ہوتا تھا کہ کہیں ان کی جانیں اس ڈر سے نکل نہ جائیں کہ اللہ تعالیٰ لوگوں کی باتوں کی تصدیق کر دے۔

پھر رسول اللہ ﷺ اپنی عام حالت میں بیٹھ گئے۔ سردی کے موسم میں پسینے کے قطرے موتی بن بن کر گر رہے تھے۔ آپ ﷺ اپنی پیشانی سے پسینہ پونچھ رہے تھے اور فرما رہے تھے "عائشہ بشارت۔ اللہ نے تیری برأت نازل فرمائی ہے۔"

میں نے کہا "الحمدللہ۔"

نبی کریم ﷺ نکلے۔ لوگوں کے سامنے خطبہ دیا اور اس بارے میں قرآن کا جو حصہ نازل ہوا تھا وہ تلاوت فرمایا۔ آپ ﷺ نے (تم میں سے ایک گروہ نے جو بہتان باندھا ہے اسے اپنے لیے برا مت سمجھو) دس آیات پڑھیں۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ مسطح کی قرابت داری اور ضرورت مندی کی وجہ سے اسے خرچ دیا کرتے تھے۔ اب انھوں نے اعلان کیا کہ آئندہ مسطح کو کچھ نہیں دیا کروں گا اور عائشہ رضی اللہ عنہا کے متعلق جو کچھ اس نے کہا اور ہم پر جو آفت نازل کی اس کے بعد اسے کوئی فائدہ نہیں پہنچاؤں گا۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

> "تم میں سے صاحب استطاعت وفضیلت لوگ اس بات کی قسم نہ کھا بیٹھیں کہ وہ قریبی اعزا، مسکینوں اور فی سبیل اللہ ہجرت کرنے والوں کو کچھ نہیں دیں گے۔ عفو و درگزر سے کام لینا چاہیے۔ کیا تم پسند نہیں کرتے کہ اللہ تمھاری لغزشوں سے درگزر کرے اور اللہ تعالیٰ غفور و رحیم ہے۔"[12]

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا "اللہ کی قسم میں تو چاہتا ہوں کہ اللہ میری خطائیں معاف فرمائے۔"

12۔ النور: ۲۲

Scanned with CamScanner

جونان ونفقہ آپ مسطح کو دیا کرتے تھے وہ پھر سے شروع کر دیا اور فرمایا کہ یہ کبھی اس سے چھینوں گا نہیں۔

ایک روایت کے مطابق اِفک کے علاوہ بھی ایک واقعہ پیش آیا جس کا ذکر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان فرمایا ''ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر پر گئے ہوئے تھے مکہ اور مدینہ کے درمیان مقام بیدا یا ذات الجیش پہنچے تو میرا ہار گم ہو گیا۔ اس کو تلاش کرنے کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑاؤ ڈال دیا۔ اس جگہ پانی نہیں تھا اور نہ ہی قافلے کے پاس پانی تھا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ہمارے خیمے پر آئے۔ اس وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنا سر میری ران پر رکھ کر سوئے ہوئے تھے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے غصے میں کہا کہ تم نے قافلے کو ایسے مقام پر رکوا دیا ہے جہاں پانی نہیں ہے۔ انھوں نے میری کمر پر ہاتھ مارے۔ میں اس ڈر سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نیند خراب ہو ذرا حرکت نہ کی اور چپ چاپ بیٹھی رہی۔ آخر صبح کے وقت جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے اور پانی نہ ملا تو تیمّم کی آیت نازل ہوئی اور سب لوگوں نے تیمّم کیا۔ اس پر اسید بن الحضیر نے کہا'' آے آل ابی بکر یہ تمھاری پہلی برکت نہیں ہے۔'' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب ہم نے اونٹ کو اٹھایا تو ہار اس کے نیچے پڑا تھا۔[13]

صلح حدیبیہ

صلح حدیبیہ اسلام کی تاریخ کا نہایت شان دار واقعہ ہے جو 6 ہجری میں پیش آیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم چودہ سو صحابہ رضوان اللہ اجمعین کے ساتھ عمرہ کے ارادے سے مکہ روانہ ہوئے۔ ذوالحلیفہ کے مقام پر پہنچ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام باندھا۔ ایک صحابی کو جاسوسی کے لیے مکہ روانہ کیا۔ اس نے واپس آ کر خبر دی کہ قریش مسلمانوں کو بیت اللہ کی زیارت نہیں کرنے دیں گے اور انھوں نے جنگ کی پوری تیاری کر لی ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے مشورہ کیا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا ''اے اللہ کے رسول! آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو بیت اللہ کی زیات کے لیے نکلے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہ تو کسی کو قتل

13۔ بخاری

Scanned with CamScanner

کرنا چاہتے ہیں اور نہ کسی سے جنگ کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اس لیے بیت اللہ کا رخ کیجیے اگر کسی نے مزاحمت کی تو ہم اس سے جنگ کریں گے۔'' حضور اکرم ﷺ نے تبسم فرماتے ہوئے کہا ''تو بسم اللہ، چلو۔''(14)

حضور اکرم ﷺ اپنے ساتھیوں کے ہم راہ روانہ ہوئے اور حدیبیہ کے مقام پر قیام فرمایا۔ آپ ﷺ نے قریش کو پیغام بھجوایا کہ ہم صرف عمرہ کی نیت سے آئے ہیں اس لیے مزاحمت نہ کی جائے۔ قریش نے عروہ بن مسعود ثقفی کو اپنا نمائندہ بنا کر آپ ﷺ کے ساتھ مذاکرات کے لیے روانہ کیا۔ گفتگو کے دوران عروہ نے کہا کہ جنگ کی صورت میں آپ ﷺ کے ساتھی آپ ﷺ کو تنہا چھوڑ کر بھاگ جائیں گے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بڑے حلیم اور بردبار شخصیت تھے مگر عروہ کی زبان سے یہ الفاظ سن کر خاموش نہ رہ سکے اور فرمانے لگے ''بدمعاش! کیا ہم رسول اللہ ﷺ کو چھوڑ کر بھاگ سکتے ہیں۔'' عروہ نے پوچھا ''یہ کون ہیں؟'' رفقاء نے کہا ''ابوبکر۔''

عروہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے مخاطب ہو کر کہا ''قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر تمھارا مجھ پر احسان نہ ہوتا جس کا بدلہ میں اب تک نہیں چکا سکا تو میں تم کو جواب دیتا۔(15)

صلح حدیبیہ کی شرائط طے پائیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ جذباتی ہو گئے اور حضور اکرم ﷺ سے پوچھا کہ ہم مسلمان ہیں اور ایک خدا کے ماننے والے ہیں تو پھر ہم نے قریش کی سخت شرائط کیوں تسلیم کی ہیں؟ آپ ﷺ نے صلح حدیبیہ کی حکمت بیان فرمائی۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہی سوال حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کیا تو انھوں نے کہا ''رسول اللہ ﷺ جو کچھ کرتے ہیں اللہ کے حکم سے کرتے ہیں۔ یقیناً اسی میں بھلائی ہوگی۔''(16)

اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعے صلح حدیبیہ کو ''فتح مبین'' کہا۔ صلح حدیبیہ اسلام کی بنیادی خوبی مذاکرات اور امن کی علامت ہے۔

14۔ بخاری 15۔ بخاری 16۔ مسلم

Scanned with CamScanner

غزوہ خیبر

یہ غزوہ 7 ہجری کے شروع میں پیش آیا۔ خیبر یہودیوں کا سب سے بڑا مرکز تھا۔ جو کئی مضبوط قلعوں پر مشتمل تھا۔ حضور اکرم ﷺ نے مختلف قلعوں کو فتح کرنے کے لیے اسلامی دستے مقرر فرمائے اور ہر دستے کا ایک امیر نامزد کیا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ دونوں قلعہ قموص کو فتح نہ کر سکے۔ اس فتح کا سہرا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مقدر میں تھا۔ وہ فاتح خیبر کہلائے۔ غزوہ خیبر میں بعض صحابہ اکرم رضی اللہ عنہم نے آپ ﷺ کو یہودیوں کی قوت اور جوش کو کم کرنے کے لیے کھجوروں کے درخت کاٹنے کا مشورہ دیا۔ آپ ﷺ نے رضا مندی کا اظہار کیا اور مسلمانوں نے درخت کاٹنے شروع کر دیے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ درخت کاٹنا مناسب نہیں کیونکہ خیبر طاقت یا صلح دونوں صورتوں میں مسلمانوں کے ہاتھ آئے گا۔ لہٰذا نقصان مسلمانوں کا ہوگا۔ آپ ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے مشورے کو تسلیم کر کے صحابہ رضی اللہ عنہم کو درخت کاٹنے سے روک دیا۔[17]

فتح مکہ

یہ اسلامی تاریخ کا عظیم الشان واقعہ ہے۔ صلح حدیبیہ کی خلاف ورزی کے بعد ابوسفیان معاہدے کی تجدید کے لیے مدینہ منورہ آیا۔ اس نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی سفارش طلب کی مگر آپ ﷺ قریش کی بے وفائی کے بعد معاہدے کی تجدید کے لیے راضی نہ ہوئے اور دس ہزار جانثاروں کے ساتھ مکہ کی جانب روانہ ہوئے۔ قریش اسلامی لشکر کا مقابلہ نہ کر سکے اور مکہ جنگ کے بغیر ہی فتح ہو گیا۔ اس موقع پر حضور اکرم ﷺ نے عفو و درگزر اور برداشت کا بے مثال نمونہ پیش کیا۔ قریش جو حضور اکرم ﷺ کی جان کے دشمن تھے، ان سب کو معاف کر دیا۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے مکہ میں داخل ہو کر عورتوں کو دیکھا جو اپنے دوپٹوں سے گھوڑوں کے منہ پر طمانچے مار رہی تھیں۔ آپ ﷺ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھ کر تبسم فرمایا اور

17۔ المغازی الواقدی

Scanned with CamScanner

پوچھا ''ابوبکر تم کو حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے وہ شعر یاد ہیں جن میں اس نے یہ منظر بیان کیا ہے؟''

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو وہ شعر یاد تھے انھوں نے پڑھ کر سنا دیے۔[18] فتح مکہ کے موقع پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے والد نے بھی اسلام قبول کیا۔

غزوۂ طائف

حنین کی جنگ میں شکست سے دوچار ہونے کے بعد مشرکین کا ایک گروہ بھاگ کر طائف کے ایک قلعے میں بند ہو کر بیٹھ گیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس گروہ کی سرکوبی کے لیے طائف روانہ ہوئے اور وہاں پہنچ کر قلعے کا محاصرہ کر لیا۔ طائف کے قلعے سے مشرکین نے تیروں کی بارش کر دی۔ اسلامی لشکر کو پیچھے ہٹنا پڑا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا ''میں نے خواب دیکھا ہے کسی نے مجھے ایک لبالب پیالہ نذر کیا ہے لیکن ایک مرغے نے اس میں ٹھونگ ماردی اور جو کچھ پیالے میں تھا گر پڑا۔'' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جواب عرض کیا ''اس خواب سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس محاصرے میں کامیابی نہیں ملے گی۔'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے اتفاق کیا۔[19]

محاصرہ اٹھا لیا گیا۔ اس محاصرے میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ ایسے زخمی ہوئے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت کے ابتدائی دنوں میں یہی زخم ان کی موت کا سبب بنا۔[20]

غزوۂ موتہ

موتہ شام میں ایک مقام کا نام ہے جو بلقاء کے قریب ہے۔ بلقاء کا رئیس شرجیل بن عمرو عیسائی تھا اور قیصر روم (ہرقل) کا ماتحت تھا۔ اس نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک نامہ بر حضرت حارث بن عمیر رضی اللہ عنہ کو قتل کر دیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قصاص لینے کے لیے فوجی دستہ روانہ کیا جن میں انصار کے اکابرین شامل تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لشکر کا امیر آزاد کردہ غلام زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو مقرر فرمایا۔ بعض لوگوں نے اس فیصلہ پر نکتہ چینی کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ناراضی کا اظہار فرمایا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے

18۔ ازالۃ الخفا 19۔ طبری 20۔ اصابہ تذکرہ عبداللہ بن ابی بکر

Scanned with CamScanner

آپ ﷺ کی ناراضی پر ندامت اور تاسف کا اظہار کیا اور خلیفہ اوّل کا منصب سنبھالنے کے بعد حضرت زید رضی اللہ عنہ کے بیٹے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کو ایک لشکر کا امیر نامزد کیا اور حضور اکرم ﷺ کی شاندار روایت مساوات کو جاری رکھا۔ ایک روایت کے مطابق حضور اکرم ﷺ نے کبھی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور کبھی حضرت زید رضی اللہ عنہ کو لشکر کی امارت سونپ کر مساواتِ محمدی ﷺ کی شان دار روایت قائم کی۔ (21)

21۔ بخاری

Scanned with CamScanner

باب 7

امارتِ حج و امامتِ نماز

امارتِ حج

مکہ 8 ہجری کو فتح ہوا اور اس کے بعد جنگ حنین اور غزوۂ طائف کی وجہ سے مسلمان اس سال اسلامی طریقہ پر حج کی رسومات ادا نہ کر سکے۔ آپ ﷺ نے اس موقع پر فرمایا "بیت اللہ میں مشرکین برہنہ حالت میں آ کر بیت اللہ کا طواف کرتے ہیں جب تک یہ حالت تبدیل نہیں ہو جاتی میں حج کرنا پسند نہیں کروں گا۔ 9 ہجری میں خانہ کعبہ کو کفر و شرک کی رسومات سے پاک کرنے کا پہلا موقع تھا۔ حضور اکرم ﷺ نے ذی قعد کے آخر یا ذوالحجہ کے اوئل میں تین سو مسلمانوں کا ایک کاروان حج کے لیے روانہ فرمایا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ امیر کاروان یا امیر الحج مقرر ہوئے۔ اس کاروان کے ساتھ 25 اونٹ قربانی کے لیے شامل تھے جن میں 5 حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے تھے۔ یہ کاروان عرج کے مقام پر پہنچا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو پیچھے سے حضور اکرم ﷺ کی ناقہ جدعاء کے بلبلانے کی آواز آئی، آپ نے مڑ کر دیکھا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ ناقہ پر سوار آ رہے تھے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ آپ امیر نامزد ہو کر آئے ہیں یا قاصد بن کر۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ وہ قاصد بن کر آئے ہیں اور سورۃ توبہ کی چالیس آیات لائے ہیں جن کا اعلان حج کے موقع پر کرنا ہے۔ (1) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حج کا خطبہ پڑھا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سورۃ توبہ کی آیات کا اعلان کیا۔ منادی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کی اور اعلان عام کیا گیا کہ آئندہ کوئی مشرک حج نہیں کر سکے گا اور نہ ہی کوئی برہنہ طواف کرے گا۔ (2) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو مناسک حج کے بارے میں بتایا کہ سعی

1۔ طبری 2۔ سیرۃ النبویہ

Scanned with CamScanner

کیسے کریں اور کنکریاں کیسے پھینکیں۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نماز کے امام

سہیل بن سعد رضی اللہ عنہ کے مطابق بنوعمرو اور بنوعوف کے درمیان جھگڑا ہو گیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کے بعد ان کے درمیان صلح کرانے تشریف لے گئے اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو ہدایت فرمائی کہ نماز کا وقت ہو جائے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہ پہنچ سکیں تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نماز کی امامت کریں۔ نماز عصر کا وقت ہوا تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے نماز کے لیے اقامت کہی اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو نماز پڑھانے کے لیے کہا، وہ آگے بڑھے ابھی نماز کی نیت باندھی تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے، لوگوں نے دیکھا تو تالیاں بجانے لگے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صفوں کو چیرتے ہوئے آگے تشریف لائے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پیچھے کھڑے ہو گئے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ جب نیت باندھ لیتے تو ادھر ادھر نہیں دیکھتے تھے جب تالیاں مسلسل بجتی رہیں تو انھوں نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پیچھے کھڑے ہیں، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ نماز جاری رکھو۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ایک لمحے کے لیے رکے، اللہ کی حمد بیان کی، پھر اُلٹے پاؤں پیچھے ہٹ گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آگے بڑھے اور نماز پڑھائی۔ نماز کے بعد پوچھا ''ابوبکر رضی اللہ عنہ! جب میں نے اشارہ کیا تھا تو نماز کیوں نہ پڑھائی؟'' ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

''ابوقحافہ کے لڑکے کا یہ مقام کہاں کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا امام بنے؟'' اس موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نماز کے دوران ضرورت کے موقع پر توجہ دلانے کے لیے مرد سبحان اللہ کہیں اور عورتیں تالیاں بجائیں۔ (3)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مرض بڑھ چکا تھا۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ آئے اور نماز کی اطلاع دی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''ابوبکر سے کہو نماز پڑھائے'' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا ''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر بہت جلد مغموم ہو جاتے ہیں لوگ ان کی آواز نہیں سن سکیں گے بہتر کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم عمر کو نماز پڑھانے کے لیے کہیں'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا نہیں ابوبکر سے کہو۔

3۔ مسند احمد۔ ابوداؤد۔ نسائی

Scanned with CamScanner

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ وہ آپ ﷺ سے کہیں کہ نماز عمر رضی اللہ عنہ پڑھائیں، آپ ﷺ نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی بات سن کر فرمایا ''تم یوسف والیاں ہو۔'' (یعنی جو بات دل میں ہے اس کے خلاف ظاہر کرنے میں ان کی طرح ہو جن سے یوسف علیہ السلام کو سابقہ پیش آیا۔ (4)

آپ ﷺ نے دوبارہ ارشاد فرمایا کہ '' ابوبکر ہی نماز پڑھائیں۔'' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے مطابق حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نماز کی نیت باندھی تو رسول اللہ ﷺ کو اپنی طبیعت بہتر محسوس ہوئی اور آپ ﷺ دو اصحاب کا سہارا لے کر مسجد کے اندر تشریف لے گئے، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو پاؤں کی آہٹ محسوس ہوئی تو پیچھے ہٹنے لگے، آپ ﷺ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اپنی جگہ پر رہنے کا اشارہ کیا۔ رسول اللہ ﷺ کہ بائیں جانب بیٹھ گئے آپ ﷺ بیٹھے بیٹھے نماز پڑھا رہے تھے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کھڑے ہو کر آپ ﷺ کی اقتداء کر رہے تھے اور نمازی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی نماز کی پیروی کرتے تھے۔ (5)

عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی بیماری شدت اختیار کر گئی، میں کچھ اور مسلمانوں سمیت آپ ﷺ کے پاس تھا۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے نماز کے لیے اذان دی، آپ ﷺ نے فرمایا ''کسی سے کہو نماز پڑھا دے۔'' میں حجرے سے باہر نکلا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کچھ لوگوں کے ہم راہ کھڑے تھے، میں نے ان سے کہا کہ نماز پڑھا دیجیے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور نماز پڑھائی۔ ان کی آواز سن کر آپ ﷺ نے فرمایا کہ ابوبکر سے کہو نماز پڑھائے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے دوبارہ نماز پڑھائی۔ عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ کے مطابق حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ''ابن زمعہ تمہارا ناس ہو میرے ساتھ تم نے کیا جب تم نے مجھے نماز پڑھانے کے لیے کہا تو مجھے یقین تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے تمھیں حکم دیا ہے۔ حضرت عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ نے کہا ''رسول اللہ ﷺ نے مجھے کچھ حکم نہیں دیا تھا کہ فلاں آدمی نماز پڑھائے میں نے دیکھا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نہیں تھے تو حاضرین میں مجھے آپ ہی موزوں نظر آئے۔'' (6)

4۔ فتح الباری 5۔ مسلم 6۔ ابن ہشام

Scanned with CamScanner

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین بار حجرے سے باہر نہ نکل سکے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اشارہ کیا اور انھوں نے نماز پڑھائی۔[7] حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لے کر اپنی زوجہ بنت خارجہ کے پاس سنح چلے گئے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ جذباتی ہو گئے اور کہنے لگے کہ منافقین کہتے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے حالاں کہ انھوں نے وفات نہیں پائی بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم موسیٰ بن عمران علیہ السلام کی طرح اپنے پروردگار کے پاس گئے ہیں اور چالیس روز بعد لوٹ آئیں گے۔ جو لوگ کہتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رحلت فرما گئے ان کے سر قلم کر دینے چاہئیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کی اطلاع ملی تو گھوڑے پر سوار ہو کر سنح سے مدینہ تشریف لائے مسجد نبوی میں داخل ہوئے اور سیدھے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں پہنچے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا جسدِ اقدس یمنی چادر میں ڈھکا ہوا تھا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک سے کپڑا ہٹایا اور جھک کر سر مبارک کا بوسہ لیا اور فرط غم سے رونے لگے اور فرمایا:

> ''اللہ کے نبی! میرا باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان ہو، اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دو مرتبہ موت نہیں دے گا جو موت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے لکھی تھی وہ آ چکی۔''

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ حجرے سے باہر نکلے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ لوگوں سے محو گفتگو تھے۔ آپ نے فرمایا عمر رضی اللہ عنہ بیٹھ جایئے لیکن انھوں نے جوش میں اپنی گفتگو جاری رکھی۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے اور خطبہ دینے لگے، آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کرنے کے بعد فرمایا ''امابعد! تم میں سے جو شخص حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کرتا تھا وہ جان لے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا چکے اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ یقیناً زندہ ہے اسے کبھی موت نہیں آئے گی۔ اس کے بعد آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

7۔ بخاری مسلم

Scanned with CamScanner

''اور محمد ﷺ ایک رسول ہی تو ہیں۔ ان سے پہلے بہت سے رسول گزر چکے ہیں۔ اگر ان کا انتقال ہو جائے یا یہ شہید ہو جائیں تو کیا تم اسلام سے اپنی ایڑیوں کے بل پھر جاؤ گے اور جو کوئی اپنی ایڑیوں کے بل پھر جائے تو وہ اللہ کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکے گا اور اللہ شکر ادا کرنے والوں کو اچھی جزا دے گا۔''

(آل عمران:144)

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا خطبہ سن کر لوگ اس قدر روئے کہ ان کی ہچکی بندھ گئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جوں ہی میں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اس آیت کی تلاوت کرتے سنا میرے قدموں میں میرا بوجھ سہارنے کی سکت ہی نہ رہی۔ میں زمین پر گر پڑا اور مجھے یقین ہو گیا کہ واقعی رسول اللہ ﷺ وفات پا چکے ہیں۔[8]

8۔ بخاری

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

باب 8

پہلے خلیفہ کا انتخاب

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا انتخاب ہنگامی صورتِ حال میں ہوا۔ ثقیفہ بنی سعاعدہ ایک چھوٹا سا باغیچہ تھا جو مسجد نبوی کے مغربی جانب واقع تھا۔ مدینہ کے انصار اس باغیچے میں جمع ہوئے تاکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد خلیفہ کے انتخاب کے بارے میں مشاورت کر سکیں جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور ابوعبیدہ جراح رضی اللہ عنہ کو اس مجلس کا علم ہوا تو وہ بھی ثقیفہ بنی ساعدہ کی جانب چل دیے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس مجلس مشاورت کا حال ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

> ''ہم مجلس کے قریب پہنچے تو ہمیں انصار کے دو نیک اور صالح افراد عویم بن ساعدہ اور معن بن عدی ملے، ان دونوں نے وہ بات بتائی جس پر انصار غور کر رہے تھے، ان دونوں نے پوچھا ''مہاجرین کی جماعت، تم لوگ کہاں جانے کا ارادہ رکھتے ہو؟'' ہم نے جواب دیا ''ہم اپنے انصار بھائیوں کے پاس جانا چاہتے ہیں'' وہ دونوں کہنے لگے کہ'' آپ انصار کے پاس نہ جائیں اور اپنا معاملہ خود ہی طے کر لیں۔''

میں نے کہا'' اللہ کی قسم ہم ان کے پاس ضرور جائیں گے۔'' ہم انصار کے پاس پہنچ گئے تو ہم نے دیکھا کہ وہ سب جمع ہیں اور ان کے درمیان ایک شخص کمبل اوڑھے بیٹھا ہے۔ میں نے پوچھا یہ کون ہے لوگوں نے بتایا یہ سعد بن عبادہ ہے میں نے پوچھا انھیں کیا ہوا، لوگوں نے کہا وہ بخار میں مبتلا ہیں ہم ابھی تھوڑی دیر بیٹھے ہی تھے کہ انصار میں سے ایک خطیب اٹھا اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان

Scanned with CamScanner

کرنے کے بعد کہنے لگا۔

''ہم اللہ تعالیٰ کے انصار ہیں۔ اسلام کا لشکر ہیں، اے مہاجرین کی جماعت تم ہمارے درمیان قلیل تعداد میں ہو تم میں سے تھوڑے سے لوگ اپنی قوم قریش سے نکل کر آئے تھے اب یہ لوگ چاہتے ہیں کہ ہماری بیخ کنی کریں اور ہمیں خلافت سے محروم کر دیں۔'' وہ آدمی خاموش ہوا تو میں نے گفتگو کرنا چاہی میں نے موقع محل کے مطابق اپنے دل میں خوبصورت الفاظ سے مزین ایک عمدہ تقریر تیار کر رکھی تھی اور چاہتا تھا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے پہلے کلام کروں اور آتش غضب کو محبت میں بدل دوں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مجھے روک دیا، میں نے انھیں ناراض کرنا اچھا نہ سمجھا چنانچہ انھوں نے تقریر کی، وہ مجھ سے کہیں زیادہ حلیم، بردبار اور باوقار تھے۔ آپ نے فی البدیہہ بے ساختہ تقریر کرتے ہوئے فرمایا:

''آپ نے اپنے بارے میں جو ذکر خیر کیا ہے واقعی آپ اس کے اہل اور مستحق ہیں لیکن خلافت قریش کے سوا کسی قبیلے کے لیے مناسب نہ ہوگی کیوں کہ قریش نسب اور علاقے کے لحاظ سے تمام اقوام عرب سے اعلیٰ ہیں۔ میں نے عمر اور عبیدہ میں سے ایک شخص کو تمھارے لیے پسند کیا ہے لہٰذا تم ان میں سے جس کی چاہو بیعت کر لو۔'' حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی یہ بات مجھے ناگوار گزری۔ اللہ کی قسم کسی ایسی قوم کا امیر بنوں جس میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جیسی شخصیت موجود ہو۔ اس کے مقابلے میں مجھے یہ بات گوارا تھی کہ میری گردن تن سے جدا کر دی جاتی۔ حباب بن منذر رضی اللہ عنہ کہنے لگے ''میری رائے ہے کہ ایک امیر انصار میں سے ہو اور ایک امیر مہاجرین میں سے ہو۔'' اس بات پر مجلس میں شور برپا ہو گیا۔ مجھے مسلمانوں کے درمیان پھوٹ پڑنے کا خطرہ محسوس ہونے لگا۔ میں نے کہا ''ابوبکر اپنا ہاتھ بڑھائیے۔'' انھوں نے اپنا ہاتھ بڑھایا تو میں نے ان کی بیعت کر لی۔ مہاجرین نے بھی آپ کی بیعت کر لی اور پھر انصار نے بھی آپ کی بیعت کر لی۔ ایک روایت کے مطابق حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

Scanned with CamScanner

نے اس موقع پر کہا ''اے انصار کے گروہ کیا تمھیں معلوم نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو لوگوں کی امامت کا حکم دیا تھا پس تم میں سے کون ہے جو یہ پسند کرتا ہے کہ وہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فوقیت لے جائے۔ اس پر انصار نے بیک زبان کہا ''ہم اس بات سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں کہ ہم سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فوقیت لے جائیں۔''(1)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب سقیفہ میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت ہوگئی تو دوسرے دن وہ منبر پر تشریف لائے، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے پہلے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خطاب کیا ''لوگو! میں نے کل ایک بات آپ لوگوں سے کہی تھی وہ کتاب اللہ میں مجھے نہیں ملی اور نہ رسول اللہ ﷺ نے اس کا عہد مجھ کو دیا تھا لیکن میرا خیال تھا کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے امور کی تدبیر کرتے رہیں گے اور ہم میں سب سے آخر میں رخصت ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نے تمھارے اندر اپنی کتاب باقی رکھی ہے جس سے رسول اللہ ﷺ کو ہدایت ملی، اگر تم اس کو مضبوطی سے تھامے رہو گے تو اللہ تمھیں بھی اس کی ہدایت دے گا جس کی ہدایت اللہ نے آپ ﷺ کو دی تھی اللہ تعالیٰ نے تمھیں ایسے شخص پر جمع کر دیا ہے جو تم میں سب سے افضل رسول اللہ ﷺ کے ساتھی ثانی اثنین اور یارِ غار ہیں، اٹھو اور ان کی بیعت کرو۔'' لوگوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی عام بیعت کی۔

پہلا خطبہ

عام بیعت کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اسلام کے پہلے خلیفہ کی حیثیت میں یہ خطبہ ارشاد فرمایا:

''لوگو! میں تم پر والی مقرر کیا گیا ہوں لیکن تم میں سب سے بہتر نہیں ہوں اگر میں اچھا کام کروں تو میرے ساتھ تعاون کرو اگر کج روی اختیار کروں تو مجھے سیدھا کر دو۔ سچائی امانت ہے جھوٹ خیانت ہے، تمھارا کمزور فرد بھی میرے نزدیک مضبوط ہے جب تک میں دوسروں سے اس کا حق نہ دلا دوں اور تمھارا

1۔ مسند احمد

Scanned with CamScanner

مضبوط شخص بھی میرے نزدیک کمزور ہے یہاں تک کہ میں اس سے دوسروں کا حق حاصل نہ کرلوں، ان شاء اللہ۔ یاد رکھو جو قوم جہاد فی سبیل اللہ چھوڑ دیتی ہے اللہ اس کو ذلیل وخوار کر دیتا ہے اور جس قوم میں بدکاری پھیل جاتی ہے اللہ اس کو مصیبت میں مبتلا کر دیتا ہے اگر میں اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کروں تو میری اطاعت کرو۔ اگر میں اللہ ورسول اللہ ﷺ کی نافرمانی کروں تو تم پر میری اطاعت لازم نہیں۔ اللہ تم سب پر رحم فرمائے، نماز کے لیے کھڑے ہو جاؤ۔"(2)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کے بارے میں مختلف روایات ملتی ہیں۔

بخاری کی ایک روایت درج ہے:

"حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس پیغام بھیجا کہ وہ چیزیں جو اللہ نے رسول اللہ ﷺ کو مدینہ میں دی تھیں اور فدک اور خیبر کے 1/5 کا جو کچھ بچا ہوا ہے ان میں سے جو میری میراث ہے وہ مجھ کو دیجیے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ ہمارا کوئی وارث نہیں۔ جو کچھ ہم چھوڑ جائیں گے وہ صدقہ ہوگا اور آل محمد ﷺ بھی اسی میں سے کھائیں گے (اس کی آمدنی میں سے انھیں بھی ملے گا) قسم ہے اللہ کی رسول اللہ ﷺ کا، صدقہ آپ کی زندگی میں جس حالت پر تھا میں اس میں کوئی تغیر نہیں کروں گا اور میں اس سے متعلق وہی عمل کروں گا جو رسول اللہ ﷺ نے کیا تھا یہ کہہ کر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کو ان چیزوں میں سے کوئی بھی چیز دینے سے انکار کر دیا۔ اس پر فاطمہ رضی اللہ عنہا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ناراض ہوگئیں، انھوں نے ان کو چھوڑ دیا اور وفات پانے تک ان سے کلام نہیں کیا۔"

2۔ البدیۃ النہلیۃ

Scanned with CamScanner

سیدنا فاطمہ رسول اللہ ﷺ کے بعد چھ مہینے حیات رہیں۔ جب ان کی وفات ہوئی تو ان کے شوہر حضرت علی ؓ نے رات ہی کو انھیں دفن کرادیا اور ابوبکر ؓ کو اس کی خبر نہیں کی اور علی ؓ نے ان کی نماز جنازہ پڑھی، فاطمہ ؓ کی زندگی میں علی ؓ کا بڑا وقار تھا لیکن جب فاطمہ ؓ کی وفات ہوگئی تو علی ؓ نے محسوس کیا کہ اب لوگوں کے دلوں میں وہ پہلی سی بات نہیں رہی اس لیے انھوں نے ابوبکر ؓ سے صلح کرلینی اور ان سے بیعت کرنی چاہی اور انھوں نے ان مہینوں میں بیعت نہیں کی تھی چنانچہ علی ؓ نے ابوبکر ؓ کو گھر بلایا اور ساتھ ہی یہ بھی کہلا بھیجا کہ آپ کے ساتھ کوئی اور نہ آئے۔ کیوں کہ وہ اس بات کو پسند نہیں کرتے تھے کہ ان کے ساتھ عمر ؓ آئیں۔ عمر ؓ نے ابوبکر ؓ کو مشورہ دیا کہ وہ تنہا نہ جائیں ابوبکر ؓ نے کہا کہ مجھ کو ان (بنو ہاشم) سے یہ اُمید نہیں کہ وہ میرے ساتھ ایسا ویسا معاملہ کریں گے۔ بخدا میں ان کے پاس ضرور جاؤں گا، چنانچہ ابوبکر ؓ ان کے پاس آئے تو علی ؓ نے کلمہ تشہد پڑھا اور پھر کہا کہ ہم آپ کے فضل کو اور جو کچھ اللہ نے آپ کو دیا ہے اُس کو پہچانتے ہیں اور جو چیز (خلافت) اللہ نے آپ کو بخشی ہے ہم اس میں آپ کا مقابلہ نہیں کرتے لیکن ہاں آپ نے خلافت کا معاملہ خود ہی طے کرلیا۔ حالانکہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ قرابت کی وجہ سے ہم بھی اس میں اپنا حصہ سمجھتے تھے۔ ابوبکر ؓ یہ سن کر آبدیدہ ہوگئے پھر جب انھوں نے بولنا شروع کیا تو کہا ''قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے رسول اللہ ﷺ کی قرابت مجھ کو اس سے زیادہ محبوب ہے کہ میں اپنے اعزہ کے ساتھ صلہ رحمی کروں، رہا وہ اختلاف جو میرے اور تمھارے درمیان ان اموال کے بارے میں رونما ہوگیا ہے تو میں نے خیر کرنے میں کوئی کوتاہی نہیں کی ہے اور میں نے کوئی ایسا کام جس کو رسول اللہ ﷺ نے کیا ہو اس کو کیے بغیر نہیں چھوڑا۔ یہ سن کر علی ؓ نے ابوبکر ؓ سے کہا کہ اچھا آپ بیعت کے لیے دوپہر بعد آیئے پھر جب ابوبکر نے ظہر کی نماز ادا کرلی تو اُنھوں نے کلمہ تشہد پڑھا اور علی ؓ کا حال اور بیعت سے ان کی علیحدگی اور اس کا جو عذر انھوں نے بیان کیا وہ سب بیان کیا پھر استغفار پڑھا پھر اس کے بعد علی ؓ نے تشہد پڑھا ابوبکر ؓ کے حق کی بڑائی بیان کی اور انھوں نے کہا کہ

Scanned with CamScanner

میں نے جو کہا تھا اس کا سبب یہ نہیں تھا کہ میں ابوبکر رضی اللہ عنہ پر حسد کرتا تھا اور اللہ نے ان پر جو انعامات کیے ہیں میں ان کا منکر نہ تھا لیکن بات یہ ہے کہ ہم لوگ بھی خلافت کے معاملے میں اپنا کچھ حصہ سمجھتے تھے، ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس بارے میں ہماری رائے نہیں پوچھی اس لیے ہمارے دل میں اس کا ملال تھا یہ سن کر سب مسلمان بہت خوش ہوئے اور انھوں نے کہا ''آپ نے درست فرمایا۔'' اور مسلمان علی رضی اللہ عنہ سے قریب ہو گئے جب وہ امر بالمعروف کی طرف لوٹ آئے۔

Scanned with CamScanner

باب 9

لشکرِ اُسامہ و فتنۂ ارتداد

رسول اللہ ﷺ نے حضرت اُسامہ بن زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو حکم دے کر بھیجا کہ ان کا لشکر سرزمین فلسطین کے مقامات بلقاء اور داروم کو مغلوب کر کے آئے۔ لوگ تیار ہوئے۔ اُسامہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ مہاجرینِ اوّلین تھے۔ یہ آخری دستہ تھا جو رسول اللہ ﷺ نے بھیجا۔ لوگ تیار ہو رہے تھے کہ نبی کریم ﷺ اس مرض میں مبتلا ہو گئے جس میں اللہ تعالیٰ نے انھیں اپنی رحمت کی طرف منتقل کر لیا۔[1] لشکر کا آخری آدمی ابھی خندق سے گزرا نہیں تھا کہ نبی ﷺ رحلت فرما گئے۔ اُسامہ رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو روک لیا، حتیٰ کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ بن گئے۔ اس لشکر میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ خلیفۂ رسول ﷺ کے پاس جائیے اور ان سے اجازت لیجیے کہ میں لوگوں کو واپس لے آؤں، کیونکہ میرے ساتھ سربرآوردہ قسم کے لوگ ہیں جن کی مدینہ میں ضرورت ہو گی اور میں خلیفہ کے بارے میں اور مسلمانوں کے مال کے بارے میں مطمئن نہیں ہوں کہ مشرکین کہیں ان پر دھاوا نہ بول دیں۔ انصار نے کہا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے لشکر کے جانے ہی پر اصرار کیا تو ان سے کہنا کہ وہ اُسامہ سے زیادہ عمر کے کسی آدمی کو سپہ سالار بنا کر بھیجیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ کے فرمان کے مطابق وہاں سے نکلے۔[2] حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے، انھیں حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ کی بات پہنچائی اور عرض کیا کہ آپ کو معلوم ہے کہ عرب مرتد ہو گئے ہیں تو کیا آپ اب بھی اُسامہ رضی اللہ عنہ کے لشکر کو بھیجنا ہی چاہتے ہیں؟ اور یہ بھی کہ اس لشکر میں سربرآوردہ قسم کے لوگ ہیں۔ اگر آپ انھیں روک لیں تو مرتدین کے مقابلے میں وہ آپ کے

1۔ ابن ہشام 2۔ طبری

Scanned with CamScanner

لیے باعثِ تقویت بنیں گے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: ''بخدا! اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ درندے مجھے کھینچ کے لے جائیں گے تو بھی اس لشکر کو واپس نہیں بلاؤں گا۔ جو جھنڈا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گاڑا ہے میں اسے نہیں اُکھاڑوں گا۔'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: ''انصار نے مجھے آپ تک یہ بات پہنچانے کے لیے کہا ہے کہ آپ کسی ایسے آدمی کو مقرر کریں جو اُسامہ رضی اللہ عنہ سے زیادہ عمر کا ہو۔'' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے، انھوں نے اچھل کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ڈاڑھی پکڑی اور کہا: ''اے ابن خطاب! تیری ماں تجھے کھودے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے مقرر فرمایا ہے اور تو مجھے کہتا ہے کہ میں اسے ہٹا دوں۔''

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نکلے تو لوگوں نے پوچھا: ''کیا بنا؟'' انھوں نے فرمایا: ''چلو۔ تمھاری مائیں تمھیں کھودیں۔ تمھاری وجہ سے میں نے خلیفۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا کہا؟''(3)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد دوسرے دن حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے منادی کرائی کہ اُسامہ رضی اللہ عنہ کا لشکر مکمل ہو جائے۔ اس کا کوئی فرد مدینہ میں نہ رہ جائے اور سب نکل کر مقامِ جرف پر پہنچ جائیں۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حمد و ثنا کے بعد لشکر سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا: ''لوگو! مجھے اس معاملے کا ذمہ دار بنایا گیا ہے جب کہ میں اس کو ناپسند کرتا ہوں۔ میرا جی چاہتا ہے کہ کوئی اور میری جگہ کافی ہوتا اور یہ فرائض سنبھالتا۔ میں تم میں سے کسی سے بھی بہتر نہیں ہوں۔ تم میری نگرانی کرتے رہنا۔ اگر راست رو پاؤ تو اتباع کرو اور اگر کج روی اختیار کرتے دیکھو تو مجھے سیدھا کر دو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حال میں انتقال فرمایا کہ اس اُمت کے کسی فرد کا اتنا بھی حق ان کے ذمے باقی نہ تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ناجائز کوڑا مارا ہو یا اس سے کم و بیش کوئی چیز کی ہو۔ دیکھو! میرا شیطان میرے ساتھ رہتا ہے۔ وہ مجھ پر غالب آ جائے تو مجھ سے بچ جانا کہ میں تمھارے درمیان کوئی ترجیحی سلوک نہ کروں۔''(4)

3۔ طبری 4۔ ابن سعد

Scanned with CamScanner

حضرت ابوبکر ؓ نے پیدل چلتے ہوئے لشکر کو الوداع کہا۔ حضرت اُسامہ ؓ سوار تھے۔ اُنھوں نے عرض کیا: ''خلیفۂ رسول ﷺ! یا آپ سوار ہو جائیں یا میں بھی اُتر جاؤں گا۔'' اُنھوں نے فرمایا: ''بخدا! نہ میں سوار ہوں گا، نہ تم اترو گے۔ کیا تم چاہتے ہو کہ ایک گھڑی کے لیے بھی اللہ کی راہ میں میرے پاؤں غبار آلود نہ ہوں جب کہ غازی کے ہر قدم پر اسے سات سو نیکیاں ملتی ہیں۔ اس کی سات سو برائیاں مٹتی ہیں اور اس کے سات سو درجے بلند ہوتے ہیں۔'' جب وہ ایک منزل تک سفر کر چکے تو حضرت اُسامہ ؓ سے کہنے لگے کہ اگر مناسب سمجھو تو عمر ؓ کو یہاں چھوڑ کر میری مدد کر دو۔ حضرت اُسامہ ؓ نے اجازت دے دی۔ پھر حضرت ابوبکر ؓ نے فرمایا: لوگو! ٹھہر جاؤ، میں تمھیں دس باتوں کی نصیحت کرتا ہوں وہ یاد کر لو:

> ''خیانت نہ کرنا، مال غنیمت میں بددیانتی نہ کرنا، عہد شکنی نہ کرنا، کسی کو مثلہ نہ بنانا، چھوٹے بچوں، بوڑھوں اور عورتوں کو قتل نہ کرنا، کھجور کے درخت نہ کاٹنا نہ جلانا، پھل نہ توڑنا، بکری، گائے اور اونٹ وغیرہ کھانے کی ضرورت کے سوا ذبح نہ کرنا، تمھارا گزر کچھ ایسے لوگوں کے پاس سے ہوگا جنھوں نے خود کو گرجوں کے لیے وقف کر رکھا ہے، تو انھیں نہ چھیڑنا، کچھ ایسے لوگ ملیں گے جن کے برتنوں میں رنگا رنگ کھانے ہوں گے۔ اگر ان کھانوں میں سے یکے بعد دیگرے کھاؤ تو اللہ کا نام لے کر کھانا، کچھ ایسے لوگ بھی تم پاؤ گے جنھوں نے درمیان سے سر منڈوا رکھے ہوں گے اور اردگرد پٹے رکھے ہوں گے ان کے سر تلواروں سے اڑا دینا۔ اب اللہ کا نام لے کر چل پڑو۔''

حضرت ابوبکر ؓ نے حضرت اُسامہ ؓ سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے احکام کے مطابق چلنا۔ بنو قضاعہ کے علاقوں سے ابتدا کرنا۔ پھر آبل شہر جانا اور حضور ﷺ کے فرامین میں کوتاہی نہ کرنا۔ حضرت اُسامہ ؓ ذوی المروہ اور وادی سے تیزی سے گزرتے ہوئے وہاں پہنچے جہاں کا حکم رسول اللہ ﷺ نے دیا تھا۔ وہاں سے صحیح سالم، مالِ غنیمت لے کر لوٹے اور قیام و رجوع کا

Scanned with CamScanner

عرصہ چھوڑ کر یہ چالیس دن میں فارغ ہوئے۔[5] یہ لشکر جب کسی قبیلے کے پاس سے گزرتا تو وہ اگر ارتداد کا ارادہ کر رہا ہوتا تھا تو سوچتا کہ ان کے پاس قوت نہ ہوتی تو اس طرح کے لوگ وہاں سے نکل نہ کھڑے ہوتے۔ انھیں چھوڑ دو کہ اہل روم سے ان کی مڈبھیڑ ہو جائے، پھر ہم دیکھیں گے۔ اہل روم سے سامنا ہوا تو رومیوں نے شکست کھائی۔ مسلمان انھیں قتل کر کے صحیح سالم واپس آ گئے تو یہ قبیلے اسلام پر ثابت قدم رہے۔[6]

اہل ارتداد

حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ چلے ہی تھے کہ سرزمین عرب میں کفر پھیل گیا۔ قریش اور ثقیف کے سوا تقریباً ہر قبیلے میں سے عوام و خواص مرتد ہو گئے۔ مسیلمہ اور طلیحہ کا معاملہ خطرناک ہو گیا۔ بنو اسد اور قبیلہ طے کے لوگ طلیحہ پر متحد ہو گئے۔ پورا قبیلہ بنو غطفان، بنو سلیم میں سے خواص اور دوسرے قبیلوں کے عام لوگ مرتد ہونے لگے۔[7]

قتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی تو مکہ، مدینہ اور بحرین کے علاوہ سارا عرب مرتد ہو گیا۔ انھوں نے کہا کہ نماز تو ہم پڑھیں گے لیکن رہ گئی زکوٰۃ تو ہمارے مال ہم سے چھینے نہیں جا سکتے۔[8]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت مدینہ میں نفاق پھوٹ پڑا۔ اکثر عرب مرتد ہو گئے۔ مسلمانوں کی حالت بھیڑوں کے اس گلے کی سی تھی جو برسات کی رات میں جدھر ہو جائے نکل پڑے، حتیٰ کہ اللہ نے انھیں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پر متحد کر دیا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پر وہ مصیبتیں آ پڑیں کہ اگر مضبوط پہاڑوں پر آ پڑتیں تو انھیں توڑ کے رکھ دیتیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ایک اور روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جزیرۂ عرب میں دو دین نہیں رہیں گے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم انتقال فرما گئے تو جزیرۂ عرب کے ہر گوشے میں عوام و خواص مرتد ہونا شروع ہو گئے۔ یہودیت و نصرانیت نے پر پُرزے نکالنے شروع کر دیے۔ مدینہ اور اس

5۔ طبری 6۔ الریاض والنضرۃ 7۔ طبری 8۔ ابن عساکر

کے گرد و نواح میں نفاق پھوٹ پڑا۔

منکرینِ زکوٰۃ

مرتدین کے دو گروہ تھے۔ ایک وہ لوگ جو نماز پڑھتے تھے مگر زکوٰۃ نہیں دیتے تھے، دوسرے وہ جو پورے دین کا انکار کرتے تھے۔ وہ نبوت کے جھوٹے دعوے داروں، مسیلمہ، طلیحہ اور اسود پر ایمان لے آئے۔ پہلے گروہ نے کہا کہ ہم اللہ و رسول پر ایمان لاتے ہیں، لیکن اپنے مال تمھیں نہیں دیں گے۔ انھوں نے ایک وفد مدینے بھیجا۔ وہ وفد سرداروں کے پاس گیا۔ سوائے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے باقی لوگوں نے انہیں اپنے ہاں اتارا، وہ راہنما حضرات انھیں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس لے کر گئے کہ یہ لوگ نماز قائم کریں گے، لیکن زکوٰۃ نہیں دیں گے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حق پر پختہ کر دیا۔ انھوں نے فرمایا: ''خدا کی قسم! اگر یہ مال زکوٰۃ میں سے اونٹ کی ایک نکیل بھی روکیں گے تو میں اس کے لیے ان سے جہاد کروں گا۔'' اور زکوٰۃ کے اونٹوں کی نکیلیں اہل زکوٰۃ کے ذمے ہوتی تھیں۔ وفد واپس لوٹا دیا گیا۔ ان لوگوں نے اپنی قوم کو جا کر خبر دی کہ مدینے میں لوگ بہت کم ہیں اور ترغیب دی کہ حملہ کر دو۔ (9)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا: ''آپ ان سے قتال کیسے کریں گے جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے لوگوں سے جہاد کرنے کا حکم دیا گیا ہے تا آنکہ وہ لا الہ الا اللہ کے قائل ہو جائیں۔ پس جس نے یہ کلمہ پڑھ لیا اس نے اپنی جان اور مال مجھ سے محفوظ کر لیا، اِلا یہ کہ اس پر کوئی حق بنتا ہو اور اس کا حساب اللہ کے ذمے ہوگا۔''

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''بخدا! میں اس شخص سے قتال کروں گا جو نماز اور زکوٰۃ میں تفریق کرے گا۔ کیونکہ زکوٰۃ مال کا حق ہے۔ خدا کی قسم اگر یہ لوگ مال زکوٰۃ میں سے بکری کا ایک بچہ بھی روکیں گے تو میں اس پر ان سے جہاد کروں گا۔'' (10)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''خلیفۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم! لوگوں سے نرمی اور ملاطفت کیجیے۔'' تو

9۔ طبری 10۔ بخاری۔ مسلم

Scanned with CamScanner

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''مجھے تم سے تعاون کی توقع تھی اور تم مجھے چھوڑے جا رہے ہو۔ جاہلیت میں بڑے سخت تھے۔ اب اسلام میں آ کر کمزور ہو گئے۔ وحی منقطع ہو گئی ہے۔ دین مکمل ہو گیا ہے۔ اب کیا میری زندگی میں اس میں کمی آ جائے۔ کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ''الا بحقها'' نہیں فرمایا؟ اور نماز و زکوٰۃ اس کا حق ہیں۔ چاہے سارے ہی لوگ مجھے چھوڑ جائیں، میں اکیلا ان سے جہاد کروں گا۔'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے قتل کے لیے ابوبکر رضی اللہ عنہ کا سینہ کھول دیا ہے، حتیٰ کہ مجھے بھی شرح صدر ہو گیا کہ یہ حق ہے۔ (11)

مدینہ کے گرد و نواح میں ارتداد کی لہر

بہت سے اہلِ مکہ بھی ارتداد کا ارادہ کر رہے تھے۔ حتیٰ کہ عتاب بن اسید رضی اللہ عنہ ان سے ڈر کر چھپ گئے۔ اس موقع پر سہیل بن عمرو رضی اللہ عنہ نے حمد و ثنا کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا ذکر کیا اور فرمایا کہ اسلام کی قوت میں اس سے اضافہ ہی ہوا ہے۔ اب جو شخص ہمارے سامنے ناپسندیدہ حرکت کرے گا، یعنی اسلام سے پھر جائے گا، ہم اس کی گردن مار دیں گے، تو لوگ اپنے ارادوں سے باز آئے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے وفد کو نکالنے کے بعد مدینہ کے دروں پر حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت زبیر رضی اللہ عنہ، حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو مقرر کیا اور اہل مدینہ کو مسجد میں بلا کر کہا کہ سرزمینِ عرب کافر ہوئی جا رہی ہے۔ مرتدین کا وفد دیکھ گیا ہے کہ تم تعداد میں کم ہو۔ اب خبر نہیں وہ رات کو تم پر حملہ کر دیں یا دن کو اور ان میں سے جو تم سے قریب ترین ہے وہ اس وقت جاسوسی کا کام کر رہا ہے۔ ان لوگوں کو اُمید تھی کہ ہم ان کی بات مان کر انھیں الوداع کہہ دیں گے۔ اب ہم نے انکار کر دیا ہے۔ اس لیے تیاری کرو۔ (12)

تین ہی دن گزرنے پائے تھے کہ ایک رات انھوں نے حملہ کر دیا۔ کچھ لوگوں کو پیچھے مقام ذی الحسیٰ پر چھوڑ آئے کہ بوقت ضرورت کام آئیں۔ رات کے وقت وہ دروں تک پہنچے، وہاں جنگ ہوئی۔ مسلمانوں نے انھیں روک دیا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حملے کی اطلاع بھیجی۔

11۔ بخاری، مسلم 12۔ طبری

Scanned with CamScanner

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حکم بھیجا کہ اپنی جگہوں پر جمے رہو جس پر مسلمانوں نے عمل کیا۔

مسلمان کی بہادری اور ثابت قدمی کی وجہ سے دشمن بھاگ نکلا۔ مسلمانوں نے اپنے اونٹوں پر سوار ہو کر ان کا پیچھا کیا حتیٰ کہ جب وہ مقام ذی الحسیٰ تک پہنچے تو مرتدین کے معاونین گھی کے مشکیزے لے کر نکلے جن میں رسیاں ڈال کر انھیں آگ لگا دی گئی۔ پھر انھیں اونٹوں کے سامنے لڑھکا دیا۔ اس افتاد پر اونٹ اپنے سواروں سمیت بھاگ نکلے۔ واضح رہے کہ اونٹ کسی اور چیز سے اتنا نہیں بھاگتے جتنا وہ جلتے ہوئے گھی کی بُو سے بھاگتے ہیں۔

اس سے مرتدین نے سمجھا کہ مسلمان کمزور ہو گئے ہے لہٰذا انھوں نے پیچھے ذی القصہ میں اطلاع بھیجی۔ وہاں سے لوگ محض اس اطلاع پر پہنچ گئے اور انھیں معلوم نہیں تھا کہ اس معاملے میں اللہ کی مرضی کیا ہے۔

ادھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ لوگوں کو تیار کرتے رہے اور شب کے آخری حصے میں لشکر کو لے کر نکل کھڑے ہوئے۔ میمنہ کے قائد نعمان بن مقرن رضی اللہ عنہ، میسرہ، کے عبداللہ بن مقرن رضی اللہ عنہ اور پچھلے حصے کے سوید بن مقرن رضی اللہ عنہ تھے۔ صبح سے کچھ پہلے مسلمان اور دشمن ایک جگہ جمع ہو گئے۔

مسلمانوں نے کسی آہٹ کے بغیر خاموشی سے تلوار چلا دی۔ صبح ہونے تک قتل کرتے رہے اور سورج کی پہلی کرن چمکی تو دشمن دم دبا کر بھاگ چکا تھا۔ طلیحہ کا بھائی حبال مارا گیا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ذی القصہ تک ان کا پیچھا کیا۔ یہ پہلی فتح تھی۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت نعمان بن مقرن رضی اللہ عنہ کو اپنا نائب مقرر کیا اور خود مدینہ منورہ لوٹ آئے۔ اس معرکے سے مسلمان باعزت اور مرتدین ذلیل ہو گئے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے قسم کھائی کہ ہر قبیلے میں سے مرتدین کو خوب قتل کریں گے۔ جتنے مسلمان انھوں نے قتل کیے ہوں گے اتنے، بلکہ اس سے بھی زیادہ اور جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے یہ کام کیا تو ہر قبیلے کے مسلمان زیادہ ثابت قدم ہو گئے اور مرتدین پسپا ہو گئے۔

مدینہ میں ان لوگوں کی طرف سے زکوٰۃ کا مال آنا شروع ہو گیا۔ کچھ لوگ یہ مال وصول کرنے پر مامور تھے۔ رات کے پہلے حصے میں صفوان کی طرف سے مال آیا جس کی بشارت حضرت سعد بن

Scanned with CamScanner

ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے دی۔ آدھی رات کو زبرقان رضی اللہ عنہ نے مال بھیجا۔ اس کی خوش خبری حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے سنائی۔ رات کے آخری حصے میں عدی رضی اللہ عنہ مال لے کر آئے۔ یہ مژدہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے سنایا۔ ان تینوں اصحاب میں سے جب کوئی آتا تو لوگ پوچھتے کہ ڈرانے آئے ہو؟ تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ فرماتے، نہیں خوش خبری سنانے آئے ہیں۔

جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بشارت دی جاتی تو لوگ کہتے آپ کو خوش خبریاں سنائی جاتی رہیں۔ یہ معاملہ حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ کے نکلنے کے ساٹھ دن بعد شروع ہوا۔ کچھ دنوں بعد اُسامہ رضی اللہ عنہ بھی آ گئے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے انھیں مدینہ میں نائب مقرر کیا اور کہا کہ تم آرام کرو۔ پھر خود ان لوگوں کے ساتھ نکل گئے جو ذی القصہ کی طرف نکلے تھے اور ان اصحاب کی طرف گئے جو دروں پر مامور تھے۔ مسلمانوں نے ان سے کہا: ''خلیفۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ہم اللہ کا واسطہ دے کر آپ سے کہتے ہیں کہ اپنے آپ کو جنگ میں پیش نہ کیجیے کیونکہ اگر آپ کو کوئی نقصان پہنچ گیا تو لوگوں کے لیے کوئی نظام نہیں رہے گا اور آپ کا یہاں رہنا دشمن کے لیے شدید تر ہے۔ آپ کسی آدمی کو بھیج دیجیے۔ وہ شہید ہو جائے تو کسی اور کو امیرِ لشکر متعین کر دیجیے۔''(13) حضرت علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ آئے۔ انھوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی سواری کی باگ تھام لی اور کہا کہ میں آپ سے وہی بات کہتا ہوں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے جنگِ اُحد میں فرمائی تھی کہ تلوار کو نیام میں کر دیجیے۔ اپنی جان دے کر ہمیں مصیبت میں نہ ڈالیے۔ واپس مدینہ چلے جایئے کیونکہ اگر آپ کو ہم کھو بیٹھے تو اِسلام کا کوئی نظام قائم نہ ہو سکے گا۔(14)

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''نہیں، اللہ کی قسم! میں ایسا نہیں کروں گا، بلکہ اپنی موجودگی سے تمھاری پشت پناہی کروں گا۔'' آپ تیاری کے ساتھ مقام ذِی الحسیٰ اور ذی القصہ کی طرف نکلے۔ نعمان بن مقرن، عبداللہ اور سوید رضی اللہ عنہم آپ کے ساتھ تھے۔

جب مانعینِ زکوٰۃ مغلوب ہو گئے اور جس دروازے سے نکلے تھے اسی سے واپس اسلام میں

13۔ طبری 14۔ الریاض النضرۃ

Scanned with CamScanner

آ گئے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ مدینہ لوٹ آئے۔ زکوٰۃ کا بہت سا مال آ گیا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان کی طرف لشکر بھیجنے بند کر دیے اور دوسرے مرتدین سے جنگ لڑنے کے لیے گیارہ جھنڈوں تلے لوگوں کو جمع کیا۔ سپہ سالار نے ذوالقصہ سے کوچ کیا۔ ان کے ساتھ مزید لشکر جا ملے اور جہاں انھیں جانا تھا، چلے گئے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان سے ضروری باتیں کر لی تھیں اور تمام مرتدین کی طرف ایک ہی مضمون کی چٹھی بھیجی۔

عظیم الشان فتح

ابورجاء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، میں مدینے گیا، کیا دیکھتا ہوں کہ لوگ جمع ہیں اور ایک آدمی دوسرے کے سر کو بوسہ دیتا اور کہتا جا رہا ہے کہ آپ نہ ہوتے تو ہم ہلاک ہو جاتے۔ میں نے پوچھا یہ کون بوسے دے رہا ہے اور کسے دیے جا رہے ہیں؟ لوگوں نے بتایا کہ عمر رضی اللہ عنہ، ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اس لیے بوسے دے رہے کہ مانعینِ زکوٰۃ کے ساتھ جنگ لڑ کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان کو ذلیل و رسوا کر دیا۔

میں کہتا ہوں کہ یہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں اسلام کی عظیم الشان فتح ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف سے قوت دے کر ابوبکر رضی اللہ عنہ کی امداد کی تو ان میں اس طوفانی ریلے کے مقابلے میں اکیلے کھڑے ہونے کی ہمت پیدا ہو گئی جو کسی کے سامنے کبھی سرنگوں نہیں ہونا تھا اور جس نے اوّل روز سے سب کو بے بس کر کے رکھ دیا تھا۔ اس کا سر بس محمد صلی اللہ علیہ وسلم بن عبداللہ کے فرمان کے سامنے ہی جھکا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ان مرتد قبیلوں کے مقابلے میں اکیلے اس وقت ڈٹ گئے جب کہ یہ لاوا آتش فشاں کی طرح پھٹ چکا تھا۔ اس نے سب راستے بند کر دیے تھے اور اس میں سے طرح طرح کی خوفناک اور سرکش آوازیں آ رہی تھیں۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے وہ بات کہی جو تاریخ انسانی میں بے نظیر ہے۔ وہ بات جس نے اسلامی تمدن کی آبیاری کی۔ وہ کلمات جنھوں نے کچھ حکومتوں کو ختم کیا اور کچھ نئی حکومتیں قائم کیں۔ وہ بول جن سے اللہ تعالیٰ نے اسلام قائم کیا۔ آج چودہ سو سال گزر چکے ہیں اور اس بات کا دبدبہ ختم نہیں ہوا، بلکہ ہر مسلمان کے دل میں اس طرح تازہ ہے گویا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

Scanned with CamScanner

نے یہ بات ابھی کل ہی کہی ہے۔

انھوں نے کہا: ''خدا کی قسم! اگر یہ ایک رسی بھی روکیں جو رسول اللہ ﷺ کو دیتے تھے تو میں تلوار سے ان کے خلاف جہاد کروں گا اور اگر تم لوگ مجھے تنہا چھوڑ جاؤ گے تو میں اکیلا لڑوں گا۔'' پھر وہ خود نکلے، لشکر کو ترتیب دیا اور تھوڑا ہی عرصہ گزرا تھا کہ جزیرۂ عرب تاریخ میں ایک بار پھر اسلام کے تابع ہو گیا اور جزیرۂ عرب تابع ہو گیا تو گویا سارا جہان تابع ہو گیا۔

Scanned with CamScanner

باب 10

حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کا نظامِ حکومت

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں اسلامی ریاست نے وہ منظم صورت اختیار نہیں کی نہ حکومت کے مختلف شعبے اور محکمے قائم ہوئے تھے جو کہ بعد میں آنے والے خلفاء کی کوششوں سے اس اُبھرتی ہوئی مملکت کی توسیع اور تقویت کا باعث بنے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا دور خلافت بے حد مختصر تھا اور پھر اس کا اکثر حصہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد پیدا ہونے والے زبردست مسائل کے حل میں صرف ہو گیا، یہ ایک ایسی ہنگامی صورت حال تھی جس میں اسلامی ریاست کا وجود ہی خطرے میں پڑ چکا تھا، قبائلی تعصبات، جھوٹی نبوتوں اور ارتداد و بغاوت کے فتنوں نے اسلام کو ایک زبردست چیلنج دے دیا تھا۔ اس عالم میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی اولین ذمہ داری ان فتنوں کا استیصال کرنا اور اسلام کی عسکری و سیاسی قوت کی دھاک بٹھانا تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے انتہائی تدبر، جرأت اور مستقل مزاجی سے یہ مقصد حاصل کر لیا۔ وہ مملکت جس کا شیرازہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے ساتھ ہی بکھرتا نظر آ رہا تھا۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے تاریخی اقدامات کی بدولت از سرِ نو ایک ناقابلِ تسخیر قوت کی صورت میں منظم ہو گئی۔ مسلمانوں نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی پکار پر متحد ہو کر ناممکن کو ممکن بنا دیا۔ مرکز اسلام نے نہ صرف مملکت کے اندر منظم ہونے والے باغیوں اور سرکشوں کا قلع قمع کر دیا بلکہ وہ روم و ایران ایسی عظیم سلطنتوں کے دروازوں پر بھی دستک دینے لگے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں ''ملکوں کی فتح عظیم'' کا آغاز ہوا۔

ملت اسلامیہ پر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا یہ اتنا بڑا احسان ہے کہ اگر آپ مزید کوئی خدمت سرانجام

Scanned with CamScanner

نہ بھی دیتے تو بھی آپ کی عظمت کا انکار محال تھا لیکن آپ نے صرف اسلامی مملکت کے تحفظ ہی کا فریضہ سرانجام نہیں دیا بلکہ عملاً دنیا کے سامنے حکمرانی کا ایک ایسا نمونہ پیش کیا جس کی مثال تلاش کرنا جوئے شیر لانے کے مترادف ہے۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا عہد حکومت خلافت اعلیٰ منہاج نبوت کا بہترین نمونہ تھا۔ آپ کو لوگوں نے شروع شروع میں خلیفۃ اللہ کہہ کر پکارا تو آپ نے فرمایا ''میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خلیفہ ہوں اور اسی لقب سے مسرور ہوں۔''(1)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ اوّل کی حیثیت سے آپ کا مشن بھی غلبہ اسلام تھا یہی وجہ ہے کہ آپ کی حکومت بادشاہت یا شخصی آمریت کے برعکس سیاست کی اصطلاح میں ایک مکمل دستوری حکومت تھی جس میں اقتدار کا سرچشمہ کوئی شخص، خاندان، گروہ یا جمہور نہیں بلکہ اللہ کی ذات تھی، رعایا اور حکمران دونوں خدا کے قانون کے پابند تھے، صدیق اکبر کے سامنے ایک ایسا معاشرہ قائم کرنے کا مقصد تھا جس میں بلند انسانی اقدار کو فروغ حاصل ہو، انسان کے بنیادی حقوق محفوظ ہوں، تنقید و محاسبہ کی مکمل آزادی ہو، اُخوت و مساوات جس کی روح ہو اور عدل اجتماعی، امن اور مسرت و خوشحالی جس کا طرۂ امتیاز ہو، لہٰذا آپ کی حکومت کا نظام اپنے تمام شعبوں کے ساتھ اسی اعلیٰ مقصدیت کا آئینہ دار تھا۔ محمد حسین ہیکل آپ کے طرز حکمرانی پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> ''ابوبکر رضی اللہ عنہ کی حکومت کا نظام نہایت سادہ اور بدویانہ طرز کا تھا۔ اپنے عہد کی منظم اور متمدن سلطنتوں کا رنگ انھوں نے بالکل قبول نہ کیا۔ عہد رسالت سے اتصال کے باعث ان کا عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد سے بڑی حد تک مشابہ ہے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ بھولے سے بھی وہ کام نہ کرتے تھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ناپسند کرتے تھے اور وہ کام کرنا باعثِ سعادت سمجھتے تھے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا۔ لیکن وہ جامد مقلدین کی طرح نہ تھے بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کا کامل نمونہ اختیار کرنے کی وجہ سے ان کے لیے اجتہاد کا دروازہ کھل چکا تھا یہی اجتہاد تھا جس کے باعث اللہ نے ان کے ذریعے سے عراق اور شام فتح کرائے اور

1۔ تاریخ الخلفاء

Scanned with CamScanner

ان کے ہاتھ سے ایسی متحدہ سلطنت کی بنیاد رکھوائی جس کا دستور العمل احکام الٰہی اور شوریٰ پر مبنی تھا۔ وہ افراط و تفریط سے ہمیشہ پاک اور اللہ کے نور سے حصہ لے کر ہمیشہ صراط مستقیم پر گامزن رہے۔ یہ خیال ہر وقت اُن کے دل میں جاگزیں رہتا تھا کہ جہاں وہ بندوں کے سامنے جواب دہ ہیں وہاں اللہ کے سامنے بھی جواب دہ ہیں اور وہ قیامت کے دن ان سے ان کے تمام اعمال کا حساب لے گا اور بندوں کے سامنے جواب دہی کا یہی تصور تھا جس نے ہمیشہ آپ کو صراط مستقیم پر گامزن کیے رکھا اور ان کا قدم ایک لمحے کے لیے بھی جادۂ استقامت سے ہٹنے نہ پایا۔(2)

شورائی طرزِ حکومت

حضور ﷺ کے خلیفہ اوّل نے جس طرز حکمرانی کو رائج کیا وہ ایک جمہوری یا شورائی نظام تھا جس میں قرآنی احکام کی روشنی میں صحابہ کرام رضوان اللہ عنھم اجمعین سے مشورہ لازمی تھا۔ آپ کی خلافت بھی عوام کے مشورے سے قائم ہوئی تھی۔ پہلے مہاجرین و انصار کے ایک اعلیٰ سطحی اجلاس میں آپ کے انتخاب کی توثیق کی گئی اور پھر عوام نے اس کی تائید و حمایت کی۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کے عہد میں کسی بھی مسئلے کا مشاورت کے بغیر فیصلہ نہیں کیا جا سکتا تھا۔ جیش اُسامہ رضی اللہ عنہ ہو یا منکرین زکوٰۃ کی سرکوبی، مرتدین کا استیصال ہو یا جمع و تدوین قرآن آپ نے ہر اہم معاملے میں شوریٰ کے اصول پر عمل کیا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سامنے جب کوئی معاملہ آتا تھا تو آپ سب سے پہلے اس کے بارے میں قرآنِ حکیم سے رہنمائی لیتے تھے۔ اگر وہاں کوئی حکم یا اشارہ نہ ملتا تو احادیثِ نبوی ﷺ سے رجوع کرتے۔ اگر حدیث نبوی ﷺ میں کچھ نہ ملتا تو مسلمانوں سے پوچھتے کہ اس خاص معاملے کے بارے میں کیا کسی کو حضور ﷺ کی سنت کا علم ہے۔ اگر کوئی بتا دیتا تو آپ مطمئن ہو جاتے کہ سنت رسول ﷺ کو جاننے والے ان کی رہنمائی کے لیے موجود ہیں۔ اگر آپ کو کوشش کے باوجود کوئی حدیث نہ ملتی تو پھر آپ اہل الرائے کو طلب فرماتے۔ آپ رضی اللہ عنہ بڑی کشادہ دلی سے اُنھیں

2۔ ہیکل ابوبکر صدیقؓ

Scanned with CamScanner

مشورے کی دعوت دیتے اور صبر و تحمل سے ان کی گفتگو سنتے۔ کامل غور و فکر کے بعد جب آپ کسی کی رائے سے اتفاق فرماتے یا اپنی رائے کو مستند سمجھتے اور ایک فیصلہ کر لیتے پھر پوری قوت سے اس پر ڈٹ جاتے۔

مجلسِ شوریٰ

ابن سعد رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو جب کوئی معاملہ پیش آتا تھا جس میں اہل رائے اور اصحابِ فقہ سے مشورے کی ضرورت ہوتی تھی اور اِس مقصد کے لیے وہ مہاجرین اور انصار میں سے کچھ لوگوں کو بلاتے تھے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ، عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ بن عوف، معاذ رضی اللہ عنہ بن جبل، ابی رضی اللہ عنہ بن کعب اور زید رضی اللہ عنہ بن ثابت کو ضرور بلاتے تھے۔ گویا ان معاملہ فہم اور اہل الرائے صحابہ کبار رضی اللہ عنہم پر مشتمل آپ نے ایک مجلس شوریٰ قائم کر رکھی تھی جو اجتماعی معاملات میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو مشورہ دیتی اور جن کی مدد سے خلیفہ اوّل اپنی سیاسی حکمت عملی کو متعین فرماتے تھے۔ بعض وقتی اور فوری مصالح کے تحت آپ ان ارکان شوریٰ کی تعداد میں حسب ضرورت اضافہ کر دیتے تھے۔

تقسیم مملکت اور صدیقی گورنر

چونکہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اسلامی مملکت کا رقبہ وسیع تر ہوتا جاتا تھا اس لیے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس کے نظم و نسق کو بہتر بنانے کے لیے اس کو مختلف صوبوں اور ضلعوں میں تقسیم کر دیا اور ان میں سے ہر ایک کے جدا جدا حاکم مقرر کر دیے جن کی تفصیل یہ ہے:

	علاقہ	صدیقی حکام
(1)	مکہ (حجاز)	حضرت عتاب بن اُسید رضی اللہ عنہ
(2)	طائف (حجاز)	حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ
(3)	صنعاء (یمن)	حضرت مہاجر بن اُمیہ رضی اللہ عنہ

Scanned with CamScanner

(4)	حضرموت (یمن)	حضرت زیاد بن لبید انصاری رضی اللہ عنہ
(5)	خولان	حضرت یعلی بن منیہ رضی اللہ عنہ
(6)	زبید و رمع (یمن)	حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ
(7)	جند	حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ
(8)	بحرین	حضرت علاء بن الحضرمی رضی اللہ عنہ
(9)	نجران	حضرت جریر بن عبداللہ البجلی رضی اللہ عنہ
(10)	دومتہ الجندل	حضرت عیاض بن غنم رضی اللہ عنہ
(11)	عراق	حضرت مثنیٰ بن حارثہ رضی اللہ عنہ
(12)	جرش	حضرت عبداللہ بن ثور رضی اللہ عنہ
(13)	حمص (شام)	حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ
(14)	اُردن (شام)	حضرت شرجیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ
(15)	دمشق (شام)	حضرت یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ
(16)	فلسطین	حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ

اِس مملکت کا مرکز مدینہ تھا جو براہ راست خلیفہ کے ماتحت تھا۔

گورنروں کے فرائض

اسلام کے عہد اوّل میں گورنر خود مختار ہوتے تھے مگر بعد میں ان کے اختیارات محدود کر دیے گئے۔ عہد صدیقی کے گورنروں کے فرائض کی تفصیل کچھ اِس طرح تھی:

(1) مسجد میں جماعت کی امامت اور جمعہ کی خطابت

(2) فوج کی نگرانی اور انتظام

(3) جملہ محصولات کا جمع کرنا

(4) درآمد و برآمد اشیاء کی نگرانی

Scanned with CamScanner

(5) امن عامہ کا قیام

(6) عوام کی اخلاقی و مذہبی حالت کی نگرانی و اصلاح

(7) جرائم کا انسداد، منکرات و فواحش کا سدِ باب

(8) حدود اللہ کا اجراء

(9) فتنہ پرور عناصر کی سرکوبی

(10) مال غنیمت کا حسب قاعدہ تقسیم کرنا اور خمس مرکز کو بھیجنا

(11) حجاج کے کاروانوں کی حفاظت

(12) ضعیف العمر فوجیوں کی معاشی ضروریات کی تکمیل کا انتظام

(13) زرعی ترقی اور کسانوں کی فلاح کی کوشش

(14) قاضیوں کا تقرر

حکام کا انتخاب

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ حکام کے انتخاب میں انتہائی احتیاط برتتے تھے۔ اس سلسلے میں آپ کا معیار یہ تھا کہ جس شخص کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم جس کام کے لیے مقرر فرما گئے تھے آپ اس میں ہرگز ردّ و بدل نہ فرماتے تھے۔ مثلاً حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ کو سالارِ لشکر مقرر فرمایا تھا۔ بعدازاں بعض لوگوں نے مصلحت کے پیش نظر کسی بزرگ صحابی کو اس عہدے پر متمکن کرنے کا مشورہ دیا لیکن آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ کو برقرار رکھا۔ اسی طرح آپ یہ بھی دیکھتے تھے کہ کسی شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ سے زیادہ فیض حاصل کیا ہے یہی وجہ ہے کہ آپ اکثر و بیشتر مختلف ذمہ داریاں ان لوگوں کے سپرد کیا کرتے تھے جو فتح مکہ سے قبل مسلمان ہوئے تھے۔ اس سلسلے میں آپ نے کبھی قبائلی عصبیت یا اقربا نوازی کا رویہ اختیار نہیں کیا۔ اسی سخت اُصول اور بلند معیار کا نتیجہ تھا کہ آپ کے مقرر کردہ عمال و حکام نے ہمیشہ اپنی بہترین صلاحتیں اسلام اور مسلمانوں کی خدمت کے لیے استعمال

Scanned with CamScanner

کیں۔ حضرت یزید بن ابی سفیان کو شام کی امارت پر روانہ کیا تو فرمایا:

''اے یزید! وہاں تمھارے اعزا و اقارب ہیں ممکن ہے کہ تم ان کو امارت دینے میں ترجیح دو۔ یہ وہ سب سے بڑی چیز ہے جس کا میں تم سے اندیشہ کرتا ہوں۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو شخص مسلمانوں کے کسی کام کا ذمہ دار ہو اور وہ محض رشتے کی وجہ سے ان پر کسی شخص کو امیر بنا دے تو اس پر اللہ کی لعنت ہوگی اور اللہ اس کی طرف سے کوئی فدیہ اور کفارہ قبول نہیں کرے گا حتیٰ کہ اس کو جہنم میں بھیج دے گا۔''

حکام کی تربیت

جب کسی شخص کو حاکم کی حیثیت سے منتخب فرماتے تو اس کی ذمہ داری کی مناسبت سے اُسے ضروری ہدایات دیتے اور اس کے دل میں ذمہ داری کے احساس کی جوت جگانے کے لیے نہایت عمدہ نصیحتیں فرماتے۔ عمرو رضی اللہ عنہ بن العاص اور ولید رضی اللہ عنہ بن عقبہ کو جب قبیلۂ بنو قضاعہ پر عامل صدقات مقرر کر کے روانہ فرمایا تو ان کی نصیحت کے لیے کچھ دور تک گئے اور رخصت کرتے ہوئے یہ ہدایت کی۔

''باطن و ظاہر میں اللہ سے ڈرو۔ کیونکہ جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے اللہ اس کے لیے سہولتیں پیدا کر دیتا ہے اور جہاں سے اس کا گمان بھی نہیں ہوتا وہاں سے اس کو رزق دیتا ہے جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے اللہ اس کے گناہ معاف کر دیتا ہے اور اس کا اجر بڑھا دیتا ہے۔ بلاشبہ اللہ سے تقویٰ بندگان خدا کی آپس میں بہترین نصیحت ہے تم اللہ کے ایسے راستے میں ہو جس میں افراط و تفریط کی گنجائش نہیں ہے۔ جس میں دین کا استحکام اور خلافت کی حفاظت کا راز مضمر ہے۔ پھر تم سستی اور کاہلی مت اختیار کرو۔''

محکمہ قضا

اس دور میں اگرچہ محکمہ قضا کو باقاعدہ طور پر منظم نہیں کیا گیا تھا۔ تاہم آپ نے قضا کا محکمہ

Scanned with CamScanner

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سپرد کر رکھا تھا۔ طبری کا بیان ہے کہ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میں آپ کی طرف سے عدالت کی خدمات انجام دوں گا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ خلافت میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو قاضی بنا دیا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک سال منتظر رہے، اس عرصے میں ایک شخص بھی آپ رضی اللہ عنہ کے پاس قضیہ لے کر نہیں آیا۔ محکمہ قضاء کے سربراہ کی حیثیت سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مدد حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ، حضرت ابی رضی اللہ عنہ بن کعب، حضرت زید رضی اللہ عنہ بن ثابت اور حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن مسعود ایسے بلند پایہ فقہاء کرتے تھے۔ جب کوئی اہم دینی مسئلہ پیش آتا تو ان سے مشورہ کیا جاتا۔

مالی نظام

عہد صدیقی میں سرکاری آمدنی کے بڑے بڑے ذرائع حسب ذیل تھے:

(1) عشر: مسلمانوں کی مملوکہ اراضی کے ایک بڑے حصے کی سالانہ مال گزاری۔

(2) خراج: ذمیوں کی اراضی کی سالانہ مال گزاری۔

(3) جزیہ: ذمیوں پر سالانہ مقررہ ٹیکس۔

(4) زکوٰۃ: مسلمانوں کے اموال نقود، اموال تجارت اور چوپایوں کے ریوڑوں پر مقررہ شرح سے لازمی انفاق۔

(5) صدقات: مسلمانوں کے اموال وغیرہ میں سے غیر مقررہ شرح سے انفاق۔

(6) فئے: جنگ کے بغیر حاصل شدہ مال غنیمت۔

(7) خمس: جنگ کے ذریعے حاصل ہونے والے مال غنیمت کا مقررہ حصہ اور معدنیات اور پوشیدہ خزانہ (رکاز) کی مقررہ رقم۔

(8) تجارتی اموال پر محصول۔

خمس، صدقات، زکوٰۃ، عشر وغیرہ ذرائع سے حاصل ہونے والی آمدنی فقراء، مساکین، عاملین، مولفۃ القلوب، رقاب، عازمین، سبیل اللہ اور ابن سبیل کے لیے خرچ ہوتی تھی جیسا کہ سورۂ انفال اور

Scanned with CamScanner

سورۂ توبہ میں تصریح کی گئی ہے۔

خراج، جزیہ، فئے وغیرہ ہر قسم کے وظائف، انتظامی ضروریات وغیرہ کے لیے خرچ ہوتے تھے۔

گویا صدیقی عہد میں سرکاری آمدنی صرف ان مصارف کے لیے وقف تھی جن کی تصریح قرآن وسنت میں کردی گئی تھی اور اس سلسلے میں خلیفہ کی حیثیت محض امین کی تھی وہ اپنی مرضی سے اخراجات کرنے کا مجاز نہ تھا۔ وہ اپنے آپ کو بیک وقت اللہ اور عوام دونوں کے سامنے جواب دہ تصور کرتا تھا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آنے والے اموال کو اسلامی حکومت کے نظم ونسق پر ہونے والے اخراجات مثلاً عمال کی تنخواہیں، فوج کے لیے ساز وسامان کی فراہمی، دینی خدمات، رفاہی امور وغیرہ میں صرف کرنے کے بعد لوگوں میں تقسیم فرما دیتے۔ ایک مرتبہ آپ کے پاس کچھ مال آیا تو آپ نے فرمایا ''جس کسی سے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ وعدہ فرمایا ہو وہ آجائے۔'' چنانچہ جابر بن عبدالملک رضی اللہ عنہ آپ کے پاس آئے اور اپنی دونوں ہتھیلیاں ملا کر کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا تھا ''اگر بحرین کا مال آیا تو میں تجھے اس طرح دوں گا۔'' یہ سن کر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا ''لے لو!'' انہوں نے دونوں ہاتھوں سے سکے اٹھائے پھر انھوں نے شمار کیا تو وہ پانچ سو درہم تھے آپ نے ان سے کہا ''ایک ہزار اور لے لو۔'' چنانچہ انہوں نے ایک ہزار اور لے لیے، اس کے بعد آپ نے ہر اس شخص کو دیا جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ دینے کا وعدہ کیا تھا۔ اس کے بعد بھی کچھ مال بچ رہا۔ اس کو آپ نے تمام لوگوں میں چھوٹے بڑے، آزاد وغلام، مرد وعورت کا لحاظ کیے بغیر یکساں تقسیم کردیا۔ اسی طرح ہر آدمی کے حصے میں سات درہم آئے۔

کچھ لوگوں نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا:

''اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نائب! آپ نے اس مال کی تقسیم میں تمام لوگوں کو مساوی رکھا ہے، حالانکہ ان لوگوں میں بعض لوگ وہ ہیں جنھیں دوسروں پر

Scanned with CamScanner

شرف حاصل ہے، وہ دعوت اسلام پر لبیک کہنے میں سبقت رکھتے ہیں اور قدیم الاسلام ہیں بہتر ہوتا کہ آپ اپنے اصحاب فضل وسبقت اور پیش قدمی کرنے والے افراد کو دوسروں سے زیادہ دیتے۔"

اس پر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"تم نے سابقیت، اولیت اور فضیلت کا جو ذکر کیا ہے، تو میں اس سے اچھی طرح واقف ہوں۔

یہ ایسی چیزیں ہیں جن کا ثواب اللہ دے گا۔ مگر یہ (تقسیم مال کا معاملہ) معاملات دنیا میں سے ہے اور اس میں ترجیح وامتیاز کے بجائے مساوات بہتر ہے۔"

آپ کے دور میں اگر چہ آمدنی میں بے حد اضافہ ہو گیا تھا لیکن بعض لوگوں کے خیال میں آپ نے بیت المال قائم ہی نہیں کیا تھا یہ کام حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کیا۔ حالانکہ انھی لوگوں نے عہد صدیقی میں حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے بیت المال کے منتظم کی حیثیت سے تقرر کا تذکرہ بھی کیا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بیت المال تو قائم ہو گیا تھا لیکن آپ اموال کی تقسیم فرما دیا کرتے تھے۔

فوجی نظام

جنگ وجدل عربوں کی گھٹی میں پڑی ہوئی تھی اس کے باوجود ان کے ہاں کوئی باقاعدہ فوجی نظم نہیں تھا۔ سب سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شعبہء حیات کی تنظیم کی۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے اُصولوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے اسلامی افواج کی تنظیم کی۔ اسی تنظیم کی مدد سے آپ رضی اللہ عنہ نے نہ صرف اندرون ملک سر اٹھانے والے فتنوں کو فرو کیا بلکہ اس زمانے کی طاقتور ترین حکومتوں روم وایران کی فوجوں کو بھی شکست دی۔

Scanned with CamScanner

صدیقی سپہ سالار

خلیفہ منتخب ہونے کے فوراً بعد صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو متعدد قبائل کی سرکوبی کا انتظام کرنا پڑا اس لیے آپ نے مندرجہ ذیل گیارہ سپہ سالاروں کے الگ الگ دستے مقرر فرمائے اور ہر ایک دستہ کا علم بھی الگ الگ بنایا۔

(1) حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ
(2) حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ بن ابو جہل
(3) حضرت مہاجر رضی اللہ عنہ بن ابو اُمیہ
(4) حضرت خالد رضی اللہ عنہ بن سعید
(5) حضرت شرجیل رضی اللہ عنہ بن حسنہ
(6) حضرت عمر رضی اللہ عنہ بن العاص
(7) حضرت حذیفہ بن محصن رضی اللہ عنہ
(8) حضرت عرفجہ رضی اللہ عنہ بن ہرثمہ
(9) حضرت طریفہ رضی اللہ عنہ بن حاجز
(10) حضرت سوید رضی اللہ عنہ بن مقرن
(11) حضرت عُلا رضی اللہ عنہ بن حضرمی

اس دور میں کسی ایک کو ان سب دستوں پر سپہ سالار مقرر نہیں فرمایا لیکن بعد ازاں جب توجہ مخصوص محاذوں پر مرکوز ہوئی اور منتشر دستے اور افواج کو یکجا کرنے کی ضرورت پیش آئی تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کمانڈر انچیف کا عہدہ قائم کیا جو پورے میدان جنگ کا سب سے بڑا افسر ہوتا تھا اور فوج میں شامل تمام دستوں کے سالار اس کے ماتحت ہوتے تھے۔ فوج کی تمام نقل و حرکت صرف اس کے حکم پر ہوتی تھی۔ شام کے محاذ پر جنگ آزما اسلامی افواج میں مختلف دستوں کی کمان ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ بن الجراح، عمرو رضی اللہ عنہ بن العاص اور شرجیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں میں تھی لیکن ان تمام کمانڈروں پر کمانڈر

Scanned with CamScanner

الجیف حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو مقرر کیا گیا تھا۔ انھوں نے صورت حال کا جائزہ لے کر اپنے نقطۂ نظر کے مطابق فوج کو مرتب کیا۔ حالت امن میں سپہ سالار کے فرائض فوج کی تعلیم و تربیت اور سامان جنگ کی فراہمی تک محدود تھے۔

بعید

حضرت خالد رضی اللہ عنہ بن ولید نے شام پہنچ کر جب دیکھا کہ دشمن کی تعداد دو لاکھ چالیس ہزار ہے اور اس کے مقابلے میں مسلمانوں کی تعداد صرف چھتیس ہزار ہے تو آپ نے اسلامی فوج کو چھتیس سے چالیس دستوں میں تقسیم کر دیا اور ہر دستہ کا ایک ایک امیر مقرر کر دیا۔ قلب کے دستوں کے امیر ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ بن الجراح، میمنہ کے دستوں کے امیر عمرو رضی اللہ عنہ بن العاص اور شرجیل رضی اللہ عنہ بن حسنہ میسرہ کے دستوں کے امیر یزید رضی اللہ عنہ بن ابوسفیان تھے اور ہر دستہ کا ایک امیر بھی تھا۔ اسلامی لشکر میں سوار بھی ہوتے تھے اور پیادہ بھی۔ دشمن کی نقل و حرکت کی اطلاع دینے والا عملہ بھی مصروف کار رہتا تھا اور مرکز خلافت اور محاذ جنگ پر مصروف افواج میں رابطہ برقرار رہتا تھا۔ دونوں طرف سے پیغام رسانی کا بہترین انتظام تھا۔

فوجی تربیت

عہد صدیقی میں فوجی تعلیم و تربیت کا کوئی انتظام نہ تھا بلکہ ہر مسلمان مجاہد بھی تھا۔ ضرورت کے وقت جو لوگ رضا کارانہ طور پر اپنی خدمات پیش کرتے تھے انھیں لے لیا جاتا تھا۔ یہ لوگ فن حرب سے واقف ہوتے تھے۔ اس سلسلے میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اتنی احتیاط ضرور کرتے تھے کہ شروع شروع میں فوج میں وہ لوگ شامل نہ ہونے پائیں جو کبھی مرتدین کی حمایت میں مسلمانوں سے لڑ چکے تھے۔

اسلحہ

زرہ، تلوار، رمح (بڑا نیزہ)، حربہ (چھوٹا نیزہ)، تیر کمان، منجنیق، سپر وغیرہ اسلامی فوج کے

Scanned with CamScanner

مخصوص ہتھیار تھے۔ یہ ہتھیار عوام اور حکومت دونوں کی طرف سے مہیا کیے جاتے تھے۔

حفاظ کرام وخواتین

میدان جنگ میں فوج کو جوش دلانے کے لیے حفاظ وقراء بھی موجود رہتے تھے۔ اسی طرح خواتین بھی مختلف امدادی سرگرمیوں میں مصروف رہتی تھیں۔

جنگی ہدایات

خلیفہ کی طرح سپہ سالار کی اطاعت بھی ضروری تھی کیوں کہ وہ خلیفہ کا قائم مقام ہوتا تھا اور اسی حیثیت سے نماز کی امامت بھی کرواتا تھا۔

اسلامی فوج کے سپہ سالاروں کو موقع محل کے مطابق فوج کی ترتیب اور بعض دیگر معاملات میں مکمل اختیارات حاصل تھے لیکن بعض اوقات مرکز خلافت سے اس کی نقل وحرکت کا مکمل نقشہ مرتب کر دیا جاتا تھا جس کی پابندی اس کے لیے لازمی ہوتی تھی۔ مرتدین کے استیصال کے لیے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو روانہ کرتے وقت حکم دیا:

> ''پہلے وہ اکناف پر طے سے شروع کریں اور پھر بزاخہ کا رخ کریں اور وہاں سے آخر میں بطاخ تک جائیں اور جب وہ دشمن سے فارغ ہو جائیں تو تاوقتیکہ ان کو جدید احکام موصول نہ ہوں وہ اور قصد نہ کریں۔''

جب خالد بن ولید رضی اللہ عنہ مرتدین کے استیصال میں کامیاب رہے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے انھیں یمامہ سے عراق کی طرف کوچ کرنے کا حکم دیا جہاں نیا محاذِ جنگ کھلنے والا تھا۔ اس موقع پر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے انھیں یہ فرمان بھجوایا:

> ''(اے خالد رضی اللہ عنہ) اب عراق کی طرف کوچ کیجیے اور وہ مقام جو فرج الہند کہ اُبلہ کے نام سے مشہور ہے اسے پہلے فتح کیجیے۔ اہل فارس اور ان کے ہاں کے غیر ملکی باشندوں کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آیئے۔''

Scanned with CamScanner

جنگ اجنادین میں مسلمانوں کو شان دار فتح حاصل ہوئی تو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خط لکھا، جب یہ خط عبدالرحمٰن بن حمید نے مدینہ میں آ کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کیا تو آپ رضی اللہ عنہ بے حد مسرور ہوئے اور اس خط کے مندرجات سے لوگوں کو مطلع کیا۔ بعدازاں آپ نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو جو خط لکھا اس میں فتح پر مبارکباد دینے کے علاوہ بعض جنگی ہدایات بھی دیں۔

نائب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حیثیت سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنے امرائے عساکر کو ہمیشہ اس بات کی تاکید کرتے تھے کہ ان کی جنگ محض اللہ کی رضا کے لیے ہونی چاہیے اس لیے قتل وخون ریزی کی بجائے امن اور اصلاح کی کوشش کی جانی چاہیے۔ فوج اور اس کے سپہ سالار دونوں کو اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کی مکمل تعمیل کرنا چاہیے۔ فتنہ ارتداد کو فرو کرنے کے لیے جب آپ نے مختلف اطراف میں فوجیں روانہ کیں تو آپ نے ان فوجوں کے سالاروں کو ایک جامع فرمان کے ذریعے جو ہدایات دیں وہ اسلامی جہاد کو سمجھنے کا قیمتی ذریعہ ہیں آپ نے فرمایا:

> ''ہم نے ان امراء کو اس شرط پر یہ منصب دیا ہے کہ وہ دل میں اور علانیہ جہاں تک ہو سکے اللہ سے ڈرتے رہیں گے اور مرتدین کے مقابلے میں خلوص نیت کے ساتھ پوری سعی کریں گے اور ان سے اللہ کے لیے لڑیں گے ہاں مگر اس سے پہلے وہ ان کو اپنی اصلاح کا موقع دیں گے اور اسلام کی دعوت دیں گے تاکہ اگر وہ اسے قبول کر لیں تو ان سے کوئی تعرض نہ کیا جائے گا اور اگر انکار کریں تو ان پر یورش کر دی جائے یہاں تک کہ وہ پھر اسلام لے آئیں تب ان کو ان کے حقوق اور فرائض بتائے جائیں۔ جو ان پر واجب الادا ہو وہ وصول کیا جائے اور جس کے وہ مستحق ہوں وہ ان کو دیا جائے۔''

حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کی قیادت میں آپ نے جو لشکر عرب وشام کی سرحد پر روانہ فرمایا، جب وہ چلنے لگا تو آپ نے اس سے یوں خطاب کیا:

Scanned with CamScanner

"ذرا ٹھہر جاؤ تا کہ میں دس باتوں کی تم کو نصیحت کر دوں ان کو اچھی طرح یاد رکھو:

(1) خیانت نہ کرنا

(2) نفاق نہ برتنا

(3) بدعہدی نہ کرنا

(4) مثلہ نہ کرنا (لاشوں کے اعضائے جسم کو قطع نہ کرنا)

(5) کسی چھوٹے بچے، پیر مرد اور عورت کو قتل نہ کرنا۔

(6) کسی کھجور کے درخت کو نہ کاٹنا اور نہ جلانا اور کسی ثمر دار درخت کو قطع نہ کرنا۔

(7) سوائے کھانے کی ضرورت کے بے کار کسی بکری، گائے اور اونٹ کو ذبح نہ کرنا۔

(8) تم کو ایسے لوگ بھی ملیں گے جو ترک دنیا کر کے خانقاہوں میں بیٹھ گئے ہیں، ان سے کوئی تعرض نہ کرنا۔

(9) بعض لوگ تمھارے لیے کھانوں کے خوان لائیں گے اگر تم اس میں سے کچھ کھانا چاہو تو اللہ کا نام لے کر کھانا۔

(10) ایسے لوگوں سے تمھارا سامنا ہوگا جن کے سر کی چندیا صاف ہوگی اور اس کے گرد بالوں کی پٹیاں جمی ہوں گی، ایسے لوگوں کی خبر تلوار سے لینا۔

غیر مسلم رعایا

اسلام نے غیر مسلموں سے رواداری کی خاص طور پر تلقین کی ہے، حضور اکرم ﷺ نے اپنے عمل سے غیر مسلموں کے دل موہ لیے تھے۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے بھی حضور اکرم ﷺ کی اتباع میں غیر مسلموں سے حسن سلوک کی عمدہ مثال قائم کی۔ آپ نے ان کے ان تمام حقوق کو برقرار رکھا جن کی ضمانت حضور اکرم ﷺ نے دی تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے نہ صرف غیر مسلموں کے ساتھ کیے ہوئے

Scanned with CamScanner

حضور اکرم ﷺ کے عہد و پیمان کی تجدید و توثیق فرمائی بلکہ نئے ذمیوں کو بھی وہی حقوق عطا فرمائے۔ چنانچہ حیرہ کے عیسائی باشندوں کو از روئے معاہدہ یہ حقوق عطا کیے:

''ان کی خانقاہیں اور گرجے منہدم نہ کیے جائیں گے نہ ان کا کوئی ایسا قصر گرایا جائے گا جس میں وہ ضرورت کے وقت دشمنوں کے مقابلے میں قلعہ بند ہوتے ہیں۔ ناقوس بجانے کی ممانعت نہ ہوگی اور نہ تہوار کے موقع پر صلیب نکالنے سے روکے جائیں گے۔''

Scanned with CamScanner

باب 11

ابو بکر صدیق رضؓ کی سیاسی حکمتِ عملی

آفتابِ نبوت کے پردہ فرماتے ہی مختلف فتنوں نے سر اٹھایا۔ بالخصوص منافقین کو کھل کھیلنے کا موقع ہاتھ لگا۔ سب سے پہلا کام انھوں نے یہ کیا کہ خلافت اور جانشینی کے لیے لوگوں کو آپس میں دست و گریباں کرنے کی سعی کی۔ انصار سقیفہ بنی ساعدہ میں جمع ہو گئے اور اس بات پر تقریریں شروع کر دیں کہ کسے امیر اور خلیفہ ہونا چاہیے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا تو وہ فوراً سارا کام چھوڑ کر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے کر موقع پر پہنچے۔ اگر بروقت یہ لوگ نہ پہنچتے تو حالات نہ جانے کیا رخ اختیار کر جاتے۔ وہاں پہنچ کر یہ دیکھا کہ انصار اپنی امارت اور خلافت کے لیے تقریریں کر رہے ہیں۔ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ انصار کے فضائل و مناقب بیان فرما رہے ہیں۔ بات جب زیادہ بڑھی تو یہ مطالبہ ہو گیا کہ ایک امیر انصار سے اور ایک قریش سے نامزد کیا جائے۔ انصار کی تقریر کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے لیکن صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے انھیں بٹھا دیا اور خود تقریر کرنے کھڑے ہو گئے، فرمایا:

> "بے شک اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی خلقت کی طرف رسول اور اپنی امت پر گواہ بنا کر بھیجا تا کہ بندے اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں اور اس کی توحید کا اقرار کریں۔ حالاں کہ لوگ کتنے ہی ایسے معبودوں کی جو لکڑی اور پتھر سے بنائے گئے تھے محض اس خیال سے پوجا کرتے تھے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے یہاں ان کی سفارش کریں گے اور ان کو نفع پہنچائیں گے جیسا کہ حق سبحانہ کا ارشاد ہے، یہ لوگ اللہ کے سوا ایسے خداؤں کو پوجتے ہیں جو ان کو نہ تو کوئی نقصان پہنچا سکتے ہیں اور نہ کسی قسم کا نفع اور پھر کہتے ہیں کہ ہم بتوں کو اس لیے پوجتے ہیں

Scanned with CamScanner

تا کہ بارگاہ الٰہی میں قرب بڑھائیں۔

''یہ بات عربوں کو نہایت ناگوار گزری کہ وہ اپنے آباؤ واجداد کا دین چھوڑ دیں اور اس نئے مذہب کو قبول کریں مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کی قوم میں سے مہاجرین اولین کو اپنے رسول ﷺ کی تصدیق کی توفیق بخشی اور آپ ﷺ کی پیروی کے لیے تیار ہو گئے اور جو ایذائیں ان کی قوم نے انھیں دیں اور ان کی تکذیب کی اس پر انھوں نے صبر و تحمل کیا حالاں کہ اس وقت تمام لوگ ان کے مخالف تھے اور شیر کی طرح ان پر حملہ کرتے تھے مگر باوجود اپنی قلت تعداد کے اور لوگوں کی دشمنی کے آپ سے ہرگز جدا نہ ہوئے اس لیے یہی لوگ ان میں سب سے اول ہیں جنھوں نے روئے زمین پر اللہ تعالیٰ کی عبادت کی اور اللہ کے رسول پر ایمان لائے اور یہی لوگ نبی اکرم ﷺ کے اولیاء اور قرابت دار اور کنبے دار ہیں اور آپ ﷺ کے بعد امیر خلافت کا اختیار اپنے ہاتھ میں لینے کے لیے زیادہ حق دار ہیں۔ اس معاملے میں ظالم آدمی ہی ان سے جھگڑا کر سکتا ہے اور اے گروہ انصار! آپ لوگوں کی دین میں جو فضیلت ہے اور اسلام لانے میں جو آپ لوگوں نے سبقت کی ہے اس سے کون انکار کر سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی مرضی سے اپنے دین کا اور اپنے رسول ﷺ کا انصار تمھیں بنایا ہے اور رسول ﷺ کو تمھاری طرف ہجرت کرائی ہے اور رسول اللہ ﷺ کے ازواج اور اصحاب اکثر آپ لوگوں میں سے ہیں اس لیے مہاجرین اولین کے بعد ہمارے نزدیک تمھاری منزلت کا اور کوئی شخص نہیں۔ اس وجہ سے امیر ہم میں سے ہوں اور وزیر تم میں سے تم لوگ اپنے مشورے پر ضد نہ کرو۔ میں ان دونوں میں سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوعبیدہ الجراح رضی اللہ عنہ جس ایک کو تم پسند کو لو منتخب کرتا ہوں۔''

اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فوراً صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی طرف ہاتھ بڑھا دیا اور فرمایا کہ ان سے بڑھ کر بزرگ شخص کوئی نہیں ہے۔ آپ ہی ہمارے سردار ہیں اور ہم لوگوں میں سب سے بہتر اور

Scanned with CamScanner

رسول اللہ ﷺ آپ کو سب سے زیادہ عزیز رکھتے تھے۔

ساری خلقت بیعت کے لیے ٹوٹ پڑی اور یوں ایک بہت بڑا فساد جو امت مسلمہ میں رونما ہونے والا تھا ٹل گیا۔ سیاسی حکمتِ عملی کا تقاضا یہی تھا کہ سب سے پہلے خلافت کا مسئلہ طے کیا جائے اور امورِ سلطنت کی انجام دہی کے لیے کسی کا حکم مانا جائے۔ رسول اللہ ﷺ کے جسم اقدس کو رکھنے کا مسئلہ کھڑا ہو گیا۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنی دینی بصیرت سے یہ مسئلہ بھی حل کر دیا۔ ورنہ منافقین ایک نیا فتنہ لے کر کھڑے ہو گئے تھے۔

خلافت کی ذمہ داری سنبھالنے کے بعد اس مردِ باصفا نے جس تدبر اور دور اندیشی کا ثبوت دیا اس کی مثال دنیا کی تاریخ میں نہیں ملتی۔ فطرت انسانی کا تقاضا ہے کہ جب انسان میں اتنی خوبیاں جمع ہو جائیں اور لوگ اس کی خوبیوں کو بیان کرنے لگیں تو ذہن میں عجیب و غریب قسم کے خیالات آنا شروع ہو جاتے ہیں اور کہیں نہ کہیں اپنی اہمیت کا اندازہ ہونے لگتا ہے جس کا اظہار کسی نہ کسی طرح قول و فعل سے ہو جاتا ہے اور پھر ایسی شخصیت کو اگر سلطنت کی امارت مل جائے تو کیا ہو؟ ایسے وقت میں بڑے سے بڑے متقی اور پرہیز گار کا قدم بھی ڈگمگا سکتا ہے۔ لیکن کیا شخصیت ہے، کیسی تربیت ہے، نفس پر کیسا کنٹرول ہے کہ سب کچھ ہونے کے بعد پہلا ہی خطبہ سیاسی حکمت عملی اور تدبر کا اعلیٰ شاہکار ہے اور دنیا بھر کے حاکموں کے لیے مثال ہے۔ فرماتے ہیں:

> ''اے لوگو خدا کی قسم مجھ کو ہرگز امیر بننے کی خواہش نہ تو کبھی دن میں ہوئی اور نہ کبھی رات کو اور نہ میرا میلان اس کی جانب تھا اور نہ میں نے اللہ تعالیٰ سے علانیہ یا پوشیدہ کبھی امارت کے لیے دعا کی البتہ مجھ کو یہ خوف ہوا کہ کوئی فتنہ نہ اٹھ کھڑا ہو مجھ کو حکومت میں کسی قسم کی خوشی نہیں بلکہ مجھ کو ایک ایسے امر عظیم کی تکلیف دی گئی ہے جس کے برداشت کی طاقت مجھ میں نہیں اور میں اللہ تعالیٰ کی مدد کے بغیر اس پر قابو نہیں حاصل کر سکتا۔ میری خواہش تھی کہ میری جگہ مجھ سے بہتر اور قوی آدمی ہوتا جو اس بارِ گراں کا متحمل ہو سکتا۔ میرے کمزور کندھے ہرگز اس بوجھ کو نہیں برداشت کر سکتے۔ میں تمھارا سردار بنایا گیا ہوں حالاں کہ

Scanned with CamScanner

تم سے بہتر نہیں ہوں۔ پس اگر میں بھلائی کروں تو تم میری مدد کرنا اور اگر میں برائی کروں تو مجھ کو تنبیہ کرنا۔ سچائی امانت ہے اور جھوٹ خیانت ہے اور تم میں جو ضعیف ہے وہ میرے نزدیک قوی ہے یہاں تک کہ میں اس کا حق نہ دلا دوں اور قوی میرے نزدیک ضعیف ہے یہاں تک کہ اس سے حق نہ لے لوں، تم لوگ جہاد ترک نہ کرنا کیوں کہ اس کو کسی نے ترک نہیں کیا مگر وہ کہ اللہ تعالیٰ نے جس کو ذلیل کر دیا ہے اور جس قوم میں بدکاری عام ہو جاتی ہے خدا اس کی مصیبت کو بھی عام کر دیتا ہے۔ میں خدا اور رسول ﷺ کی اطاعت نہ کروں تو میری اطاعت واجب نہیں اچھا اب نماز کے لیے کھڑے ہو جاؤ، خدا تم پر رحم کرے۔"

یہ اس سیاسی حکمت عملی کا مظاہرہ تھا جس سے دشمن بھی دوست بن گئے اور ساری قوم آپ کی امامت اور خلافت پر متفق ہوگئی۔ خلافت کے بارِ گراں کو سنبھالنے کے بعد جو بیرونی اور اندرونی شورش برپا ہوئی اور جس حکمت عملی سے تمام فتنوں اور شورشوں پر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے قابو پایا وہ تاریخ اسلام کا ایک درخشاں باب ہے۔

جن حالات میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے زمامِ حکومت سنبھالی یہ اُنھی کا مقام تھا۔ اللہ تعالیٰ کی مصلحتیں عجیب بھی ہوتی ہیں اور عظیم بھی۔ چونکہ دین اسلام کو سربلندی ملنی تھی اس لیے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جیسے بردبار، متحمل مزاج، تجربہ کار اور محترم شخصیت کو نیابت اور جانشینی کے واسطے منتخب کیا اور ساتھ ہی ساتھ دنیا کو یہ بھی دکھانا مقصود تھا کہ مسلمان کسی بڑی سے بڑی طاقت اور سلطنت سے مرعوب نہیں ہو سکتے۔

حضور اکرم ﷺ کا اس دنیا سے تشریف لے جانا کوئی معمولی سانحہ نہیں تھا۔ مسلمانوں کے دل غم واندوہ سے نڈھال تھے۔ منافقین فساد پر آمادہ تھے۔ اطراف مدینہ میں دشمنوں نے سر اٹھانا شروع کر دیا۔ بہت سے قبیلے جو ایمان میں پختہ نہیں تھے دین سے پھرنے لگے۔ جھوٹے مدعیان نبوت نے لوگوں کو ورغلانا شروع کر دیا۔

Scanned with CamScanner

حضور اکرم ﷺ کی رحلت کے بعد جو حالات پیدا ہوئے ان کی تفصیل کچھ یوں ہے:

1۔ دین اسلام کا محور سرکار دو عالم ﷺ ظاہری دنیا سے منتقل ہو کر آنکھوں سے اوجھل ہو گئے۔

2۔ انصار اور مہاجرین کی اخوت اور محبت وقتی طور پر خلافت اور امارت کے مسئلے میں الجھتی ہوئی نظر آئی۔

3۔ ہاشمی خاندان کے افراد انتہائی صدمہ اور رنج والم کی وجہ سے فکر میں مبتلا ہو گئے اور ایک جگہ جمع ہو کر مستقبل کے بارے میں سوچنے لگے۔

4۔ صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کے حواس بھی گم تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر صحابی کے پائے استقامت میں جذباتِ محبت کی وجہ سے لغزش پیدا ہونے لگی۔

5۔ سلطنت اسلامی کا شیرازہ بکھرنے کا خطرہ پیدا ہو گیا۔

6۔ منافقین نے فتنہ وفساد برپا کرنا شروع کر دیا۔

7۔ مختلف قبائل جو نیا نیا اسلام لائے تھے، مرتد ہونے لگے۔

8۔ جھوٹے مدعیان نبوت کا فتنہ کھڑا ہو گیا۔

9۔ زکوٰۃ دینے والوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا۔

10۔ مدینہ کی حفاظت کے لیے کوئی باضابطہ فوج نہیں تھی۔

حضور اکرم ﷺ نے ایک فوج تیار کر کے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کی سربراہی میں روم کی طرف روانگی کا حکم دے دیا تھا، لیکن حضور ﷺ کے وصال کی وجہ سے وہ رُکی ہوئی تھی۔

11۔ حضور ﷺ کی میراث کا مسئلہ زیر بحث آ گیا۔

12۔ یہود و نصاریٰ کی ریشہ دوانیاں زور وشور سے شروع ہو گئیں۔

ان حالات میں بڑے سے بڑا مدبر اور سیاست دان بھی وقتی طور پر حواس کھو بیٹھتا ہے اور ایسے

Scanned with CamScanner

اقدامات کرنے لگتا ہے جو بجائے درستگی حالات کے خرابی اور بد سے بدتر حالات پیدا کرنے کا موجب بن جاتے ہیں۔

ایسے ہی وقت میں سیاسی حکمت عملی کا امتحان ہوتا ہے۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اپنی دور اندیشی، حکمتِ عملی اور کمال استقامت سے ساری مشکلات پر قابو پانے میں اس طرح کامیاب ہوئے کہ دنیا کے مدبر آج بھی ششدر ہیں۔ آپ کسی بھی قیمت پر اپنے اصولوں اور نظریات سے پیچھے نہیں ہٹے اور سنت نبوی پر عمل پیرا ہونے کے لیے سخت سے سخت حالات کا مقابلہ کرنے کے لیے تیار ہو گئے۔

ملک خطرات میں گھرا ہوا ہے، دشمن گھات میں ہے لیکن جو فوج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اسامہ کی سربراہی میں روانہ کی تھی، اسے روانہ کر رہے ہیں باوجود اس کے کہ جلیل القدر صحابہ رضی اللہ عنہ اس کے خلاف مشورہ دے رہے ہیں۔ خود حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ اس نازک موقع پر مدینہ چھوڑنا نہیں چاہتے تھے، سب یہ خیال کرتے ہیں کہ خود مدینہ کی حفاظت اس وقت انتہائی ضروری ہے۔ ان تمام کے باوجود ارشادِ صدیق رضی اللہ عنہ سنیے ''اسامہ کے لشکر کو تیار ہو جانا چاہیے۔ تاکید کی جاتی ہے کہ جو لوگ اس لشکر میں نامزد ہیں ان میں سے ایک بھی آدمی مدینہ میں نہ رہے اور سب کے سب اپنے پڑاؤ بہ مقامِ جرف جمع ہو جائیں۔'' جب کہ حالت کی سنگینی کا اندازہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ان الفاظ سے لگائیے۔ ''عرب قبائل مرتد ہو گئے یا پورا قبیلہ یا ہر قبیلے میں سے خاص لوگ اور منافق جن کا وجود ابھی باقی تھا ظاہر ہو گئے اور یہودیت اور نصرانیت نے سر ابھارا اور مسلمان اپنے نبی کے وصال فرمانے اور اپنی قلت اور دشمنوں کی کثرت کی وجہ سے بے یار و مددگار رہ گئے۔ جیسے بکریوں کا ریوڑ اندھیرے اور بارش کی رات میں بغیر چرواہے کے رہ جاتا ہے۔''

لیکن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ایک اور ارشاد سنیے ''اگر بھیڑیے بھی مجھ کو اچک لے جائیں میں تب بھی اس لشکر کو ضرور روانہ کروں گا اور جو فیصلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرما چکے ہیں اس کو پورا کروں گا اگر ان بستیوں میں میرے سوا کوئی بھی نہ رہے تب بھی اس لشکر کو روانہ کروں گا۔''

Scanned with CamScanner

حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ کا لشکر گیا اور چالیس روز کے بعد کامیاب اور کامران واپس آیا۔ ہر طرف خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ صحابہ کرام کو صدیق رضی اللہ عنہ کی دور اندیشی تدبر اور سیاسی حکمت عملی پر رشک آیا۔ دشمنان اسلام کے دلوں پر اس لشکر کے بھیجنے سے دھاک بیٹھ گئی۔ کسی کو مدینہ کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھنے کی جرأت نہ ہوئی۔

سیاسی حکمت عملی کا یہ تقاضا نہیں ہے کہ صرف اقتدار اور اپنی حاکمیت کو مضبوط کیا جائے خواہ اس کے لیے نظریات اور اصولوں کی قربانی ہی کیوں نہ دینی پڑے۔ یہ حکمت عملی نہیں ہے بلکہ کمال درجہ کی کمزوری اور بزدلی کا مظاہرہ ہے۔ ایک طرف نظریات اور اصولوں پر ڈٹے رہنا تو دوسری طرف دشمنوں پر اپنی طاقت اور قوت کی دھاک بٹھانا، بڑے سے بڑے خطرات کا دور اندیشی اور تدبر سے بغیر خون خرابے اور تباہی و بربادی کے حل تلاش کر لینا۔ حقانیت کو واضح کرنے کے لیے نڈر اور بے خوف ہو کر اللہ کے بھروسے پر جہاد کرنا ہی کامیاب سیاسی حکمت عملی کہی جا سکتی ہے۔

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی حکمت عملی انھی خصوصیات کی حامل تھی۔ آپ کے زمانے میں جب جھوٹے مدعیان نبوت نے سر اٹھایا تو ان کا ڈٹ کر مقابلہ کیا گیا۔ اگرچہ ان کی سرکوبی میں کافی جانی اور مالی نقصان اٹھانا پڑا۔ مسئلہ کذاب کی سرکوبی میں تو ہزاروں مسلمان جن میں کافی حفاظ قرآن شامل تھے شہید ہو گئے لیکن فتح و نصرت مسلمانوں ہی کو ملی اور اس طرح عقیدہ ختم نبوت کو دوام حاصل ہو گیا۔ قیامت تک جھوٹے نبیوں کو درس عبرت مل گیا۔ امت مسلمہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی سنت پر عمل کرتے ہوئے کسی بھی جھوٹے نبی کو کبھی بھی برداشت نہیں کرے گی۔ اس کارروائی میں یہ مثال قائم کر دی گئی اور مسلمان حکمرانوں کو یہ بتایا گیا کہ دین کے بنیادی عقائد اور معاملات میں کسی قسم کی مصلحت پسندی اور رواداری کی اجازت نہ دی جائے۔ دین کو اس کی صحیح بنیادوں پر قائم کرنا اور اس پر عمل پیرا ہونا ہر مسلمان حاکم کے لیے ضروری ہے۔

مانعین زکوٰۃ کے مسئلے میں بھی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے رورعایت نہیں برتی اور نہ کسی مصلحت کا شکار ہوئے۔ حالانکہ صحابہ کرام جن میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے، تالیف قلوب کی سفارش فرما رہے تھے اور کہہ رہے تھے "جو لوگ توحید و رسالت کا اقرار کرتے ہیں اور صرف زکوٰۃ دینے کے منکر ہیں

Scanned with CamScanner

ان پر کس طرح تلوار اٹھائی جا سکتی ہے۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا "خدا کی قسم جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں بکری کا ایک بچہ زکوٰۃ میں دیتا تھا اگر وہ اس کے دینے سے انکار کرے گا تو میں اس کے خلاف جہاد کروں گا۔ اسی ضمن میں مزید فرمایا کہ اگر آج ان کو زکوٰۃ نہ دینے پر چھوڑ دیا جائے تو کل یہ نماز اور روزہ کا انکار کر دیں گے اور اس طرح دین ایک تماشا بن کر رہ جائے گا۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنی سیاسی حکمت عملی اور تدبر سے نہ صرف یہ کہ مختلف فتنوں کو کچل کر رکھ دیا بلکہ اسلام کے عَلَم کو فتوحات کے معاملے میں بلند رکھا۔ حضرت خالد بن ولید، یزید بن ابی سفیان، عبیدہ بن جراح، شرجیل بن حسنہ، عمرو بن العاص رضی اللہ عنہم اور دیگر سالاروں کی سرکردگی میں مختلف مقامات پر فوجیں بھیجی گئیں۔ بالخصوص عراق اور شام کی مہم سر کی گئی۔ ایران میں فوج کشی کر کے ان کے قلعوں پر قبضہ کیا گیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے انتہائی مشکل حالات کے باوجود بہترین سیاسی حکمت عملی کا مظاہرہ کیا اور اسلام کے بنیادی اصولوں پر کوئی سمجھوتا نہ کیا۔ ان کا پیغام یہ تھا کہ سیاست اسلام کے بنیادی عقائد اور سنہری اصولوں کے تابع ہونی چاہیے۔

Scanned with CamScanner

خلافت کے بعد زندگی

ہجرت کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سخ میں خارجہ بن یزید کے ہاں ٹھہرے اور ان کی صاحبزادی حبیبہ سے شادی کر لی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تک آپ بنو حارث بن خزرج میں رہے۔

ابن عساکر کی روایت ہے کہ انھوں نے ایک جھونپڑا بنا رکھا تھا اور مدینہ منتقل ہونے تک بس یہی ایک جھونپڑا اُن کے پاس رہا۔ بیعت کے بعد چھ ماہ تک سخ ہی میں رہے۔ وہاں سے روزانہ پیدل یا اپنے گھوڑے پر مدینہ آتے۔ رنگ دار چادر اور تہ بند باندھا ہوتا۔ پانچوں نمازیں پڑھاتے۔ نماز عشاء پڑھا کر واپس گھر چلے جاتے۔ اگر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ موجود نہ ہوتے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نماز پڑھاتے۔ جمعہ کے دن پہلے پہر سخ میں رہتے۔ سر اور داڑھی کے بال رنگتے، پھر مدینہ جا کر لوگوں کو جمعہ پڑھاتے۔

آپ تاجر تھے۔ روزانہ بازار جا کر خرید و فرخت کرتے۔ عطاء بن سائب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو ایک صبح کندھے پر کپڑے اٹھائے تجارت کے لیے بازار جا رہے تھے۔ راستے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ مل گئے، پوچھا: ''خلیفۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کہاں جا رہے ہیں؟'' فرمایا: ''بازار۔'' پوچھا: ''وہاں جا کر کیا کریں گے؟ آپ تو مسلمانوں کے معاملات کے ذمہ دار بنائے گئے ہیں؟'' فرمایا: ''تو پھر اپنے اہل و عیال کو کہاں سے کھلاؤں؟'' ان دونوں نے کہا: ''آیئے! آپ کے لیے کچھ وظیفہ مقرر کرتے ہیں۔'' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ان کے ساتھ چل پڑے، تو انھوں نے روزانہ کی نصف بکری مقرر کی۔

Scanned with CamScanner

صحیح بخاری میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو فرمایا: ''لوگوں کو معلوم ہے کہ میرا پیشہ ایسا نہ تھا کہ اپنے بال بچوں کے اخراجات برداشت نہ کر سکتا۔ اب مسلمانوں کے کاموں میں مصروف ہو گیا اس لیے ابوبکر کے گھر والے بیت المال سے کھائیں گے اور مسلمانوں کے لیے کام کریں گے۔''

ایک روایت یہ ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو آپ کو دو چادریں دی جاتیں۔ جب وہ پرانی ہو جاتیں تو بیت المال میں واپس کر دیتے اور نئی لے لیتے۔ سفر کے لیے سواری تھی اور اہل وعیال کا اس طرح کا خرچ جس طرح کا یہ خلافت سے پہلے کرتے تھے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اس پر رضامند ہو گئے۔ (۱)

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا بھیڑوں کا ایک گلہ تھا جسے کبھی آپ خود چرالایا کرتے تھے اور کبھی کوئی اور چراتا تھا۔ قبیلے والوں کی بکریاں آپ دوہ دیا کرتے تھے۔ جب آپ کی بیعت ہو گئی تو ایک عورت نے کہا کہ اب وہ ہماری بکریاں نہیں دوہا کریں گے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے یہ بات سنی تو فرمایا: ''خدا کی قسم! میں ضرور دوہا کروں گا اور مجھے توقع ہے کہ جو ذمہ داری (خلافت) مجھ پر پڑی ہے وہ میری خصلتیں تبدیل نہیں کرے گی۔''

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ حقیقی معنوں میں ایک عظیم انسان تھے۔ وہ اپنی سچی عزیمت اور حیران کن ثابت قدمی کے ذریعے جزیرۂ عرب پر غالب آئے اور اسے اللہ کے دین کے سامنے سرنگوں کیا۔ پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے جھنڈے تلے یہ جزیرۂ عرب روئے زمین کی اس وقت کی دو عظیم ترین سلطنتوں سے ٹکرایا اور دونوں کو مغلوب کیا۔

بیت المال

ابن سعد رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ سخ میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا مشہور بیت المال تھا۔ اس کا کوئی چوکیدار نہ تھا۔ ان سے کہا گیا کہ کسی کو بیت المال کی نگرانی کے لیے مقرر کر دیجیے۔ فرمانے لگے

۱۔ ابن عساکر

Scanned with CamScanner

کہ کوئی خدشہ نہیں۔ لوگوں نے پوچھا، کیوں؟ جواب ملا: اسے قفل لگا ہوتا ہے اور حالت یہ تھی کہ بیت المال میں جو کچھ آتا وہ تقسیم کر دیتے۔ باقی کچھ نہ رکھتے۔ مدینہ آئے تو بیت المال بھی اسی گھر میں لے آئے جس گھر میں خود منتقل ہوئے تھے۔ قبیلہ جہینہ کی کانوں میں سے ایک کان سے بہت سا مال آیا۔ آپ کی خلافت کے زمانے میں بنو سلیم کی کان کھلی تو وہاں سے بھی زکوٰۃ آتی تھی۔ آپ یہ سب کچھ بیت المال میں رکھتے پھر لوگوں میں وہ آزاد ہوں یا غلام، مرد ہوں یا عورت، چھوٹے ہوں یا بڑے سب میں برابر برابر تقسیم فرما دیتے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ پہلے سال غلام اور آزاد کو، مرد اور عورت کو حتیٰ کہ ہر کسی کو دس دس دینار دیے۔ دوسرے سال ہر کسی کو بیس بیس دیے۔ کچھ مسلمانوں نے آ کر کہا: ''خلیفۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم! بعض لوگوں کو دوسروں پر اسلام میں سبقت لے جانے کی سعادت اور دوسری فضیلتیں حاصل ہیں۔ آپ سب میں مال برابر تقسیم کرتے ہیں۔ بہتر ہوگا اگر آپ ان اصحابِ فضیلت کو ترجیح دیں۔''

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''فضیلت کا اجر تو اللہ کے پاس ہے۔ یہ بیت المال تو معاش کا معاملہ ہے۔ اس میں ترجیح سے مساوات بہتر ہے۔''

آپ جہادِ فی سبیل اللہ کے لیے اونٹ، گھوڑے اور اسلحہ خریدتے۔ ایک سال دیہات سے کمبل آئے تو وہ خرید کر موسم سرما کے لیے مدینہ کی بیواؤں میں تقسیم کیے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو گیا تو تدفین سے فارغ ہو کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے امانت داروں کو بلایا اور عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے کر بیت المال میں گئے۔ دیکھا، نہ کوئی درہم تھا نہ دینار۔ ایک بوری پڑی ہوئی تھی۔ وہ جھاڑی تو ایک درہم نکلا۔ اس پر ان سب نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے لیے رحمت کی دعا مانگی۔

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

صدّیقی معاشرے کے اوصاف

یہ بالعموم ایک مسلم معاشرہ تھا، تمام افراد کا اسلام کے کامل معنی کے ساتھ اللہ اور آخرت پر گہرا ایمان تھا۔ اسلامی تعلیمات کو واضح متانت و سنجیدگی کے ساتھ نافذ کیے ہوئے تھا۔ صدیقی معاشرے کے مسلمان نیکیوں کی جانب راغب تھے۔ دین سے رہنمائی حاصل کی جاتی تھی۔ اخلاقیات اور حقوق العباد کے لحاظ سے یہ عہد مثالی تھا۔ اس معاشرے کے افراد حضور اکرم ﷺ کے اسوہ حسنہ کو اپنی آنکھوں سے دیکھ چکے تھے اس لیے وہ سیرت پر عمل پیرا ہوتے تھے۔

یہ ایسا معاشرہ تھا جس میں اُمت کے حقیقی معنی بدرجہ اتم موجود تھے۔ اُمت مجرد انسانوں کا ایک مجموعہ نہیں جنھیں زبان، زمین اور مصالح نے اکٹھا کر دیا ہو۔ یہ تو جاہلیت کے روابط ہیں۔ ان کی اساس پر اگر کوئی اُمت وجود پذیر ہوتی ہے تو وہ جاہلی اُمت ہے۔ ربانی معنی میں اُمت وہ ہے جو عقیدے کی اساس پر وجود پذیر ہو، زبان، رنگ، قومیت اور زمین مصالح رابطے کی اساس قرار نہ پائیں۔ تاریخ کے اندر اُمت اسلامیہ میں عقیدہ کا رابطہ جس قدر اجاگر ہوا کہیں اور نہیں ہوا۔ اُمت اسلامیہ ہی نے ایک طویل عرصے تک امت کے صحیح معنی ثابت کیے۔ یہ اُمت زمین، قومیت، رنگ اور زمینی مصالح پر قائم نہیں ہوتی بلکہ عقیدے کی اساس پر قائم ہوتی ہے، وہ عقیدہ جو عربی، حبشی، رومی اور فارسی کو ایک دوسرے سے جوڑ دیتا ہے اور فاتحین اور مفتوحین کے مابین کامل دینی اُخوت کی اساس پر تعلقات استوار کرتا ہے۔ اگر اس اُمت نے ایک طویل عرصے تک اُمت کے یہ معنی ثابت کر کے دکھائے ہیں تو اسلام کا ابتدائی دور انتہائی بہترین دور ہے، جس میں اسلام کے تمام معانی پائے گے جس میں اُمت کا مفہوم بھی شامل ہے۔ اس کی کوئی مثال تاریخ میں نہیں ملتی۔

Scanned with CamScanner

یہ معاشرہ پاکیزہ تھا، اس میں عریانی اور فحاشی کا وجود نہیں تھا۔ حکومت اور سلطنت اخلاقیات پر قائم تھی۔ اس معاشرے میں عیب جوئی، چغل خوری، قذف اور بہتان ترازی جیسی برائیاں موجود نہیں تھیں۔

یہ ایک سنجیدہ معاشرہ تھا۔ اہم ترین اُمور میں مشغول تھا۔ ردی اور ناکارہ اُمور میں نہیں اُلجھتا تھا۔ لیکن متانت و سنجیدگی کے لیے یہ ضروری نہیں کہ ترش روئی اور سختی اختیار کی جائے بلکہ یہ ایسی روح ہے جو لوگوں کے اندر ہمت بے دار کرتی ہے اور نشاط و عمل اور حرکت پر ابھارتی ہے۔ اسی طرح لوگوں کی دلچسپیاں ظاہری امور کی دلچسپیوں سے بالاتر تھیں۔ اس معاشرے میں ان بے کار اور سست معاشروں کے اوصاف نہیں تھے جو گھروں اور گلی کوچوں میں حیرانی و پریشانی کا شکار رہتے ہیں اور شدید بے کاری کی وجہ سے وقت گزاری کے وسائل تلاش کرتے ہیں۔

یہ معاشرہ ہمہ وقت عمل کے لیے تیار تھا۔ ہر جانب آپ فوجی روح واضح طور سے محسوس کریں گے، صرف میدان قتال میں نہیں۔ اگرچہ قتال فی سبیل اللہ کا اس معاشرے کی زندگی میں بڑا حصہ تھا لیکن تمام شعبوں میں یہ روح کارفرما تھی۔ ہر ایک ہمہ وقت عمل کے لیے تیار رہتا تھا، جب بھی اس سے مطالبہ ہو ڈٹ جائے۔ اس لیے عسکری یا مدنی تربیت دینے اور تیار کرنے کی ضرورت نہ تھی بلکہ وہ خود بخود تیار تھے۔ عقیدے کی جو خوراک ان کو دی گئی تھی اس کا یہ اثر تھا کہ ان کے اندر ہر میدان میں نشاط پیدا ہو چکا تھا۔

یہ ایک عبادت گزار معاشرہ تھا۔ روح عبادت ان کے جملہ تصرفات میں نمایاں تھی۔ صرف رضائے الٰہی کے لیے فرائض و نوافل کی ادائیگی میں نہیں بلکہ تمام اعمال کی ادائیگی میں عمل کو وہ عبادت سمجھتے تھے۔ اور اسے روح عبادت کے ساتھ ادا کرتے تھے۔ حاکم اپنی رعیت پر روح عبادت کے ساتھ حکمرانی کرتا اور معلم روح عبادت کے ساتھ لوگوں کو قرآن پڑھاتا اور دین کی تعلیم دیتا اور تاجر روح عبادت کے ساتھ بیع و شرا (خرید و فروخت) میں اللہ کا خیال رکھتا، شوہر اپنے گھریلو امور کی روح عبادت کے ساتھ ادا کرتا، بیوی گھر کے کام کاج روح عبادت کے ساتھ ادا کرتی۔ رسول اللہ ﷺ کی

Scanned with CamScanner

یہ تعلیم کارفرما تھی:

''تم میں سے ہر ایک ذمے دار ہے اور ہر ایک سے اس کی رعیت کے بارے
میں پوچھا جائے گا۔''

دور صدیقی کے یہ اہم خصائص ہیں جو صحیح معنوں میں خلافت راشدہ کا آغاز تھا۔ ان خصائص نے اسے بلند ترین مسلم معاشرہ قرار دیا۔ اسی وجہ سے یہ دور اسلامی تاریخ میں مثالی قرار پایا۔ یہ اسلام کی تیز رفتار نشر و اشاعت میں ممد و معاون ثابت ہوا۔ فتوحات کی تحریک پوری تاریخ میں تیز ترین ثابت ہوئی اور پچاس سال سے کم مدت میں مغرب میں بحر اقیانوس سے لے کر مشرق میں ہندوستان تک پھیل گئی۔ یہ ایسی ظاہر حقیقت ہے جو ریکارڈ میں لانے اور نمایاں کرنے کی مستحق ہے اور اسی طرح مفتوحہ علاقوں کے لوگوں کا بغیر کسی زور زبردستی کے اسلام میں داخل ہونا اس کی اہم ترین خصوصیت تھی۔ مذکورہ خصائص اس اسلامی معاشرے کا حقیقی سرمایہ تھے۔ جب لوگوں نے اسلام کو اس عجیب صورت میں نافذ العمل پایا تو ان کے اندر اسلام کی محبت پیدا ہوئی اور انھوں نے خود بخود یہ پسند کیا کہ وہ اس دین کو اختیار کر کے مسلمان ہو جائیں۔

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

عدل وانصاف

عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جمعہ والے دن خطبے کے لیے کھڑے ہوئے اور فرمایا:

''کل صبح زکوٰۃ کے اونٹ پیش کرنا، ہم انھیں تقسیم کریں گے۔ کوئی شخص بلا اجازت ہمارے پاس نہ آئے۔'' دوسرے روز ایک شخص آیا اور اونٹوں کے باڑے میں بلا اجازت داخل ہو گیا اس کے ہاتھ میں اونٹ باندھنے کی رسی تھی۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس شخص سے رسی لے کر اسی رسی سے اسے مارا۔ جب اونٹوں کی تقسیم سے فارغ ہوئے تو اس شخص کو وہی رسی دی اور کہا کہ ''اپنا بدلہ لے لو۔'' اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ کی قسم یہ ہرگز بدلہ نہیں لے گا نہ آپ یہ طریقہ نکالیں کہ کوئی خلیفہ سے بدلہ لیتا پھرے۔ یہ سن کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''قیامت کے دن اللہ کے دربار میں میرا سہارا کون ہوگا؟'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مشورہ دیا کہ چونکہ غلطی اسی شخص کی تھی لہٰذا آپ اسے کچھ دے دلا کر راضی کر لیں اس پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے غلام سے کہا کہ ایک اونٹنی اس کا کجاوہ، ایک کمبل اور پانچ دینار لاؤ۔ آپ نے یہ چیزیں اس شخص کو دے کر راضی کر لیا۔ (1)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں اسلام کا نظام عدل و انصاف پوری شان سے نافذ ہوا۔ آپ ہر دباؤ اور طاقت کو قدموں تلے روند کر آگے بڑھتے رہے اور عدل و انصاف سے ملت اسلامیہ کا سر فخر سے بلند کرتے رہے۔ اسی عمل سے ان کی خلافت مضبوط ہوئی۔ حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا

1۔ فقہ التمکین فی القرآن

Scanned with CamScanner

اور عباس رضی اللہ عنہ، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور مطالبہ کیا کہ خیبر اور فدک میں ہمارا حصہ دیا جائے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

''ہماری انبیاء کی وراثت تقسیم نہیں ہوتی جو کچھ ہم چھوڑیں وہ صدقہ ہوتا ہے۔''(2)

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان سن کر اتفاق کر لیا۔ امام مالک نافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص کو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر کیا گیا جس نے لونڈی سے زنا کیا اور وہ حاملہ ہو گئی اس شخص نے زنا کا اعتراف کر لیا وہ شخص شادی شدہ نہ تھا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے حکم سے اسے سو کوڑے لگائے گئے اور اسے فدک کی طرف جلاوطن کر دیا۔(3)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی انصاری بیوی کو طلاق دے دی۔ اس سے ایک بچہ تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس بچے کو ماں سے لینا چاہا۔ یہ معاملہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس پیش ہوا آپ نے ماں کے حق میں فیصلہ دے دیا اور فرمایا ماں کی مہک، اس کی گود اس کا بستر بچے کے لیے تم سے بہتر ہے یہاں تک کہ وہ جوان ہو جائے اور پھر جس کو چاہے اختیار کر لے۔(4)

دین اسلام میں لوگوں کے درمیان عدل قائم کرنا مقدس ترین اور اہم ترین واجبات میں سے ہے۔ امام رازی فرماتے ہیں کہ اس پر اجماع ہے کہ حاکم پر واجب ہے کہ وہ عدل کے ساتھ حکومت کرے۔(5) قرآن پاک میں ارشاد ربانی ہے:

> ''اے ایمان والو! تم اللہ کی خاطر حق پر قائم ہو جاؤ۔ راستی اور انصاف کے ساتھ گواہی دینے والے بن جاؤ کسی قوم کی عدوات تمہیں خلاف عدل پر آمادہ نہ کرے عدل کیا کرو جو پرہیز گاری کے زیادہ قریب ہے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو یقین مانو کہ اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے باخبر ہے۔ (المائدہ:8)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پہلے سال آزاد، غلام، عورت، لونڈی سب کو دس دس دینار دیے اور دوسرے سال سب کو بیس بیس دینار دیے کچھ مسلمان

2۔ بخاری 3۔ الموطا: الحدود 4۔ علی محمد صلابی: ابو بکر صدیقؓ 5۔ تفسیر الرازی

Scanned with CamScanner

آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا:

''اے رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ آپ نے مال سب میں برابر تقسیم کیا ہے حالانکہ لوگوں میں ایسے بھی ہیں جن کو فضیلت اور اسلام میں سبقت حاصل ہے کاش آپ سبقت اور فضیلت رکھنے والوں کو زیادہ دیتے۔'' حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا، آپ نے جس فضیلت اور سبقت اسلام کا ذکر کیا ہے تو اس کا اجر وثواب اللہ تعالیٰ عطا کرنے والا ہے اور یہ وظیفہ ہے، اس میں مساوات و برابری ترجیح سے بہتر ہے۔ (6)

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا نظریہ انکار ذات اور اللہ کے لیے مطلق اخلاص پر قائم تھا جس کی وجہ سے آپ کمزوروں کی کمزوری اور معاشرے کی ضرورت کا بھرپور احساس رکھتے تھے اور اپنے عدل کے ذریعے آپ نے اپنی خواہش نفس پر برتری حاصل کر لی تھی۔

6۔ الطنطاوی: ابوبکر صدیقؓ

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

ابوبکر رضی اللہ عنہ کی رحلت وعمر رضی اللہ عنہ کا انتخاب

جمادی الاخر 13 ہجری میں ابوبکر رضی اللہ عنہ بیمار پڑے اور آپ کی بیماری بڑھتی رہی۔[1] جب بیماری بہت زیادہ بڑھ گئی اور آپ کو اپنے سلسلے میں اندازہ ہو گیا تو لوگوں کو جمع کیا اور فرمایا: ''میری حالت تم لوگ دیکھ رہے ہو اور میرا خیال ہے کہ میں اس بیماری میں بچوں گا نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں کے ہاتھ میری بیعت سے کھول دیے ہیں اور تمھارا معاملہ تمھارے حوالے کر دیا، تو تم لوگ جس کو چاہو اپنا امیر بنا لو۔ اگر تم نے میری زندگی میں امیر منتخب کر لیا تو یقین ہے کہ میرے بعد اختلاف نہ کرو گے۔''[2]

مشاورت

مہاجرین وانصار میں سے کبار صحابہ کرام سے مشورہ کیا، ہر ایک اس ذمہ داری کو اُٹھانے سے فرار اختیار کرتا اور جس کے اندر اہلیت سمجھتا اس کی طرف اشارہ کرتا۔ آخر کار سب نے یہ معاملہ آپ پر چھوڑ دیا اور عرض کیا: ہماری وہی رائے ہے جو آپ کی رائے ہے۔ فرمایا: مجھے موقع دو، دیکھو اللہ، اس کے دین اور اس کے بندوں کے لیے کون مناسب ہے پھر آپ نے عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو بلایا اور فرمایا:

مجھے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے بارے میں بتلاؤ؟

عرض کیا: آپ کو ہم سے زیادہ خبر ہے۔

فرمایا: اس کے باوجود اے ابوعبداللہ!

1۔ البدایہ والنہایہ

2۔ تاریخ اسلامی

Scanned with CamScanner

عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: جس چیز کے متعلق آپ مجھ سے دریافت کرتے ہیں اسے آپ مجھ سے زیادہ جانتے ہیں۔

پھر آپ نے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو بلایا اور فرمایا:

مجھے عمر بن خطاب کے بارے میں بتلاؤ؟

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: واللہ میرے علم کے مطابق ان کا باطن ان کے ظاہر سے بہتر ہے اور ہم میں کوئی بھی ان کے ہم پلہ نہیں۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تم پر رحم کرے، کاش یہ خوبیاں بیان کرنا چھوڑ دیتے۔

پھر آپ نے اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ کو بلایا اور ان کے سامنے بھی یہی بات رکھی۔

اسید نے عرض کیا: میں انھیں آپ کے بعد سب سے بہتر جانتا ہوں، اللہ کی رضا مندی کی چیزوں سے خوش ہوتے ہیں اور اس کی ناراضی کی چیزوں پر ناراض ہوتے ہیں۔ ان کا باطن ان کے ظاہر سے بہتر ہے۔ ان سے بڑھ کر خلافت کی طاقت کوئی نہیں رکھتا۔

اسی طرح حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے سعید بن زید رضی اللہ عنہ اور دیگر مختلف انصار و مہاجرین سے مشورہ کیا۔ سب نے تقریباً عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں ایک ہی رائے دی۔ صرف طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ نے عمر رضی اللہ عنہ کی سختی سے خوف کا اظہار کیا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ سے عرض کیا: عمر رضی اللہ عنہ کے استخلاف سے متعلق اللہ جب آپ سے پوچھے گا تو آپ کیا جواب دیں گے جب کہ آپ کو ان کی سختی معلوم ہے؟

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا مجھے اللہ کا خوف دلاتے ہو؟ وہ ناکام و نامراد ہوا جو ظلم لے کر جائے۔ میں اللہ سے عرض کروں گا: میں نے تیرے بندوں میں سب سے بہتر کو خلیفہ مقرر کیا ہے۔ (3)

جن لوگوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی سختی کی طرف آپ کی توجہ مبذول کرائی، ان سے فرمایا: ان کی سختی اس وجہ سے ہے کہ وہ مجھے نرم دیکھ رہے ہیں جب خلافت کی ذمہ داری ان کے سر پر پڑے گی تو ان کی بہت سی سختیاں ختم ہو جائیں گے۔ (4)

3۔ ابن اثیر 4۔ ابن اثیر

Scanned with CamScanner

پھر آپ نے عہد نامہ تحریر فرمایا جو مدینہ منورہ میں اور امراء و والیان کے ذریعے سے دوسرے شہروں میں لوگوں کو پڑھ کر سنایا جائے۔ وہ فرمان نامہ یہ تھا:

عہد نامہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ ابوبکر بن ابی قحافہ کا عہد نامہ ہے، جو انھوں نے دنیا سے رُخصت ہوتے ہوئے اور آخرت میں داخل ہوتے ہوئے جاری کیا ہے جب کہ کافر ایمان لے آتا ہے، فاجر یقین کر لیتا ہے اور جھوٹا بھی سچ بولنے لگتا ہے۔ میں نے اپنے بعد تمھارے اوپر عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو خلیفہ مقرر کیا ہے۔ ان کی سنو اور اطاعت کرو۔ میں نے اللہ، رسول، دین اور اپنے اور تمھارے بارے میں خیر اختیار کرنے میں کوئی کوتاہی نہیں کی ہے، اگر وہ عدل پر قائم رہیں تو میرا یہی ان سے گمان اور ان کے بارے میں یہی علم ہے اور اگر بدل جائیں تو ہر شخص جو کرے گا اس کا ذمہ دار ہے۔ میں نے خیر ہی چاہی ہے لیکن مجھے غیب کا علم نہیں۔

''جنھوں نے ظلم کیا ہے وہ بھی عنقریب جان لیں گے کہ کس کروٹ اُلٹتے ہیں۔'' (الشعراء:227)

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اُمت کے لیے اپنی آخری خیر خواہی عمر رضی اللہ عنہ کی شکل میں پیش کی۔ آپ نے دیکھا کہ دنیا تیزی سے آ رہی ہے اور ان کی قوم کے لوگ پہلے سے فقر و فاقہ کی زندگی بسر کر رہے تھے اور جب یہ دنیا کی طرف جھکیں گے تو دنیا کی شہوتیں انھیں اپنی طرف کھینچ لیں گی پھر دنیا انھیں پھیر لے جائے گی اور ان پر غالب آ جائے گی اور اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں ڈراتے ہوئے فرمایا:

''اللہ کی قسم میں تمھارے اوپر محتاجی سے نہیں ڈرتا بلکہ مجھے تمھارے اوپر دنیا کا ڈر ہے کہ دنیا تم پر اسی طرح پھیلا دی جائے جیسا کہ گزشتہ اُمتوں پر پھیلا دی گئی۔ پس تم دنیا سمیٹنے میں سبقت کرنے لگو، جیسا کہ گزشتہ قوموں نے اس سلسلے میں مسابقت کی، تو جس طرح دنیا نے انھیں ہلاک و برباد کیا

Scanned with CamScanner

تمھیں بھی ہلاک و برباد کردے گی۔"[5]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شخصیت تو وہ ہے جن کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا:

"اے ابن خطاب! اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، شیطان جس راستے میں تمھیں چلتا ہوا دیکھتا ہے اس کو چھوڑ کر دوسرا راستہ اختیار کر لیتا ہے۔"[6]

امت جن بڑے مصائب و آلام سے دوچار ہوئی اس کا آغاز عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت سے ہوا، یہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی فراست تھی کہ انھوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ولی عہد مقرر کیا۔ چنانچہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: لوگوں میں سب سے زیادہ صاحبِ فراست تین اشخاص تھے: وہ خاتون جس نے اپنے والد سے موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کہا تھا: اے ابا جان! آپ انہیں مزدوری پر رکھ لیجیے کیونکہ آپ جنھیں اجرت پر رکھیں ان میں سب سے بہتر ہے وہ جو قوی اور امانت دار ہو۔ یوسف علیہ السلام کا مالک جس نے اپنی بیوی سے کہا: اسے بہت عزت و احترام کے ساتھ رکھو، بہت ممکن ہے کہ یہ ہمیں فائدہ پہنچائے یا اسے ہم اپنا بیٹا ہی بنالیں اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ جب انھوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ مقرر فرمایا۔[7]

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عمر رضی اللہ عنہ کو اپنے منصوبے سے آگاہ کیا۔ انہوں نے قبول کرنے سے انکار کیا، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے انھیں تلوار کی دھمکی سنائی، تو پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے قبول کرنے کے علاوہ کوئی چارہ نہ رہا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بحالت ہوش و حواس اپنی زبان سے لوگوں تک یہ بات پہنچانی چاہی تاکہ آپ کے بعد کسی طرح کا شک نہ پیدا ہونے پائے۔ آپ لوگوں کے سامنے آئے اور فرمایا: کیا آپ لوگ اس کو پسند کریں گے جس کو میں نے خلیفہ بنایا ہے؟ اللہ کی قسم میں غور و فکر میں کوئی کمی نہیں کی ہے اور نہ میں نے اپنے کسی قرابت دار کو خلیفہ بنایا ہے۔ میں نے تمھارے اوپر حضرت عمر بن خطاب کو خلیفہ بنایا ہے، ان کی سنو اور اطاعت کرو۔ سب نے یک زبان ہو کر کہا: ہم نے سن لیا اور ہم مطیع ہو گئے۔[8]

5۔ بخاری 6۔ بخاری 7۔ مجمع الزوائد 8۔ طبری

Scanned with CamScanner

آپ دعا کے ساتھ اللہ کی طرف متوجہ ہوئے، آپ اللہ سے سرگوشیاں کرنے لگے اور اپنی آرزوؤں کو ظاہر کرنے لگے۔ دعا کرتے ہوئے کہہ رہے تھے: اے اللہ! میں نے عمر کو تیرے نبی کے حکم کے بغیر خلیفہ بنایا ہے، اس سے میرا مقصود اُمت کی بھلائی ہے۔ مجھے ان پر فتنے کا خوف ہوا، میں نے بساط بھر غور وفکر کیا اور ان پر ان میں سب سے بہتر اور ان کی ہدایت پر سب سے زیادہ موزوں شخص کو خلیفہ بنایا ہے۔ (9)

آپ نے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو مکلّف کیا کہ وہ لوگوں کو فرمان نامہ پڑھ کر سنائیں اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات سے قبل لوگوں سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کی بیعت لیں اور مزید توثیق کی خاطر فرمان نامے پر مہر ثبت کی تاکہ کسی طرح کے اختلافات رونما نہ ہونے پائیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے خطاب کر کے کہا: کیا اس فرمان نامے میں جو ہے اس کے مطابق آپ لوگ بیعت کریں گے؟ سب نے کہا: ہاں، اور سب لوگوں نے اس کا اقرار کیا اور اس سے راضی ہوئے۔ (10)

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات سے قبل ہی عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کی بیعت لی گئی۔ جب فرمان نامہ پڑھ کر لوگوں کو سنایا گیا سب نے اس سے اپنی رضامندی کا اظہار کیا، اس کے بعد لوگ آگے بڑھے اور بیعت کی۔ بیعت آپ کی وفات کے بعد نہیں بلکہ آپ کی زندگی ہی میں عمل میں آئی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بحیثیت خلیفہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات کے فوراً بعد اپنی ذمے داری ادا کرنی شروع کر دی۔ صحابہ کرام ہی حقیقت میں اس اُمت کے ممبر آف پارلیمنٹ تھے لہٰذا عمر رضی اللہ عنہ کا استخلاف شورائیت کے انتہائی صحیح ترین اور عادلانہ اسلوب کے مطابق عمل میں آیا تھا۔ (11)

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے خلیفہ کے انتخاب کے سلسلے میں جو اقدامات کیے وہ شورائیت سے کسی صورت میں متجاوز نہیں تھے اگرچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے انتخاب میں جو کارروائیاں عمل میں آئیں وہ ویسی نہ تھیں جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے انتخاب میں عمل میں لائی گئیں۔ اس طرح شورائیت اور

9۔ طبقات ابن سعد 10۔ طبقات ابن سعد 11۔ الطنطاوی

Scanned with CamScanner

اتفاق رائے سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلافت کے لیے منتخب کیے گئے۔ اس کے بعد آپ کی خلافت کے سلسلے میں تاریخ میں کوئی اختلاف رونما نہیں ہوا اور نہ آپ کی خلافت کے دوران میں کوئی آپ کا مدمقابل بن کر اٹھا، آپ کی خلافت کے دوران میں آپ کی خلافت واطاعت پر سب کا اجماع تھا اور سب متفق تھے۔

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وصیت

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ساتھ خلوت میں تشریف لے گئے اور ان کو اپنی ذمہ داری سے سبکدوش ہوتے ہوئے مختلف وصیتیں فرمائیں۔ اُمت کے لیے پوری کوشش ومحنت کے بعد آپ نے یہ چاہا کہ جب رب العالمین سے ملیں تو ہر ذمہ داری سے بری ہوں۔ چنانچہ وصیت کرتے ہوئے آپ نے فرمایا: اے عمر! اللہ سے ڈرو اور یاد رکھو، اللہ تعالیٰ نے دن میں کچھ اعمال مقرر کیے ہیں جنھیں رات میں قبول نہیں کرتا اور رات میں کچھ اعمال مقرر کیے ہیں جنھیں دن میں قبول نہیں کرتا۔ جب تک فرض ادا نہ کیا جائے نفل قبول نہیں کرتا۔ حقیقت میں میزان اس کا بھاری ہے جس کا میزانِ عمل قیامت کے دن دنیا میں اتباع حق کی وجہ سے بھاری ہو اور حق ہے کہ وہ میزان بھاری ہوگا جس میں قیامت کے دن حق رکھا جائے اور اس کا میزان ہلکا ہے جس کا میزان قیامت کے دن باطل کی اتباع کی وجہ سے ہلکا پڑ جائے اور اللہ تعالیٰ نے اہل جنت کا ذکر فرمایا تو انھیں ان کے اچھے اعمال کے ساتھ ذکر کیا اور برے اعمال سے تجاوز کیا۔ جب میں نے ان کو یاد کیا تو میں نے کہا: مجھے خوف ہے کہ میں ان لوگوں کا ساتھ نہ پاسکوں اور اللہ تعالیٰ نے اہل جہنم کا ذکر فرمایا اور ان کے برے اعمال کو بیان کیا اور اچھے اعمال کو لوٹا دیا۔ جب میں نے ان کو یاد کیا تو کہا: مجھے اُمید ہے کہ میں ان لوگوں میں سے نہ ہوں تا کہ بندہ رغبت و رہبت کے ساتھ زندگی گزارے، نہ تو اللہ سے غلط اُمیدیں باندھے اور نہ اللہ کی رحمت سے نا اُمید ہو۔ اگر تم میری وصیت کو یاد رکھو تو تیرے نزدیک سب سے زیادہ مبغوض موت نہ ہو، اور تم موت کو عاجز کرنے والے نہیں ہو۔ (12)

12۔ صفۃ الصفوۃ

Scanned with CamScanner

موت کا وقت قریب آ گیا

اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی موت کا آغاز یوں ہوا کہ آپ نے غسل فرمایا، یہ انتہائی سرد دن تھا۔ آپ پر بخار طاری ہو گیا اور پندرہ دن تک بخار میں مبتلا رہے، نماز کے لیے نہیں نکل سکتے تھے۔ آپ کے حکم سے عمر رضی اللہ عنہ لوگوں کو نماز پڑھاتے، صحابہ برابر آپ کی عیادت کے لیے آتے رہتے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ برابر آپ کے ساتھ لگے رہتے۔ جب آپ کی بیماری بڑھ گئی، لوگوں نے عرض کیا: کیا آپ کے لیے طبیب کو نہ بلائیں۔ آپ نے فرمایا: طبیب نے مجھے دیکھا ہے اور اس نے کہا ہے کہ یقیناً میں جو چاہتا ہوں کر گزرتا ہوں۔ (13)

اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: دیکھو، جب سے میں خلافت میں داخل ہوا ہوں میرے مال میں کتنا اضافہ ہوا ہے۔ اس کو میرے بعد خلیفہ کے حوالے کر دو۔ جب ہم نے حساب کیا تو ایک نوبی غلام تھا جو آپ کے بچوں کو اُٹھایا کرتا تھا اور دوسرا ایک اونٹ تھا جو آپ کے باغ کو سیراب کرتا تھا۔ ہم نے ان دونوں کو عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دیا، یہ دیکھ کر عمر رضی اللہ عنہ رو پڑے اور کہنے لگے: اللہ ابوبکر پر رحم فرمائے، انھوں نے اپنے بعد والوں کو بری طرح تھکا دیا۔ (14)

اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ مرض الموت میں مبتلا ہوئے، میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی، موت کے عوارض آپ کو لاحق ہو رہے تھے، آپ کا سانس آپ کے سینے میں تھا، اس موقع کی مناسبت سے میں نے یہ شعر پڑھا:

''تمھارے دین کی قسم! مال و دولت نوجوان کو مفید نہیں ہو سکتی جبکہ روح اٹک جائے اور سینہ تنگ ہو جائے۔''

آپ نے میری طرف غصے کی حالت میں دیکھا اور فرمایا: اُم المومنین! یوں نہیں بلکہ اللہ کا فرمان سچ ہے:

13۔ البدایہ والنہایہ 14۔ صفۃ الصفوۃ

Scanned with CamScanner

''اور موت کی بے ہوشی حق لے کر آ پہنچی، یہی ہے جس سے تو بدکتا پھرتا تھا۔'' (ق:19)

پھر فرمایا: اے عائشہ رضی اللہ عنہا! تو میرے گھر والوں میں سب سے زیادہ مجھے محبوب ہے، میں نے تجھے ایک باغ ہدیہ میں دیا تھا لیکن اس سلسلے میں اپنے جی میں کھٹک محسوس کر رہا ہوں، لہٰذا تم اسے میراث میں لوٹا دو۔ پھر اُم المومنین نے اسے لوٹا دیا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب سے میں نے خلافت سنبھالی ہے ایک درہم و دینار بھی مسلمانوں کا نہیں کھایا ہے لیکن ہم نے ان کے بھوسی دار غلے کھائے ہیں اور موٹے کپڑے پہنے ہیں اور مسلمانوں کے لیے مال فے میں سے میرے پاس قلیل یا کثیر کچھ بھی نہیں ہے سوائے اس حبشی غلام اور سینچائی کے اونٹ کے۔ ان کو الگ کر دو اور جب میری وفات ہو جائے تو اسے عمر کے پاس بھیج دینا اور میرا دامن ان سے بری کر دینا۔

جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس پیغام بر پہنچا تو آپ رو پڑے اور آپ کے آنسو زمین پر بہنے لگے، آپ فرماتے جاتے: اللہ ابوبکر پر رحم فرمائے! اپنے بعد۔ کے لوگوں کو تھکا دیا۔ اللہ ابوبکر پر رحم فرمائے! اپنے بعد کے لوگوں کو تھکا دیا۔ اللہ ابوبکر پر رحم فرمائے! اپنے بعد کے لوگوں کو تھکا دیا۔(15)

ایک روایت میں ہے: حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات کا جب وقت آیا تو فرمایا کہ عمر نے مجھے نہیں چھوڑا یہاں تک کہ میں نے بیت المال سے چھ ہزار درہم لیے اور میرا فلاں باغ جو فلاں جگہ ہے اس کے عوض ہے۔ جب آپ کی وفات ہوگئی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اس کا ذکر کیا گیا۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا: اللہ ابوبکر پر رحم فرمائے، آپ نے یہ چاہا کہ آپ کے بعد کوئی آپ پر انگلی نہ اٹھا سکے۔(16)

آپ نے مسلمانوں کے مسائل میں مشغولیت اور خلافت کی ذمہ داریوں کے پیش نظر تجارت اور ذرائع آمدنی کو ترک کر دیا۔ مجبوراً بیت المال سے نفقہ لیا، جو بھوک مٹانے اور ستر پوشی کی ضرورت سے زیادہ نہ تھا اور آپ مسلمانوں کے لیے وہ عظیم خدمات پیش کر رہے تھے جن کی ادائیگی کے لیے خزانے ناکافی ہوتے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود جب آپ کی وفات کا وقت آیا اور آپ کے پاس یہ

15۔ طبقات ابن سعد 16۔ ابن الجوزی

Scanned with CamScanner

حقیر زائد مال تھا، اس کو بیت المال میں لوٹانے کا حکم دیا تا کہ اپنے رب سے امن واطمینان کے ساتھ ملیں، دل اور نفس پاک ہو، تقویٰ کے سوا کوئی بوجھ نہ رہے، دونوں ہاتھ ایمان کے سوا ہر چیز سے خالی ہوں، اس میں عقل مندوں کے لیے درس وعبرت کا سامان ہے۔ (17)

آپ مسلسل پندرہ دن تک بیمار رہے۔ جب آپ کی زندگی کا آخری دوشنبہ آیا، اُم المومنین فرماتی ہیں: آپ نے مجھ سے پوچھا: رسول اللہ ﷺ کی وفات کس دن ہوئی تھی؟ میں نے عرض کیا: دوشنبہ کے دن۔ فرمایا: میری بھی یہی آرزو اللہ تعالیٰ سے ہے۔ پھر پوچھا: کتنے کپڑوں میں آپ ﷺ کو کفن دیا گیا تھا؟ اُم المومنین نے عرض کیا: تین یمنی سوتی چادروں میں، نہ تو اس میں قمیص تھی اور نہ عمامہ۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم میرے اس کپڑے کو دیکھو اس میں زعفران یا مشک لگا ہوا ہے اس کو دھو دو، اور اس کے ساتھ دو کپڑے اور شامل کر لو۔ (18)

آپ سے عرض کیا گیا: اللہ تعالیٰ نے اس سے بہتر عطا کیا ہے، ہم آپ کو نئے کپڑے میں کفن دیں گے۔ فرمایا: میت کی بہ نسبت زندہ شخص نئے کپڑوں کا زیادہ مستحق ہے تا کہ اپنی ستر پوشی کرے۔

آپ نے وصیت فرمائی کہ آپ کو آپ کی بیوی اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا غسل دیں اور رسول اللہ ﷺ کے پہلو میں دفن کیا جائے۔ اس دنیا سے رخصت ہوتے ہوئے آپ کے آخری کلمات یہ تھے:

"تو مجھے اسلام کی حالت میں فوت کر اور نیکوں میں کر دے۔" (یوسف:101)

اللہ تعالیٰ نے آپ کی آرزو پوری کی۔ 22 جمادی الاخر 13 ہجری دوشنبہ کا دن گزار کر سہ شنبہ کی رات انتقال فرمایا۔ آپ کی وفات سے پورے مدینہ پر لرزہ طاری ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد اس غم گین شام سے بڑھ کر کسی دن مدینہ میں زیادہ رونے والے نہ پائے گئے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا تعزیتی خطبہ

وفات کی خبر سنتے ہی حضرت علی رضی اللہ عنہ روتے ہوئے، اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن پڑھتے ہوئے

17۔ مشاہیر اسلام 18۔ اصحاب رسول

Scanned with CamScanner

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر آئے اور فرمایا:

''حضرت ابوبکر! اللہ آپ پر رحم فرمائے! آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب، مونس، معتمد علیہ، راز دار مشیر تھے۔ لوگوں میں سب سے پہلے اسلام لانے والے، سب سے بڑھ کر مخلص اور سب سے زیادہ اللہ پر یقین رکھنے والے، سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والے، سب سے بڑے دین دار، سب سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کرنے والے، اسلام پر سب سے زیادہ مہربان، سب سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کرنے والے، سب سے بہترین صحبت والے، سب سے زیادہ مناقب والے، سب سے افضل، سب سے بلند مقام کے مالک، سب سے زیادہ مقرب اور اخلاق و عادات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سب سے زیادہ مشابہت رکھنے والے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک سب سے زیادہ اشرف، ارفع اور مکرم تھے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام کی طرف سے بہترین بدلہ عطا فرمائے۔ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس وقت تصدیق فرمائی جب لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کی۔ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک آنکھ و کان کی طرح تھے۔ اللہ نے آپ کو قرآن میں صدیق قرار دیا:

''جو سچے دین کو لایا اور جس نے اس کی تصدیق کی یہی لوگ پارسا ہیں۔''

(الزمر:33)

آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مواخات کی جبکہ لوگوں نے بخیلی کا ثبوت دیا۔ ناپسندیدہ حالات میں آپ ان کے ساتھ رہے، جبکہ لوگ بیٹھ گئے۔ سخت حالات میں اچھی صحبت کا ثبوت دیا۔ دو میں دوسرے، یار غار رہے، آپ پر سکینت کا نزول ہوا، ہجرت میں آپ کے رفیق سفر رہے، اللہ کے دین اور اُمت میں آپ کے خلیفہ بنے، جب لوگوں نے ارتداد اختیار کیا، آپ نے خلافت کا حق ادا کیا۔ آپ نے تو وہ کارنامہ انجام دیا جو کسی نبی کے خلیفہ نے نہیں کیا۔ آپ اس وقت اُٹھے جب دوسرے لوگ کمزور پڑ گئے، نکلے جب لوگ بیٹھ گئے، قوی بن کر اُبھرے جب لوگ کمزور ہو گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ کار کو اختیار کیا جب لوگ دنیادار ہو گئے۔ آپ بالکل ویسے ہی تھے جیسا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا جس میں کمزور، اللہ کے دین میں قوی، اپنی ذات میں متواضع، اللہ کے

Scanned with CamScanner

نزدیک عظیم، لوگوں کی نگاہوں میں عظمت کے حامل، ان کے نزدیک بڑے، کسی کو آپ کے بارے میں کلام نہیں، کوئی آپ پر طعن و تشنیع کرنے والا نہیں، مخلوق کے لیے آپ کے پاس کوئی نازک پہلو نہیں تھا۔ کمزور و ذلیل شخص آپ کے نزدیک قوی تھا جب تک کہ اس کا حق نہ دلا دیں، قریب و بعید سب اس میں برابر تھے۔ آپ کے نزدیک سب سے قریب وہ تھا جو اللہ کا سب سے زیادہ اطاعت شعار اور متقی ہو۔ حق، صداقت اور نرمی آپ کی شان تھی۔ آپ کی بات فیصلہ کن اور حتمی ہوا کرتی تھی۔ آپ کا حکم بردباری اور دور اندیشی پر مبنی ہوا کرتا تھا۔ آپ کی رائے علم و عزم کا پرتو ہوتی تھی۔ آپ کے ذریعے سے دین قائم ہوا، ایمان قوی ہوا، اللہ کا حکم غالب آیا۔ واللہ آپ نے بڑی سبقت کی، اپنے بعد میں آنے والوں کو سخت تھکا دیا اور خیر کے ساتھ فوزِ مبین حاصل کی۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْن۔

اللہ کی قضا و قدر پر ہم راضی ہیں، اس کے حکم کو تسلیم کرتے ہیں۔ واللہ! مسلمانوں کو رسول اللہ ﷺ کے بعد آپ کی موت جیسی مصیبت نہیں آئی۔ آپ دین کے لیے عزت و امان اور پناہ گاہ تھے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے نبی محمد ﷺ سے ملا دے اور ہمیں آپ کے اجر سے محروم نہ کرے اور آپ کے بعد ہمیں گم راہی سے محفوظ رکھے۔

لوگ خاموشی کے ساتھ آپ کی یہ باتیں سنتے رہے پھر جب آپ نے اپنی بات مکمل کر لی تو لوگ رو پڑے اور رونے کی آواز بلند ہوئی اور سب نے کہا: آپ نے جو کچھ کہا سچ کہا۔ (19)

ایک روایت میں ہے کہ جس وقت علی رضی اللہ عنہ، ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے انہیں چادر اُڑھا دی گئی تھی، فرمایا:

> ''میرے نزدیک اس چادر سے ڈھکے ہوئے شخص سے بڑھ کر کوئی نہیں جس کے نامہ اعمال کے ساتھ مجھے اللہ سے ملاقات کرنی زیادہ محبوب ہو۔'' (20)

وفات کے وقت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی عمر تریسٹھ (63) سال تھی۔ اس پر تمام راوی متفق ہیں آپ اور رسول اللہ ﷺ کی عمر برابر تھی۔ آپ کو آپ کی بیوی اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے غسل دیا، جس کی آپ نے وصیت فرمائی تھی۔ (21) آپ کو رسول اللہ ﷺ کے پہلو میں دفن کیا گیا۔ آپ کا سر

19۔ ابن الجوزی 20۔ تاریخ اسلام ذہبی 21۔ طبقات ابن سعد

Scanned with CamScanner

رسول اللہ ﷺ کے کندھوں کے برابر رکھا گیا اور آپ کی نماز جنازہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے پڑھائی اور آپ کی قبر میں حضرت عمر، عثمان، طلحہ اور آپ کے بیٹے عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہم اترے اور آپ کی لحد کو رسول اللہ ﷺ کی قبر سے چپکا کے رکھا گیا۔

اللہ کے دین کی نشر واشاعت کی خاطر عظیم جہاد کرتے ہوئے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اس دنیا سے رخصت ہوئے۔ انسانی تمدن وتہذیب اس بطل جلیل کی مقروض رہے گی جس نے وفات نبوی کے بعد دعوت نبوت کا پرچم اُٹھایا اور آپ کے لگائے ہوئے پودے کی حفاظت کی، عدل وحریت کے بیج کی نگہبانی کی اور اسے شہداء کے پاکیزہ خون سے سیراب کیا، جس سے ہر طرح کے ثمرات اُمت کو وافر مقدار میں ملے۔ انسانی تہذیب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی مقروض رہے گی کیونکہ آپ کے جہاد اور صبر عظیم کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ نے دین اسلام کی حفاظت فرمائی اور اسلام کو اقوام وامم اور مختلف ممالک میں عظیم فتوحات کے ذریعے سے پھیلا دیا، جس کی مثال تاریخ میں نہیں ملتی۔

Scanned with CamScanner

سنہرے واقعات

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو مقدم کیا

سوید بن غفلہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب لوگوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کی تو وہ خطبہ دینے کے لیے اُٹھے اور انھوں نے حمد و ثنا کے بعد فرمایا: ''لوگو! میں تمھیں اللہ کی یاد دہانی کراکے پوچھتا ہوں کہ بتاؤ کون آدمی ہے جو میری بیعت کرنے کے لیے اپنے پاؤں پر اُٹھا ہو تو پشیمان ہوا ہو؟'' حضرت علی ابن ابو طالب رضی اللہ عنہ اُٹھے۔ ان کے پاس تلوار تھی وہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اتنے قریب گئے کہ ایک پاؤں منبر کی سیڑھی پر رکھا اور دوسرا کنکریوں پر اور فرمایا: ''ہم نہ آپ کی بیعت فسخ کرتے ہیں، نہ آپ سے فسخ کرنے کا مطالبہ کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو آگے کیا تو آپ کو پیچھے کون ہٹا سکتا ہے۔''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم ٹھیک نہ بتائیں گے تو اور کون بتائے گا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میرے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان کچھ تلخ کلامی ہوگئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اپنے اور میرے درمیان کے ثالث بنانے پر رضامند ہو؟ کیا ابوعبیدہ ابن الجراح رضی اللہ عنہ پر راضی ہو؟'' میں نے کہا: ''نہیں۔ وہ نرم مزاج آدمی ہیں۔ وہ آپ کے حق میں فیصلہ کر دیں گے۔'' حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''پھر اپنے باپ پر مطمئن ہو؟'' میں نے کہا: اثبات میں جواب دیا۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیغام بھیجا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آ گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم واقعہ بتاؤ۔'' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: ''نہیں آپ بتایئے۔'' حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یہ ایسی اور ایسی ہے۔'' میں نے کہا: ''ٹھیک ٹھیک بتایئے۔'' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مجھے تھپڑ دے مارا اور

Scanned with CamScanner

فرمایا: ''فلاں کی بیٹی! تم حضور ﷺ سے کہتی ہو کہ ٹھیک ٹھیک بتایئے۔ رسول اللہ ﷺ ٹھیک ٹھیک نہیں بتائیں گے تو اور کون بتائے گا۔'' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ناک سے خون بہنے لگا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہم تم سے یہ تو نہیں چاہتے تھے۔'' اپنے ہاتھ سے ان کے کپڑوں سے خون دھوتے اور فرماتے: ''دیکھا اللہ نے تمھیں اس سے کیسے دور ہٹایا۔''

آیت کی بے محل تلاوت

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آیت پڑھی اور فرمایا:

''اے لوگو! جو ایمان لائے ہو! اپنی فکر کرو، کسی دوسرے کی گم راہی سے تمھارا کچھ نہیں بگڑتا اگر تم خود راہ راست پر ہو۔'' (المائدہ:105)

لوگ اسے بے محل پڑھتے ہیں۔ خبردار! میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ اگر لوگ ظالم کو دیکھیں اور اس کا ہاتھ نہ روکیں اور بدی کو دیکھیں اور اسے نہ مٹائیں تو اللہ تعالیٰ ان سب پر عذاب بھیج دیتا ہے۔''(1)

کستوری سے زیادہ خوشبودار

کچھ لوگوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ہم نے آپ سے بڑھ کر کسی کو ٹھیک فیصلے کرنے والا، حق بات کہنے والا اور منافقین کے بارے میں سخت رویہ رکھنے والا نہیں پایا۔ اس لیے محمد ﷺ کے بعد آپ سب سے افضل ہیں۔

عوف بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا: ''تم جھوٹ کہتے ہیں۔ ہم نے حضور ﷺ کے بعد وہ آدمی دیکھا ہے جو ان کے بعد سب سے بہتر تھا۔'' پوچھا: ''وہ کون تھا؟'' حضرت عوف رضی اللہ عنہ نے کہا: ''حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ۔''

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: ''عوف رضی اللہ عنہ سچ کہتا ہے اور تم جھوٹ کہتے ہو۔ خدا کی قسم! ابوبکر رضی اللہ عنہ کستوری کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ تھے اور میں اپنے گھر والوں کے لیے اونٹ سے زیادہ بے راہ ہوں۔''

1۔ ابن عساکر

Scanned with CamScanner

تم بے محل کہتے ہو

ایک دن حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں سے کہا: ''ان دو آیتوں (جو لوگ کہتے ہیں کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے اور پھر استقامت دکھاتے ہیں) اور (وہ جو ایمان لائیں اور اس میں ظلم کی ملاوٹ نہ کریں) کے متعلق تم کیا کہتے ہو؟'' لوگوں نے کہا: ''ان کا مطلب یہ ہے کہ وہ کہیں کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے۔ پھر اس پر ثابت قدم رہیں اور اپنے ایمان میں گناہ کے ظلم کی ملاوٹ نہ کرتے رہیں۔'' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''تم نے اسے بے محل استعمال کیا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ کہیں کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے، پھر اس پر ثابت قدم رہیں، کسی اور معبود کی طرف توجہ نہ کریں اور اپنے ایمان میں شرک کی آمیزش نہ کریں۔''(2)

ہوسکتا ہے یہ تیرے لیے کفارہ بن جائے

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نئے کپڑے پہن کر گھر میں چل پھر رہی تھی اور دھیان کپڑوں اور دامن کی طرف تھا۔ اتنے میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اندر آئے اور فرمایا: ''عائشہ! تجھے پتا نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس وقت تیری طرف متوجہ نہیں۔'' میں نے پوچھا: ''کیوں؟'' فرمایا: ''تجھے معلوم نہیں کہ جب دنیوی زینت سے بندے میں غرور پیدا ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اس سے خفا ہو جاتا ہے۔''

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے وہ کپڑے اتار کر خیرات کر دیے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''ہوسکتا ہے یہ تیرے لیے کفارہ بن جائے۔''(3)

عید کے دن ہیں، انھیں چھوڑ دو

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے۔ ان کے پاس دو لڑکیاں عید کے دنوں میں بیٹھی کچھ گیت گا رہی تھیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کپڑا اوڑھ کر لیٹے ہوئے تھے۔ چہرے پر بھی کپڑا تھا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس یہ کچھ ہو رہا ہے؟'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

2۔ حلیۃ الاولیاء
3۔ حلیۃ الاولیاء

Scanned with CamScanner

چہرے سے کپڑا ہٹایا اور فرمایا: ''عید کے دن ہیں، انھیں چھوڑ دو۔'' (4)

اہلِ بدر کو عامل نہیں بناتے تھے

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا: ''آپ اہلِ بدر کو گورنر کیوں نہیں مقرر کرتے؟'' آپ نے فرمایا: ''میں ان کا مرتبہ پہچانتا ہوں، مگر پسند نہیں کرتا کہ انھیں دُنیا میں ملوث کروں۔'' (5)

اپنی رائے سے اجتہاد کرتا ہوں

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے اور ان کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے زیادہ کوئی شخص اس چیز کے بارے میں محتاط نہ تھا جس کا انھیں علم نہ ہوتا۔ ایک مقدمہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا۔ اس کے بارے میں قرآن وسنت میں کوئی ہدایت نہ ملی تو انھوں نے فرمایا: ''میں اپنی رائے سے اجتہاد کرتا ہوں۔ اگر یہ اجتہاد ٹھیک ہوا تو اللہ کی طرف سے ہوگا اور اگر غلط ہوا تو میری طرف سے ہوگا اور میں اس کے لیے اللہ سے معافی چاہتا ہوں۔'' (6)

جب کوئی جھگڑا ان کے پاس آتا تو کتاب اللہ میں دیکھتے۔ وہاں سے اگر کوئی ہدایت مل جاتی تو اس کے مطابق فیصلہ کر دیتے ورنہ نکل کر لوگوں سے اس بارے میں پوچھتے اور پھر کہتے ہیں کہ ساری تعریفیں اس اللہ کے لیے جس نے ہم میں وہ لوگ رکھے ہیں جو ہمارے نبی کی سنت ہمارے لیے محفوظ کیے ہوئے ہیں۔''

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ساتھ رات دیر تک باتیں کرتے تھے

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کے کسی معاملے میں رات دیر تک حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے باتیں کرتے اور میں ساتھ ہوتا تھا۔ (7)

ہم بھی اس طرح کے تھے

اہلِ یمن حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں مدینہ آئے۔ انھوں نے قرآن سنا اور رو پڑے۔

4۔ الفائق 5۔ حلیۃ الاولیاء 6۔ طبقات ابن سعد 7۔ بخاری

Scanned with CamScanner

یہ دیکھ کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''ہم بھی اسی طرح کے تھے، پھر دل سخت ہو گئے۔''(8)

اطاعتِ رب تواضع ہی سے ممکن ہے

حمیری بادشاہوں میں ذوالکلاع حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا۔ اپنے خاندان کے علاوہ ہزار غلام اس کے ساتھ تھے اور تاج اور قیمتی لباس و زیورات اس نے پہن رکھے تھے۔ جب اس نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا لباس، تواضع اور عبادت و زہد دیکھا تو اس نے اپنے لبادے اُتار پھینکے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ والا لباس پہن لیا۔ حتیٰ کہ ایک دن اسے مدینہ کے بازاروں میں اس حالت میں دیکھا گیا کہ کندھوں پر بکری کی کھال تھی۔ اس کے خاندان والے گھبرائے کہ مہاجرین و انصار کے سامنے اس نے ہماری سبکی کر دی۔ ذوالکلاع رضی اللہ عنہ نے کہا: ''تم چاہتے ہو کہ جاہلیت میں جبار تھا تو اسلام میں بھی جبار رہوں۔ ہرگز نہیں۔ خدا کی قسم! اللہ کی عبادت، تواضع اور زہد ہی سے ممکن ہے۔''

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس جو بادشاہ اور وزیر آتے تھے وہ پہلے متکبر و جبار ہوتے لیکن یہاں آنے کے بعد متواضع اور منکسر المزاج بن کر جاتے۔(9)

ایسا اس لیے ہوتا تھا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کی ایسی عاجز کر دینے والی علامت تھے کہ وہ لوگوں سے پڑھنے کو نہیں، بلکہ دیکھنے کو کہتے تھے اور مؤثر ترین نصیحت وہی ہوتی ہے جو کان کے راستے نہیں بلکہ آنکھ کے واسطے سے دل میں اتر جائے اور بہترین ناصح وہ ہے جو اقوال سے نہیں، بلکہ اپنے افعال سے دوسروں کو نصیحت کرے۔

جب یہ لوگ دیکھتے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفۂ رسول اور نصف روئے زمین کا فرماں روا ہونے کے باوجود کھلی چادر اور عبا پہنے بازاروں میں پھرتے رہتے ہیں تو انھیں معلوم ہو جاتا کہ زرق برق لباس، سونے اور جواہرات سے بڑھ کر بھی کوئی چیز ہوتی ہے اور وہ چیز اندر کی عظمت ہے۔ پھر وہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے مشابہت پیدا کرنے کی کوشش کرتے۔ انھیں اللہ سے اور عام انسانوں سے

8۔ الحلیہ
9۔ مروج الذہب

Scanned with CamScanner

شرم آتی کہ خلیفہ رسول کا مقابلہ تاج اور قیمتی لباس وزیورات سے کریں، جب کہ وہ ایک ڈھیلا ڈھالا ساچغہ پہنے ہوئے ہیں۔ وہ اپنے آپ کو حقیر سمجھنے لگتے ہیں۔ ان کے اندر نمائش کے جذبات اسی طرح ٹھنڈے پڑ جاتے جس طرح سورج کے سامنے چھوٹے چھوٹے ستارے ماند ہو جاتے ہیں۔

ابوبکر رضی اللہ عنہ کہاں گئے؟

حضرت عمر رضی اللہ عنہ حج کے ارادے سے نکلے تو چلتے چلتے ایک سوار سے جا ملے جو یہ شعر پڑھ رہا تھا:

''صاحب کتاب نبی کے بعد اے ابنِ خطاب رضی اللہ عنہ تجھ جیسے کسی آدمی نے ہم
پر حکومت نہیں کی کہ وہ ساتھیوں کو چھوڑ کر دور کے لوگوں پر احسان کرتا ہے۔''

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے چھڑی سے اسے آہستہ سے مارا اور فرمایا: ''تو ابوبکر کہاں گئے؟''(10)

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے مہمان

حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ اصحابِ صفہ فقیر لوگ تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس آدمی کے ہاں دو افراد کا کھانا ہو وہ تیسرے (فرد) کو (اصحابِ صفہ میں سے) ساتھ لے جائے اور جس کے ہاں چار کا ہو وہ پانچویں اور چھٹے کو ساتھ لے جائے۔'' تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تین آدمی کو ساتھ لے آئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دس آدمیوں کو لے گئے۔

عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہمارے گھر میں کھانا میرے لیے، میرے والدین اور ایک خادم کے لیے تھا جو ہمارے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر میں مشترک تھا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں رات کھانا کھایا پھر نماز پڑھی اور وہیں رک گئے تا آنکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانا تناول فرمالیا۔

رات کا کافی حصہ گزر جانے کے بعد وہ (ابوبکر رضی اللہ عنہ) گھر آئے تو ان کی اہلیہ محترمہ نے کہا: ''کس چیز نے آپ کو مہمانوں سے روکے رکھا؟'' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: ''تو تم نے انھیں کھانا نہیں کھلایا؟'' اہلیہ محترمہ نے جواب دیا: ''کھانا ہم نے پیش کیا مگر انھوں نے اس وقت تک

10۔ طبری

Scanned with CamScanner

کھانے سے انکار کر دیا جب تک آپ نہ آ جائیں۔''

عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کی ڈانٹ ڈپٹ سے ڈرتے ہوئے اندر جا کر چھپ گیا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مہمانوں سے کہا کہ کھانا کھائیے۔

مہمانوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ کھانے کو کہا تو انھوں نے قسم کھالی کہ میں یہ کھانا ہرگز نہیں کھاؤں گا۔

صورتِ حال یہ تھی کہ مہمان کھانے میں سے ایک لقمہ اٹھاتے تو نیچے سے اور زیادہ نکلتا آتا۔ وہ سیر ہو گئے اور کھانا جتنا تھا اس سے زیادہ بچ گیا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنی اہلیہ سے پوچھا: ''یہ کیا ماجرا ہے؟'' انھوں نے کہا: ''مجھے پتا نہیں۔'' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''میری آنکھوں کی ٹھنڈک یہ تو جتنا پہلے تھا، اس سے تین گنا زیادہ ہے۔''

اب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بھی اس میں سے کھایا اور فرمایا کہ وہ قسم تو شیطانی تھی۔ یہ کہنے کے بعد ایک لقمہ اور کھایا۔ پھر کھانا اٹھا کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئے جو صبح تک ویسے ہی رکھا رہا اور ہمارے اور ان لوگوں کے درمیان جو وعدہ ہوا تھا، اس کی میعاد گزر گئی تو وہ ہم نے بارہ آدمیوں میں تقسیم کر دیا جن میں سے آگے ہر آدمی کے ساتھ نہ جانے کتنے آدمی تھے۔ ان سب نے اس میں سے کھایا۔

مسلم اور احمد کی روایت ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ خدا کی قسم میں نہیں کھاؤں گا تو مہمانوں نے جواباً کہا کہ خدا کی قسم ہم بھی اس وقت تک نہیں کھائیں گے جب تک آپ نہ کھائیں۔ صبح ہوئی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ان لوگوں نے اپنی قسمیں پوری کیں اور میں نے توڑ دی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''آپ ان سے بہتر ہیں۔''(۱۱)

تم نے سچ کہا اور جھوٹ کہا

لبید شاعر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ انھوں نے یہ مصرع پڑھا (سنو! خدا کے علاوہ ہر چیز باطل ہے) تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''تم سچ کہتے ہو۔'' پھر انھوں نے دوسرے مصرع

۱۱۔ مسند احمد

Scanned with CamScanner

پڑھا: (ہر نعمت لامحالہ ختم ہونے والی ہے) تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''تم غلط کہتے ہو۔ اللہ کے ہاں ایسی بھی نعمتیں ہیں جو زوال پذیر نہیں ہوں گی۔''[12]

کبھی شعر نہیں کہا

عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کبھی کوئی شعر نہیں کہا، لیکن تم ان کی طرف غلط منسوب کرتے ہو کہ وہ شعر کہتے تھے۔

نقشِ خاتم

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی انگوٹھی کا نقش (بہترین قدرت رکھنے والا، اللہ) تھا۔[13]

پورے قرآن پاک کے حافظ تھے

امام نووی رحمہ اللہ اپنی کتاب تہذیب میں لکھتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ان لوگوں میں سے تھے، جنھیں پورا قرآن یاد تھا۔

کھانا

سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مقام خذوات پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے تھیلے میں سے کھانا نکالا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ گرم راکھ پر پکی ہوئی چپاتی ہے جس میں چولہے پر پکے ہوئے گوشت کا اثر ہے۔ وہ بالکل خشک تھی۔ انھوں نے مجھے دعوت دی اور میں نے ان کے کھانے میں سے کچھ کھایا۔[14]

احتیاط کا مسلک

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے پوچھا: ''وتر کب پڑھتے ہو؟'' عرض کیا: ''رات کے پہلے حصے میں۔'' پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا: ''تم وتر کب پڑھتے ہو؟'' انھوں نے بتایا: ''رات کے آخری حصے میں۔'' اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''تم نے احتیاط کا رویہ اختیار کیا۔'' اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''تم نے عزیمت کی راہ اختیار کی۔''[15]

12۔ اسد الغابہ 13۔ ابن عساکر 14۔ الفائق 15۔ الفائق

Scanned with CamScanner

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ مقامِ جرف کی فوجی چھاؤنی کے پاس سے گزرے تو وہ قبیلوں کے نسب شمار کرنے لگے حتیٰ کہ بنوفزارہ کے پاس پہنچے۔ انھوں نے کہا: ''اے خلیفہ رسول! ہم ہمیشہ گھوڑوں پر سواری کرنے کے عادی ہیں۔ اس لیے انھیں ساتھ لے آئے ہیں۔'' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''اللہ تم میں برکت ڈالے۔''(16)

برداشت

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ایک گھوڑے پر سوار ہوئے اور لوگوں کے سامنے آئے۔ انصار میں سے ایک نوجوان اٹھا اور اس نے کہا: ''اے خلیفۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے اس گھوڑے پر سوار کیجیے۔'' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''مجھے یہ بات زیادہ پسند ہے کہ میں اس گھوڑے پر تیرے بجائے کسی ایسے آدمی کو سوار کروں جسے بچپن سے سواری کی مشق ہو۔'' اس نوجوان نے کہا کہ خدا کی قسم! میں آپ سے اور آپ کے باپ سے زیادہ شہسوار ہوں۔(17)

حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب میں نے اس کی بات سنی تو مجھ سے رہا نہ گیا۔ میں نے اس کے کان پکڑ لیے اور اپنے گھٹنے اس کی ناک پر رکھ دیے اور اس کی ناک یوں معلوم ہوتی تھی جیسے مشکیزے کا منہ ہو۔ اس پر انصار اور دوسرے لوگ مجھ پر پل پڑے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ چلتے رہے۔ جب انھوں نے وہ کچھ دیکھا جو لوگ میرے ساتھ کر رہے تھے تو انھوں نے فرمایا: ''مغیرہ رضی اللہ عنہ ایسا آدمی ہے جو فوجی امور کا انتظام کر سکتا ہے۔'' جب لوگوں نے یہ بات سنی تو مجھے چھوڑ دیا۔(18)

اعتدال

جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اُن سے کہا: ''اپنے ساتھی سے ملنا چاہتے ہو تو اپنی قمیص سمیٹ لو، دامن اڑس لو، اُمیدیں کم کر دو اور اتنا کھاؤ کہ پیٹ نہ بھر سکے۔''(19)

خمس کی تقسیم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں خمس کے پانچ حصے ہوتے تھے۔ ایک حصہ اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا۔

16۔ الفائق 17۔ الفائق 18۔ کتاب الخراج 19۔ کتاب الخراج

Scanned with CamScanner

ایک حصہ نبی ﷺ کے قریبی رشتہ داروں کا اور تین حصے یتیموں، مسکینوں اور مسافروں کے۔

بعد میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے تین حصے کر دیے اور رسول اللہ ﷺ کا اور قریبی رشتہ داروں کا حصہ ساقط کر دیا بعد میں حضرت عمر، عثمان اور علی رضی اللہ عنہم ان کے نقش قدم پر چلتے رہے۔ (20)

جھوٹے نبی کا کلام

مسیلمہ کذاب کے قتل کے بعد یمامہ کا وفد آیا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا کہ تمھارا ساتھی کیا کہتا تھا؟ لوگوں نے بتانے سے معذرت چاہی۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نہیں تم ضرور بتاؤ گے۔ انھوں نے بتایا کہ وہ کہتا تھا:

''اے مینڈک! نہ تو پانی سے رکتا ہے اور نہ پانی کو گدلا کرتا ہے۔''

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تعجب ہے تم پر (کیسے اس کلام کو الٰہی کلام سمجھا) حالانکہ نہ تو یہ کلام صحیح سرچشمہ سے نکلا ہے اور نہ سچا ہے۔'' (21)

کفایت شعاری

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیوی نے حلوہ بنانا چاہا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''ہمارے پاس خریدنے کے لیے پیسے نہیں۔'' اہلیہ نے کہا: ''میں چند دن میں اپنے خرچ میں سے کچھ بچالوں گی اور پھر خرید لیں گے۔'' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''کرلو''۔ کافی دنوں کے بعد تھوڑی سی رقم جمع ہوئی۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیوی نے انھیں بتایا: ''پیسے جمع ہو گئے ہیں۔ حلوے کا سامان خرید لائیے۔'' یہ پتا چلا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے وہ رقم بیت المال میں لوٹا دی اور کہا کہ یہ رقم ہماری ضرورت سے زائد ہے۔ آئندہ کے لیے اپنی تنخواہ میں اتنی کمی کروا دی اور گذشتہ کی تلافی اس طرح کی کہ اپنی جائیداد میں سے کچھ حصہ بیت المال کو دے دیا۔ (22)

کبھی یہ کیفیت، کبھی وہ کیفیت

حنظلہ سیدی رضی اللہ عنہ کے متعلق ہے کہ وہ روتے ہوئے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس سے

20۔ کتاب الخراج 21۔ تاریخ ابن اثیر 22۔ اسد الغابہ

Scanned with CamScanner

گزرے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: ''حنظلہ رضی اللہ عنہ کیا ہوا؟'' انھوں نے کہا: ''حنظلہ تو منافق ہو گیا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ! ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہوتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں جنت و دوزخ کی یاد دہانی کراتے ہیں تو یوں معلوم ہوتا ہے جیسے ہم یہ چیزیں اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں، لیکن جب واپس آتے ہیں تو بیویوں کے ساتھ اور اپنی جائیداد میں مگن ہو جاتے ہیں۔''

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''بخدا! ہمارا بھی ایسا ہی حال ہے۔ چلو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف چلیں۔'' اور اس طرف چل دیے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں دیکھا تو پوچھا: ''حنظلہ رضی اللہ عنہ کیا بات ہے؟'' حنظلہ رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح بات بتائی جس طرح حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو سنائی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر تمھاری ہمیشہ وہی حالت رہے جو میرے پاس ہوتی ہے تو فرشتے راستوں اور مجلسوں اور بستروں پر آ آ کر تم سے مصافحے کریں، لیکن کبھی یہ کیفیت ہوتی ہے اور کبھی وہ۔[23]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اندر آنے کی اجازت چاہی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی آواز سنی کہ اونچی تھی۔ اندر گئے تو انھیں (عائشہ رضی اللہ عنہا کو) پکڑ کر مارنے کو تھے اور یہ فرما رہے تھے کہ آیندہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے تمھاری آواز اونچی نہ سنوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں مارنے سے منع فرما دیا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ غصے کی حالت میں باہر نکل گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: ''دیکھا میں نے تمھیں ان سے کیسے چھڑایا؟''

کچھ دنوں کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اجازت چاہی۔ دیکھا تو دونوں میاں بیوی (نبی صلی اللہ علیہ وسلم و عائشہ رضی اللہ عنہا) نے صلح کر لی ہے، تو ان سے کہا: ''مجھے اپنی صلح میں شامل کر لو جیسے کہ اپنی لڑائی میں شریک کیا تھا۔'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہم نے کر لیا۔''

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ایک ماہرِ نسب کے ساتھ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھے حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے اپنی زبانی یہ

23۔ اسد الغابہ

Scanned with CamScanner

واقعہ سنایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو قبائل عرب کے سامنے دعوت پیش کرنے کا حکم دیا تو ایک دفعہ آپ ﷺ نکلے۔ ساتھ میں علی رضی اللہ عنہ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے۔ ہم ایک قبیلے کی مجلس میں پہنچے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر سلام کیا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ ہر خیر میں سبقت لے جانے والے اور ماہر نسب تھے۔

لوگوں سے پوچھا: ''کس قبیلے سے ہو'' انھوں نے بتایا: ''قبیلہ ربیعہ سے۔'' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: ''ربیعہ کی کس شاخ سے؟ اس کے اونچے خاندان سے یا متوسط طبقے سے۔'' انھوں نے جواب دیا: ''اونچے طبقے سے۔'' ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پوچھا ''کس اونچے طبقے سے؟'' انھوں نے بتایا کہ ''ذھل اکبر'' سے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے سوال کیا: ''کیا وہ عوف بن محلم تم میں سے تھا جس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ عوف کی وادی میں آزاد مرد نہیں ہے۔'' انھوں نے کہا: ''نہیں'' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: ''وہ شریف النفس مزدلف تم میں سے تھا جس کی موجودگی میں کوئی اور پگڑی نہیں باندھتا تھا؟'' انھوں نے جواب دیا: ''نہیں۔'' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: ''بسطام بن قیس تم میں سے تھا جو دیہات کا مالک اور تمام قبیلوں کا منتہا تھا؟'' انھوں نے کہا: ''نہیں۔'' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے سوال کیا: ''جساس بن مرہ تم میں سے تھا جو اپنی قابلِ حفاظت چیزوں کی اور پڑوسیوں کی حفاظت کرنے والا تھا؟'' اُنھوں نے کہا: ''نہیں۔''

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: ''وہ حوفزان تم میں سے تھا جس نے بادشاہوں سے جنگ لڑ کے انھیں قتل کیا'' جواب ملا: ''نہیں۔'' پوچھا: ''تو کندی بادشاہوں کے ننھیال تم ہو؟'' انھوں نے کہا: ''نہیں۔'' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے سوال کیا: ''لخمی بادشاہوں کے سسرال والے تم ہو؟'' انھوں نے کہا: ''نہیں۔'' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: ''پھر تم ذھل اکبر نہیں، ذھلِ اصغر ہو۔''

اے فلاں! تم نے ہم سے پوچھا اور ہم نے کوئی چیز چھپائے بغیر جوابات دیے۔ اب تم بتاؤ کہ کس خاندان سے ہو؟'' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''قریش میں سے۔'' اس نے کہا: ''خوب، اہلِ شرافت و ریاست میں سے ہو۔ یہ بتاؤ کہ قریش کی کس شاخ سے؟'' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا:

Scanned with CamScanner

''تیم بن مرہ سے۔'' اس نوجوان نے کہا: ''خدا کی قسم! تیر سیدھا چھاتی میں پیوست ہو گیا۔ یہ بتاؤ کہ قصیٰ بن کلاب تم میں سے تھا جس نے فہر کے قبائل جمع کیے اور اسے ''مجمع'' (جمع کرنے والا) کہا جانے لگا؟'' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: ''نہیں۔'' نوجوان نے پوچھا: ''ہاشم تم میں سے تھے جنھوں نے مکہ میں قحط کے زمانے میں اپنی قوم کے لیے ثرید بنایا؟''

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: ''نہیں۔'' اس نے پوچھا: ''تم ان میں سے ہو جو لوگوں پر احسانات کرتے ہیں؟'' ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: ''نہیں۔'' اس نے پوچھا: ''پھر تم اہلِ ندوہ میں سے ہو؟'' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: ''نہیں۔'' اس نے پوچھا اہل حجابۃ میں سے ہو۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: ''نہیں۔'' اس کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اونٹنی کی مہار موڑی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف لوٹ آئے۔ اس پر اس نوجوان نے کہا:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسکرا پڑے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا: ''ابوبکر رضی اللہ عنہ! آپ تو اس بدو کے ہاتھوں مصیبت میں پڑ گئے۔''

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''ہاں ابوالحسن! ہر حادثے سے بڑا حادثہ ہوتا ہے اور مصیبت زبان کھولنے کے ساتھ وابستہ ہے۔''(24)

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ گورنروں کے متعلق لوگوں سے پوچھتے ہیں

جس سال حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے، انھوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو امیر حج مقرر کیا۔ اگلے سال حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے خود حج اور عمرہ کیا تو مکہ گئے اور لوگوں سے پوچھا کہ کسی شخص کو کسی زیادتی کی شکایت ہو؟ تو کوئی آدمی بھی نہ آیا اور انھوں نے اپنے والی کی تعریف کی۔ (والی عتاب بن اسید رضی اللہ عنہ تھے۔)(25)

علم الانساب

حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے مشرکین قریش کی ہجو کہی تو انھوں نے کہا: ''ابن ابو قحافہ رضی اللہ عنہ اس

24۔ الکامل
25۔ ابن جوزی

Scanned with CamScanner

ہجو میں شریک رہا ہے۔'' مفہوم ان کا یہ تھا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ انساب و واقعات کا علم رکھتے ہیں اور حسان رضی اللہ عنہ ان کی طرف بار بار رجوع کر کے پوچھتے رہے ہیں۔ (26)

اہل وعیال کے بارے میں ان کی غیرت

محمد بن سیرین رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس اُمت میں سب سے زیادہ غیرت مند حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے۔ (27) عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ بنو ہاشم میں سے کچھ لوگ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا زوجۂ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاں گئے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے اور ان لوگوں کو دیکھا تو یہ بات آپ کو ناگوار گزری۔ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا کہ میں نے کوئی خرابی نہیں دیکھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اسماء رضی اللہ عنہا کو ایسی باتوں سے پاک صاف رکھا ہے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر کھڑے ہو کر فرمایا کہ اس دن کے بعد کوئی شخص اکیلے اس عورت کے ہاں نہ جائے جس کا خاوند اس کے پاس موجود نہ ہو۔ ہاں اس کے ساتھ دو اور آدمی ہوں تو مضائقہ نہیں۔ (28)

ثابت قدمی کیسے!

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ قبیلہ احمس کی ایک خاتون کے ہاں گئے۔ اس کا نام زینب رضی اللہ عنہا تھا۔ وہ بولتی نہیں تھی۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: ''اسے کیا ہے۔ بولتی کیوں نہیں؟'' لوگوں نے بتایا کہ اس نے چپ کا روزہ رکھ کر حج کیا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اسے بات کرنے کے لیے کہا اور فرمایا کہ حج میں یہ چپ کا روزہ دورِ جاہلیت کا عمل ہے۔ تب اس عورت نے بات کی اور پوچھا: ''تم کون ہو؟'' تو انھوں نے بتایا: ''مہاجرین میں سے ہوں۔'' عورت نے پوچھا: ''کن مہاجرین میں سے ہو؟'' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: ''قریش میں سے۔'' اس عورت نے سوال کیا: ''قریش کی کس شاخ سے؟'' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''تم تو بہت زیادہ سوال کرنے والی ہو۔ میں ابوبکر رضی اللہ عنہ ہوں۔'' تب اس نے پوچھا: ''جاہلیت کے بعد یہ صالح اصول جو اللہ نے ہمیں دیے

26۔ الثقات 27۔ ابن جوزی 28۔ مسلم

Scanned with CamScanner

ہیں ان پر ہمارا اثبات کیسے ممکن ہے؟'' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''تم اس وقت تک اس پر ثابت قدم رہ سکتے ہو جب تک کہ تمھارے قائد سیدھے رہیں۔''

اس عورت نے پوچھا: ''اور قائدین کون ہوتے ہیں؟'' فرمایا: ''تیری قوم کے کوئی سردار نہیں تھے کہ جو بات کہتے ہوں اور ان کی بات مانی جاتی ہو؟'' اس نے کہا: ''ہاں تھے۔'' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''یہی قائدین ہوتے ہیں۔'' (29)

چوری کی سزا

اہلِ یمن میں سے ایک آدمی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا۔ اس کا ایک ہاتھ اور ایک پاؤں کٹا ہوا تھا۔ اس نے شکایت کی کہ یمن کے گورنر نے اس پر ظلم کیا ہے۔ وہ شخص رات کو نماز پڑھتا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ فرماتے کہ تیری رات چوروں کی رات کی سی تو نہیں ہے۔

پھر حضرت اسما بنت عمیس رضی اللہ عنہا (زوجہ ابوبکر رضی اللہ عنہ) کے زیور کھو گئے۔ وہ شخص بھی تلاش کے لیے ساتھ ساتھ پھرتا اور کہتا: ''اے اللہ! جس شخص نے اس نیک گھرانے میں چوری کی تو اس سے نمٹ!'' ڈھونڈتے ہوئے زیور ایک سنار کے پاس مل گئے، جس نے بتایا کہ وہ ہاتھ پاؤں کٹا ہوا آدمی اس کے پاس لایا تھا، تو اس آدمی نے ازخود اعتراف کر لیا، یا اس کے خلاف گواہی دی گئی۔ چوری ثابت ہو جانے کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے حکم سے اس کا دایاں ہاتھ بھی کاٹ دیا گیا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''میرے نزدیک چوری سے اس کی اپنی بددعا اس کے حق میں زیادہ مہلک ہوئی۔'' (30)

حضرت ابوبکرؓ رضی اللہ عنہ کا حلم و انتقام

سعید ابن المسیب رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صحابہ رضی اللہ عنہم بھی تھے۔ ایک آدمی نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اذیت پہنچائی۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خاموش رہے۔ اس نے دوسری بار تکلیف پہنچائی۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پھر خاموش رہے۔ اس شخص

29۔ تاریخ الخلفاء
30۔ تاریخ الخلفاء

Scanned with CamScanner

نے تیسری بار اذیت پہنچائی تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے بدلہ لیا۔ جب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے بدلہ لیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُٹھ کھڑے ہوئے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: ''یا رسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ پر خفا ہو گئے۔'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''آسمان سے ایک فرشتہ اتر کر اس کی باتوں کی تکذیب کرتا رہا۔ جب تم نے بدلہ لیا تو شیطان نے آ کر مداخلت کی اور جب شیطان درمیان میں آ پڑا تو میرے لیے مناسب نہ تھا کہ یہاں بیٹھا رہوں۔''(31)

ایک روایت اس طرح کی ہے کہ ایک آدمی نے کئی بار حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو گالیاں دیں۔ آپ پہلے خاموش رہے۔ پھر اس کا جواب دیا۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: ''یہ آدمی مجھے گالیاں دیتا رہا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے رہے، لیکن جب میں نے اس کا جواب دیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اُٹھ کھڑے ہوئے۔'' حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم جب چپ تھے تو تمھاری طرف سے فرشتہ جواب دے رہا تھا۔ تم نے جواب دیا تو شیطان آ گیا اور میں شیطان کے آنے پر اُٹھ کھڑا ہوا۔'' اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

(اللہ تعالیٰ اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ کوئی بری بات کہے ہاں جس پر زیادتی ہوئی ہو وہ کہہ سکتا ہے اور اللہ تعالیٰ سننے اور جاننے اور ہے)۔(النساء:148)

Scanned with CamScanner

معاملاتِ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

رجب 12 ہجری میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ عمرہ کے لیے مکہ پہنچے، وہ اپنے والد کے گھر آئے۔ ابو قحافہ اس وقت گھر کے دروازے پر بیٹھے کچھ نوجوانوں سے گفتگو کر رہے تھے، انھیں بتایا گیا کہ آپ کے فرزند ارجمند تشریف لائے ہیں تو ابو قحافہ جلدی سے اٹھے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تیزی سے اونٹنی بٹھانے لگے اور دیر کے ڈر سے کھڑی اونٹنی سے ہی نیچے اتر آئے اور آگے بڑھ کر کہنے لگے "ابا جان آپ اُٹھنے کی زحمت نہ فرمائیے۔" حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنے والد سے لپٹ گئے اور ان کی آنکھوں کو بوسہ دیا۔ ابو قحافہ اپنے بیٹے کی آمد پر خوشی سے رونے لگے، اتنے میں مکہ کے گورنر عتاب بن اسید آگئے۔ سہل، عکرمہ اور حارث بن ہشام حاضر ہو گئے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو سلامِ خلافت کہا۔" سب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پھوٹ پھوٹ کے روئے۔ ابو قحافہ نے کہا "عتیق یہ سردار ہیں ان کے ساتھ معاملہ اچھا رکھنا۔" حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا "نیکی کرنے اور بدی سے بچنے کی توفیق اللہ ہی کے قبضے میں ہے میرے اوپر بڑی ذمے داری ڈال دی گئی ہے جس سے عہدہ برآ ہونے کی ہمت اللہ ہی دے سکتا ہے۔" اس کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ گھر کے اندر تشریف لے گئے، غسل کیا، خانہ کعبہ کا طواف کیا، لوگوں سے ان کی ضروریات پوچھیں اور عصر کے وقت واپس مدینہ تشریف لے گئے۔ (1)

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ابوسفیان کے بارے میں شکایات پہنچیں۔ آپ کے حکم سے انھیں حاضر کیا گیا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے انھیں ڈانٹا۔ ابوسفیان خوشامد کرنے لگے۔ ابو قحافہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے قریب جا کر کہا "عتیق ابوسفیان کو ڈانٹ ڈپٹ کر رہے ہو اور اونچے اونچے بول رہے ہو تم تو اپنی

1۔ طبقات ابن سعد

Scanned with CamScanner

حد سے بڑھ گئے ہو اور اپنی حد سے تجاوز کر گئے ہو۔'' جو مہاجرین اور انصار وہاں موجود تھے وہ ابو قحافہ کی بات سن کر مسکرائے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا ''ابا جان اللہ نے اسلام کے ذریعے کسی کو سربلند کر دیا ہے اور کسی کو سرنگوں۔''[2]

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ایک روز حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے، وہ اپنے کپڑوں کے دامن کی طرف نگاہ کیے کچھ اس انداز سے چل رہی تھیں جس سے کبر و نخوت کی بو آتی تھی۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا بیٹی عائشہ کیا تمھیں معلوم نہیں کہ خدا اس وقت تمھاری طرف سے نظریں پھیرے ہوئے ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا کیا وجہ ہے آپ نے فرمایا کیا تمھیں علم نہیں کہ بندہ جب زینت دنیا کی وجہ سے غرور کا شکار ہو جائے تو اس وقت اس کا رب اس سے نفرت کرنے لگتا ہے اور یہ نفرت اس وقت تک باقی رہتی ہے جب تک وہ شخص آرائش ترک نہ کر دے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے وہ لباس صدقہ کر دیا اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''امید ہے اللہ تعالیٰ تمھیں معاف کر دے گا۔''

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ وعدہ پورا کرتے اور صداقت شعار تھے۔ جب خولہ رضی اللہ عنہا بنت حکیم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ان کی بیٹی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے لیے پیغام دیا، اس وقت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی نسبت مطعم بن عدی کے لڑکے سے ٹھہر چکی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے لیے بڑے شرف اور برکت کا باعث تھا اس کے باوجود وہ مطعم بن عدی کے گھر گئے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے رشتے کے بارے میں دریافت کیا۔ مطعم اور اس کی بیوی نے اس بناء پر رشتے سے انکار کر دیا کہ ان کا لڑکا مذہب تبدیل نہ کر لے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اس انکار کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام قبول کر لیا۔

ربیعہ اسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میرے اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے درمیان ناخوش گوار گفتگو ہو گئی، انھوں نے ایسی بات کہی جو مجھے ناگوار گزری، یہ بات کرنے کے بعد حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو ندامت ہوئی اور انھوں نے فرمایا ''اے ربیعہ! تم بھی ویسی ہی سخت بات مجھے کہہ لو اور بدلہ لے لو۔''

2۔ مروج الذہب

Scanned with CamScanner

میں نے کہا" ایسا نہیں کہہ سکتا۔" حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا "اگر تم نہیں کہو گے تو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تمھارے خلاف چارہ جوئی کروں گا۔" میں اپنے موقف پر ثابت قدم رہا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے یہ معاملہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ربیعہ، ابوبکر رضی اللہ عنہ کی سخت بات کا جواب نہ دو البتہ یہ کہہ دو کہ اللہ تعالیٰ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو معاف کر دے۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز صبح نماز ادا کرنے کے بعد دریافت فرمایا آج تم میں سے کون روزے سے ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آج رات میری روزہ رکھنے کی نیت نہیں تھی اس لیے میں آج روزے سے نہیں ہوں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں روزے سے ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا آج تم میں سے کسی نے کسی مریض کی عیادت کی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم نے ابھی نماز ادا کی ہے اور ابھی میں کسی کے پاس نہیں گیا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھے کسی نے بتایا کہ عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ بن عوف بیمار ہیں، میں پہلے ان کی تیمارداری کے لیے گیا اور بعد میں نماز کے لیے مسجد میں آیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا تم میں سے آج کسی نے صدقہ کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ابھی صدقہ کرنے کا موقع نہیں ملا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا جس وقت مسجد میں داخل ہوا ایک سائل مانگ رہا تھا میں نے اسے صدقہ دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ابوبکر رضی اللہ عنہ، تمھیں جنت کی بشارت، تمھیں جنت کی بشارت۔"

حضرت عمر رضی اللہ عنہ مدینہ کے ایک کنارے ایک اندھی بوڑھی عورت کے پاس رات کے وقت اس کے جانوروں کو پانی پلانے اور دیگر ضروریات پوری کرنے جایا کرتے تھے۔ ایک رات جب وہاں پہنچے تو پتا چلا کہ ان سے پہلے کوئی یہ سب کام کر گیا ہے۔ کئی بار اس نیت سے آئے کہ کوئی سبقت نہ لینے پائے مگر ناکامی ہوئی۔ مگر ناکامی ہوئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک شام گھات میں لگ گئے تاکہ دیکھیں کہ وہ کون ہے جو ان سے پہلے بڑھیا کا کام کر جاتا ہے۔ دیکھا تو وہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے حالانکہ وہ اس وقت خلیفہ تھے۔ (3)

3۔ الطحاوی

Scanned with CamScanner

فتح مکہ سے قبل اعتماد اور رازداری کا بہترین نمونہ سامنے آیا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنی بیٹی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائے، وہ گیہوں چھان رہی تھیں جس سے صاف ظاہر تھا کہ کسی معرکے کی تیاری ہے مگر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے باپ کو بھی راز بتانے سے انکار کیا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پوچھا بیٹی کھانے کا سامان کیوں تیار کر رہی ہو۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے خاموشی اختیار کی۔ آپ نے پوچھا کہ کیا کسی غزوے کی تیاری ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کوئی جواب نہ دیا۔ آپ نے پوچھا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رومیوں پر چڑھائی کا ارادہ رکھتے ہیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا خاموش رہیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ کیا اہلِ نجد یا قریش پر یلغار کا ارادہ ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اب بھی سکوت فرمایا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اندازہ ہوگیا کہ ان کی بیٹی اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا راز افشا نہیں کرسکتی۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور تیاری کا سبب پوچھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قریش پر یلغار کا ارادہ ہے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے تعجب سے پوچھا کہ کیا صلح حدیبیہ کی مدت ابھی باقی نہیں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تمھیں خبر نہیں ہے کہ قریش نے ہمارے حلیف بنوخزاعہ کے ذیلی خاندان بنوکعب پر حملہ کر کے معاہدہ توڑ دیا ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے سرِ تسلیم خم کیا اور روانگی کی تیاری شروع کردی۔ (4)

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بڑے معاملہ فہم تھے، انھوں نے صلح حدیبیہ کی عظیم فتح کے بارے میں فرمایا ''دورِ اسلام میں کوئی بھی فتح حدیبیہ سے بڑھ کر نہیں ہے مگر اس دن کئی لوگوں کی فہم وفراست اللہ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مابین معاملے کو سمجھنے سے قاصر رہی حقیقت یہ ہے کہ لوگ جلد بازی کا مظاہرہ کرتے ہیں جب کہ اللہ تعالیٰ جلد بازی سے کام نہیں لیتا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے صلح حدیبیہ میں مشرکین کے ترجمان سہیل بن عمرو کو دیکھا کہ اسے معاہدے میں ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم'' اور ''محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم'' لکھنا گوارہ نہ تھا مگر حجۃ الوداع کے موقع پر وہی سہیل رضی اللہ عنہ بن عمرو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو قربانی کے جانور پیش کر رہا تھا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ذبح

4۔ المغازی۔ الواقدی

Scanned with CamScanner

کر رہے تھے جب اللہ کے رسول ﷺ نے سر کے بال منڈوائے تو سہیل رضی اللہ عنہ بن عمرو آپ ﷺ کے موئے مبارک کو اپنے ہاتھوں میں لے کر انھیں آنکھوں سے لگا رہا تھا۔(5)

جب اہل ثقیف نے اسلام کا اعلان کر دیا اور رسول اللہ ﷺ نے امان نامہ تحریر فرما دیا تو آپ ﷺ نے ان پر کسی کو امیر مقرر کرنا چاہا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مشورہ دیا کہ آپ ﷺ عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ کو امیر مقرر فرمائیں حالاں کہ وہ سب سے نوعمر تھے اس موقع پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''یارسول اللہ میں نے دیکھا کہ یہ نوجوان اسلام کا گہرا فہم حاصل کرنے اور قرآن سیکھنے کا سب سے بڑھ کر خواہش مند ہے۔''(6)

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ بن ابی العاص کا معمول تھا کہ جب ان کے وفد کے لوگ سو جاتے تو وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر قرآن کی تعلیم حاصل کرتے اور جب آپ ﷺ آرام فرما رہے ہوتے تو وہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس چلے جاتے اور اسلامی مسائل کے بارے میں رہنمائی حاصل کرتے آپ ﷺ کو عثمان رضی اللہ عنہ کی یہ عادت بہت پسند آئی اور انھیں بنی ثقیف کا امیر بنا دیا۔

غزوہ تبوک خشک سالی اور مالی تنگ دستی کی حالت میں ہوا۔ حضور اکرم ﷺ نے اس غزوے کے لیے مالی تعاون کی اپیل کی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ فیاضی میں سب سے آگے نکل گئے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو بھی پیچھے چھوڑ دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے چندے کی اپیل کی تو اس وقت میرے پاس کافی مال تھا، میں نے اس میں سے نصف مال آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں پیش کر دیا اور اپنے دل میں کہا کہ اگر میں کسی دن حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بازی لے جا سکتا ہوں تو وہ آج ہی کا دن ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنا سب مال اٹھا کر لے آئے۔ آپ ﷺ نے پوچھا ''ابوبکر تم نے اپنے گھر والوں کے لیے کیا چھوڑا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا ''میں نے ان کے اللہ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کو چھوڑا ہے۔'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ

5۔ کنز العمال

6۔ تاریخ دعوۃ الاسلام

Scanned with CamScanner

فرماتے ہیں اس دن مجھے یقین ہو گیا کہ میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پر کبھی سبقت نہیں لے جا سکتا۔ (7)

تواضع اور انکساری حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی شخصیت کی نمایاں خوبی تھی۔ جب بھی کوئی شخص آپ کی تعریف کرتا تو فرماتے خداوند کریم میرے حال سے بہتر واقف ہے۔ اگر اونٹنی پر سوار ہوتے اور مہار نیچے گر جاتی تو خود اتر کر اٹھا لیتے اور کسی سے مہار پکڑانے کو نہ کہتے۔ آپ کو کبر و غرور سے سخت نفرت تھی۔ ایک روز آپ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے وہ اپنے کپڑوں کے دامن کی طرف نگاہ کیے کچھ اس انداز سے چل رہی تھیں جس سے قدرے کبر و نخوت کی بو آتی تھی، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''بیٹی کیا تمھیں معلوم نہیں کہ خدا اس وقت تمھاری طرف سے نظریں پھیرے ہوئے ہے۔'' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے وجہ پوچھی تو فرمایا بندہ جب زینت دنیا کی وجہ سے غرور کا شکار ہو جائے تو اس وقت اس کا رب اس سے نفرت کرنے لگتا ہے اور یہ نفرت اس وقت تک باقی رہتی ہے جب تک وہ شخص آرائش ترک نہ کر دے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ بات سن کر اپنا لباس صدقہ کر دیا۔

ایک مرتبہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ یہودیوں کی ایک درس گاہ پر تشریف لے گئے اور یہودیوں کے عالم فخاص سے کہا ''افسوس ہے تجھ پر، اللہ سے ڈر اور اسلام قبول کر لے اللہ کی قسم تم یہ بات جانتے ہو کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور حق لے کر آئے ہیں اس کا ذکر تورات اور انجیل میں موجود ہے۔ فخاص نے کہا ہمیں اللہ کی ضرورت نہیں جو محتاج ہے (نعوذ باللہ) اور ہم سے مال قرض مانگتا ہے جب کہ ہم بے نیاز ہیں اور اللہ بے نیاز نہیں ہے (نعوذ باللہ)۔ اللہ کا نبی سود سے منع کرتا ہے جب کہ اللہ ہمیں سود دیتا ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ فخاص کی زبان سے اللہ کی شان میں گستاخانہ جملے سن کر اشتعال میں آ گئے اور اسے تھپڑ مار دیا اور کہا کہ اگر ہمارا تمھارے ساتھ معاہدہ نہ ہوتا تو تمھاری گردن اڑا دیتا۔ فخاص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے وضاحت مانگی تو آپ نے بتایا کہ فخاص نے اللہ کی شان میں گستاخی کی ہے۔ فخاص اپنی بات سے مکر گیا۔ اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کر کے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو سرخرو کیا:

7۔ ترمذی۔ ابوداؤد

Scanned with CamScanner

"اللہ نے ان لوگوں کی بات سن لی جنھوں نے کہا اللہ فقیر ہے اور ہم مال دار ہیں یقیناً ان کی یہ بات ہم لکھ لیں گے اور جو وہ نبیوں کو ناحق قتل کرتے رہے۔ (وہ بھی ان کے اعمال میں درج ہے) اور (قیامت کے دن) ہم ان سے کہیں گے اب جلانے والے عذاب کا مزہ چکھو۔"

(آل عمران: 181)

یہ سعادت صرف سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حاصل تھی کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں بھی لوگوں سے خطاب کیا کرتے تھے اور مختلف مسائل پر اپنی رائے کا اظہار کرتے تھے۔ ایسا ہی ایک واقعہ غزوۂ حنین کے موقع پر بھی پیش آیا۔ سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں "غزوہ حنین کے دن میں نے ایک مسلمان کو دیکھا جو ایک مشرک سے نبرد آزما تھا۔ مسلمان کے پیچھے سے ایک دوسرے مشرک نے آکر اُسے دھوکے سے قتل کرنا چاہا۔ یہ صورت حال دیکھ کر میں پیچھے سے آنے والے دھوکے باز مشرک کی طرف تیزی سے جھپٹا۔ اس نے مجھے مارنے کے لیے اپنا ہاتھ اُٹھایا تو میں نے وار کر کے اس کا ہاتھ کاٹ دیا۔ اس نے مجھے دبا کر اتنے زور سے بھینچا کہ مجھے اپنی موت کا خطرہ لاحق ہو گیا، پھر وہ گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا۔ اس دوران اس کی گرفت ڈھیلی پڑی تو میں نے اسے پرے دھکیل کر قتل کر دیا۔ اسی دوران مسلمان ہزیمت زدہ ہو کر بھاگ نکلے اور میں بھی ان کے ساتھ بھاگنے لگا۔ اچانک میں نے دیکھا کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اپنی جگہ ڈٹے ہوئے کھڑے ہیں۔ میں نے ان سے پوچھا "یہ مسلمانوں کو کیا ہو گیا ہے؟" انھوں نے جواب دیا "اللہ کا فیصلہ ہے۔" اس کے بعد لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف پلٹ آئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جو شخص اس بات کا ثبوت فراہم کر دے کہ فلاں کافر مقتول کو اس نے قتل کیا ہے تو مقتول کا ساز و سامان اسی کو ملے گا۔"

میں اپنے ہاتھوں قتل ہونے والے کافر پر کسی گواہ کو تلاش کرنے نکلا لیکن مجھے کوئی ایسا آدمی نہیں ملا جو میرے حق میں گواہی دے، چنانچہ میں تلاش بسیار کے بعد بیٹھ گیا۔ اچانک میرے دل میں خیال

Scanned with CamScanner

آیا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچ کر تمام معاملہ گوش گزار تو کروں، چنانچہ میں نے اسی طرح کیا۔ میری گفتگو سن کر رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے لوگوں میں سے ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے کہا "ابوقتادہ جس شخص کو قتل کرنے کی بات کر رہے ہیں اس کا سامان اور اسلحہ میرے پاس ہے۔ آپ ابوقتادہ کو اپنی طرف سے کچھ دے کر میری طرف سے راضی کر دیں اور سامان مجھے دلوا دیں۔" اس پر سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا کہ اللہ کے رسول اللہ ﷺ قریش کے ایک بزدل کو تو سامان دلا دیں اور اللہ کے شیروں میں سے ایک شیر کو محروم کر دیں جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی حمایت اور تحفظ کی جنگ لڑتا ہے۔"

پھر رسول اللہ ﷺ اُٹھ کھڑے ہوئے اور مجھے وہ سامان دلوا دیا۔ میں نے اس سامان کے عوض ایک باغ خریدا۔ یہ میری پہلی جائیداد تھی جو میں نے دورِ اسلام میں حاصل کی۔ (8)

اس معاملے میں رسول اللہ ﷺ کی موجودگی کے باوجود سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا فیصلہ کن لہجے میں گفتگو کرنا اور قسم اٹھانے میں سبقت لے جانا اور پھر اس سے بڑھ کر رسول اللہ ﷺ کا آپ کی گفتگو کی تصدیق کرتے ہوئے آپ کی کہی ہوئی بات کے مطابق فیصلہ صادر فرمانا درحقیقت وہ شرف و منزلت اور خصوصیت ہے جو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی اور کو میسر نہیں آئی۔

ایک دن ایسا ہوا کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں بنو ثقیف کا وفد مدینہ آیا۔ ان کا جوان بیٹا عبداللہ رضی اللہ عنہ شہید ہو چکا تھا۔ طائف میں بیٹے کو لگنے والا تیر ان کے پاس محفوظ تھا۔ جوان بیٹے کی وفات کا صدمہ کوئی معمولی نہیں ہوتا۔ وفد کے ارکان کو وہ تیر دکھایا اور پوچھا:

"تم میں سے کوئی آدمی اس تیر کو پہچانتا ہے؟" بنو عجلان کے فرد سعید بن عبید نے جواب دیا "میں نے ہی اس تیر کو تراشا، اس کے پر تیار کیے اور میں نے ہی تیر چلایا تھا۔"

8۔ البخاری

Scanned with CamScanner

سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''بلاشبہ یہی وہ تیر ہے جس کی وجہ سے عبداللہ بن ابوبکر رضی اللہ عنہ شہید ہوئے۔ سب تعریف اسی اللہ کے لیے ہے جس نے تیرے ہاتھوں عبداللہ رضی اللہ عنہ کو شہادت جیسی عزت بخشی اور تجھے بھی عبداللہ کے ہاتھوں (قتل کرا کے) رسوا نہیں کیا۔ اس نے تم دونوں کو اپنی وسیع رحمت کی آغوش میں چھپا لیا۔''[9]

رمضان المبارک 9 ہجری میں جب اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تبوک سے واپس تشریف لائے تو طائف سے بنوثقیف کا وفد اپنے اسلام کا اعلان کرنے کے لیے مدینہ منورہ آیا۔ یہ نہایت خوشی کا موقع تھا کہ ایک اڑیل قوم کے سردار مطیع ہو کر مدینہ آئے ہیں۔ جیسے ہی یہ وفد مدینہ منورہ کے قریب نمایاں ہوا تو سیدنا ابوبکر اور مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہم میں سے ہر ایک نے دوسرے سے سبقت لے جاتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس وفد کی آمد کی خوش خبری سنانے کی کوشش کی۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ یہ خوش خبری سنانے میں سبقت لے گئے۔[10]

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میری دختر حفصہ اپنے شوہر خنیس بن حذافہ رضی اللہ عنہ کی غزوہ بدر میں شہادت کے بعد بیوہ ہو گئیں۔ میں نے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی اور کہا ''اگر آپ پسند کریں تو میں آپ سے حفصہ کا نکاح کر دوں۔'' سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں سوچ کر جواب دوں گا۔ پھر وہ مجھے ملے تو کہنے لگے۔ ''میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ میں ان دنوں شادی نہ کروں۔'' پھر میں نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی اور انھیں حفصہ سے نکاح کرنے کی پیش کش کی۔ انھوں نے خاموشی اختیار کی۔ کوئی جواب نہ دیا۔ میں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی نسبت سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ پر زیادہ رنجیدہ خاطر ہوا۔ چند دن میں نے توقف کیا اور حفصہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کے سلسلے میں کسی سے گفتگو نہ کی پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حفصہ کے لیے پیغام نکاح بھیجا تو میں نے اس کا نکاح آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کر دیا۔ اس نکاح کے بعد مجھے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ ملے اور فرمانے لگے۔

9۔ (خطبہ ابوبکر صدیق: محمد احمد عاشور) 10۔ ابن ہشام

Scanned with CamScanner

''شاید آپ نے محسوس کیا ہوگا جب میں نے آپ کی پیش کش کا کوئی جواب نہیں دیا تھا۔'' میں نے کہا ''جی ہاں!'' انھوں نے فرمایا:

''آپ کی پیش کش کا جواب دینے میں صرف یہ بات رکاوٹ بنی کہ رسول اللہ ﷺ نے حفصہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کرنے کا تذکرہ فرمایا تھا۔ میں نہیں چاہتا تھا کہ رسول اللہ ﷺ کا راز افشا کروں۔ اگر نبی کریم ﷺ حفصہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ نکاح کا ارادہ ترک فرما دیتے تو میں ان سے نکاح کر لیتا۔''(11)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا:

''آج تم میں سے کس کا روزہ ہے۔''

سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا ''میرا۔''

پھر رسول اللہ ﷺ نے پوچھا:

''آج تم میں سے کس شخص نے جنازے میں شرکت کی ہے؟''

سیدنا ابو بکرؓ نے عرض کیا ''میں نے۔''

رسول اللہ ﷺ نے پھر پوچھا:

''آج تم میں سے کس شخص نے کسی مریض کی عیادت کی ہے؟''

سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا۔ ''میں نے۔''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جس شخص میں یہ صفات حمیدہ جمع ہو جائیں وہ ضرور جنت میں داخل ہوگا۔''(12)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر پر نکلے۔ جب ہم بیداء یا ذات الجیش نامی مقام پر پہنچے تو میرا ہار ٹوٹ کر کہیں کھو گیا۔ رسول اللہ ﷺ اس کی تلاش میں وہیں ٹھہر گئے اور لوگ بھی آپ کے ساتھ وہیں رک گئے۔ اس موقع پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پاس پانی تھا نہ اس

11۔ بخاری 12۔ مسلم

Scanned with CamScanner

جگہ پانی کا کوئی نام ونشان تھا، چنانچہ لوگ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر شکوہ کرنے لگے" آپ نے دیکھا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کیا کیا ہے؟ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر لوگوں کو ایسی جگہ روک رکھا ہے جہاں پانی ہی نہیں ہے اور لوگوں کے پاس بھی پانی موجود نہیں۔"

سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ میرے پاس آئے۔ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرما رہے تھے۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا:

"تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور سب لوگوں کو ایسی جگہ روک رکھا ہے جہاں پانی کا کوئی چشمہ یا کنواں نہیں ہے اور نہ ہی لوگوں کے پاس پانی ہے۔"

قصہ مختصر آپ نے مجھے ڈانٹ پلائی اور جو کچھ منشائے الٰہی تھا مجھ سے کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت آرام فرما رہے تھے۔ میں نے اس خیال سے کہ کہیں میرے بولنے اور وضاحت کرنے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آرام میں خلل نہ آ جائے، خاموشی میں ہی عافیت جانی اور سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو کوئی جواب نہ دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح تک سوئے رہے۔ چنانچہ آپ کی صبح بغیر پانی کے ہوئی۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی:

"اے ایمان والو! نشے کی حالت میں نماز کے قریب نہ جاؤ یہاں تک کہ جو تم کہہ رہے ہو اسے سمجھنے لگو اور نہ ہی ناپاکی کی حالت میں (نماز کے قریب جاؤ) یہاں تک کہ تم غسل کر لو۔ ہاں، اگر راہ چلتے (مسجد سے) گزرو تو اور بات ہے اور اگر تم بیمار ہو یا سفر میں ہو یا تم میں سے کوئی رفع حاجت سے (فارغ ہو کر) آیا ہو۔ یا تم نے عورتوں سے مباشرت کی ہو اور تمھیں پانی نہ ملے تو پاک مٹی سے تیمم کر لو، چنانچہ اسے اپنے منہ اور ہاتھوں پر مل لو، بے شک اللہ بہت معاف کرنے والا، بڑا بخشنے والا ہے۔" (النساء: 43)

سیدنا اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے اس رخصت کے نزول کی مناسبت سے فرمایا۔

"آل ابوبکر! یہ کوئی تمھاری پہلی برکت نہیں ہے۔" یعنی تمھارے سبب سے اللہ تعالیٰ نے تیمم کی

Scanned with CamScanner

اجازت عطا فرمائی اور قیامت تک کے مسلمانوں کے لیے سہولت میسر ہوگئی۔ سیدنا اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس طرح کی بہت سی برکات آل ابوبکر کی وجہ سے پہلے بھی امت کو حاصل ہو چکی ہیں۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ میں جس اونٹ پر سوار تھی ہم نے اسے اٹھایا تو ہمیں اسی کے نیچے سے ہار مل گیا۔[13]

احادیث میں جا بجا مذکور ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی جائز طرف داری کرتے تھے اور لوگوں کو آپ سے جھگڑنے اور آپ کی مخالفت کرنے سے منع فرماتے تھے۔ سیدنا ابوالدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ اسی اثناء میں سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنے تہبند کا ایک کونہ اٹھائے اپنے گھٹنے کو برہنہ کیے ہوئے سامنے سے تشریف لائے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''لگتا ہے تمھارے صاحب کا کسی سے جھگڑا ہو گیا۔''

سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام عرض کیا، پھر کہنے لگے:

''اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میرے اور خطاب کے بیٹے (عمر رضی اللہ عنہ) کے مابین ایک (معاملے میں) اختلاف پیدا ہو گیا تھا۔ میں نے جلد بازی کی۔ انھیں کچھ ملامت کر دی، پھر مجھے اپنے عمل پر ندامت ہوئی تو میں ان سے معافی کا طلب گار ہوا لیکن انھوں نے معاف کرنے سے انکار کر دیا، اب میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔''

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ فرمایا۔ ''ابوبکر! اللہ تعالیٰ تمھیں معاف فرمائے۔''

پھر ہوا یوں کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو اپنے انکار پر ندامت ہوئی۔ وہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر پہنچے اور پوچھا: کیا سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ گھر پر ہیں؟ گھر والوں نے نفی میں جواب دیا، وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ غصے کی وجہ سے سنجیدہ ہو گیا۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت دیکھ کر پریشان ہو گئے، مبادا آپ عمر رضی اللہ عنہ پر خفا ہوں۔ آپ دوزانو ہو کر بیٹھ گئے اور عرض کیا:

13۔ بخاری

Scanned with CamScanner

''اللہ کے رسول ﷺ! اللہ کی قسم! زیادتی میری تھی، اللہ کے رسول! اللہ کی قسم! زیادتی میری تھی۔''

نبی کریم ﷺ نے دو مرتبہ فرمایا:

''بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے مجھے تم لوگوں کی طرف نبی بنا کر مبعوث کیا تو تم لوگوں نے کہا ''تو نے جھوٹ بولا ہے۔'' اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا ''آپ ﷺ نے سچ کہا ہے۔ پھر ابوبکر نے اپنی جان اور اپنے مال سے میری ڈھارس بندھائی۔ کیا تم لوگ میرے دوست کو میری خاطر چھوڑ نہیں سکتے؟''

رسول اللہ ﷺ کے یہ کلمات ارشاد فرمانے کے بعد صحابہ کرام پہلے سے زیادہ محتاط ہو گئے اور اس کے بعد سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو کبھی کسی نے ایذا دیں نہ ستایا۔ (14)

ایک مرتبہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ عید کے دنوں میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے، اس وقت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس انصار کی دو بچیاں ترنم کے ساتھ اشعار گا رہی تھیں۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''کیا رسول اللہ ﷺ کے گھر میں شیطان کا باجا بجایا جا رہا ہے؟''

نبی کریم ﷺ بچیوں سے اعراض فرما کر دیوار کی طرف چہرہ مبارک کیے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

''ابوبکر! انھیں چھوڑ دو کیوں کہ ہر قوم کے لیے عید کا دن ہوتا ہے اور آج ہمارا عید کا دن ہے۔'' (15)

سیدنا ربیعہ اسلمی رضی اللہ عنہ ایک حدیث میں بیان کرتے کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت کیا کرتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک موقع پر مجھے کچھ زمین عطا فرمائی اور میری طرح سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بھی زمین کا ایک ٹکڑا مرحمت فرمایا۔ دنیا کا مال آیا تو اپنی خرابیاں بھی ساتھ لایا اور کھجور کا ایک درخت ہمارے مابین وجہ نزاع بن گیا۔ میں کہتا تھا کہ یہ میری زمین کی حدود میں ہے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ یہ میری حدود میں ہے۔ اس معاملے میں میرے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے مابین تکرار ہوئی تو سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ

14۔ بخاری

15۔ مسلم

Scanned with CamScanner

نے مجھ سے ایک ایسی بات کہی جو بات خود انھیں ناگوار گزری۔ وہ اس پر نادم ہوئے۔ انھوں نے مجھ سے کہا

''اے ربیعہ رضی اللہ عنہ! اس بات کے بدلے میں تم بھی مجھ سے ایسی ہی بات کہہ دو تاکہ بدلہ ہو جائے۔''

میں نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا تو سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''مجھے اسی طرح کہہ دو ورنہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچ کر تمھارے خلاف فریاد کروں گا۔'' میں نے کہا ''میں ایسا نہیں کروں گا۔''

سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف چل دیے۔ میں بھی آپ کے پیچھے پیچھے ہو لیا۔ میرے قبیلے بنو اسلم کے کچھ لوگ میرے پاس آئے۔ انھوں نے مجھ سے کہا: ''اللہ تعالیٰ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ پر رحم فرمائے! وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کس معاملے پر آپ کے خلاف فریاد کریں گے، جب کہ آپ کو جو کچھ کہا ہے انھی نے کہا ہے۔'' میں نے کہا ''کیا تم جانتے ہو کہ یہ کون ہیں؟ یہ ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں، ثانی اثنین ہیں۔ مسلمانوں کے سردار اور ان کی عظمت کی علامت ہیں۔ احتیاط کرو! کہیں ابوبکر رضی اللہ عنہ ادھر متوجہ نہ ہو جائیں۔ انھوں نے تمھیں میری مدد کرتے دیکھ لیا تو ناراض ہو جائیں گے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں چلے جائیں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی ناراضی کی بنا پر غصے میں آ جائیں گے اور ان دونوں کے غصے کے باعث اللہ تعالیٰ غصے میں آ جائے گا، جس کے نتیجے میں ربیعہ کی خیر نہیں۔'' انھوں نے مجھ سے پوچھا کہ ہمارے لیے کیا حکم ہے؟ میں نے کہا ''تم واپس چلے جاؤ۔''

ابوبکر رضی اللہ عنہ سیدھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف چل دیے۔ میں بھی اکیلا ان کے پیچھے پیچھے ہو لیا۔ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچ کر پیش آمدہ واقعہ لفظ بلفظ بیان کر دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری جانب دیکھا اور پوچھا:

''ربیعہ! تمھارا اور صدیق کا کیا معاملہ ہوا؟''

Scanned with CamScanner

میں نے کہا ''اللہ کے رسول ﷺ! اس طرح یہ واقعہ پیش آیا ہے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے ایک ایسی بات کہی جو بعد میں خود انھیں ناگوار گزری۔ انھوں نے مجھ سے کہا کہ تو بھی اسی طرح مجھ سے یہ بات کہہ لے جس طرح میں نے تجھ سے کہی ہے تاکہ میری غلطی کا بدلہ ہو جائے۔ میں نے اس طرح کہنے کا انکار کر دیا۔'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''تم نے ٹھیک کیا! تم انھیں اسی طرح جواب نہ دینا لیکن تم یہ کہو ''ابوبکر! اللہ تعالیٰ تمھیں معاف فرمائے۔''

چنانچہ میں نے کہہ دیا: ''ابوبکر! اللہ تعالیٰ آپ کو معاف فرمائے۔''

سیدنا حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ وہاں سے روتے ہوئے واپس چلے گئے۔ (16)

نبی کریم ﷺ کے عہد مبارک میں سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے تجارت کے لیے شام کے شہر بصرہ کا سفر کیا۔ نبی کریم ﷺ کی رفاقت اور آپ ﷺ سے گہری وابستگی کی شدید تڑپ کے باوجود آپ نے اس تجارتی سفر کو اہمیت دی اور خود رسول اللہ ﷺ نے بھی ابوبکر رضی اللہ عنہ سے شدید محبت کے باوجود آپ کو یہ سفر کرنے سے منع نہ فرمایا۔ (17)

اس سفر تجارت سے اس بات کی اہمیت واضح ہوتی ہے کہ مسلمان کے لیے حلال ذریعے سے اتنا رزق کمانا ضروری ہے جس کی بنا پر اس پر لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلانے کی نوبت نہ آئے بلکہ وہ اس رزق کے ذریعے ستم رسیدہ لوگوں کی امداد کرنے اور قیدیوں کو چھڑانے جیسے کارہائے خیر میں آگے بڑھ کر دوسرے مخیر حضرات کے ساتھ شریک ہو اور انفاق سبیل اللہ کے دیگر امور میں دولت لٹانے کے لیے دوسروں سے آگے نکلنے کی کوشش کرے۔

ابوبکر رضی اللہ عنہ خوف و رجا میں توازن کے اعتبار سے بھی نہایت عظیم شخصیت تھے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ آخرت میں کامیابی، نجات اور فلاح کے متمنی ہر مسلمان کے لیے چاہے وہ حاکم ہو یا محکوم، آقا ہو یا

16۔ مسند احمد

17۔ فتح الباری

Scanned with CamScanner

غلام، سپہ سالار ہو یا عام سپاہی ایک عملی نمونے کی حیثیت رکھتے ہیں۔

محمد بن سیرین رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''نبی کریم ﷺ کے بعد کوئی شخص اپنی طرف سے بات کرنے میں ابو بکر رضی اللہ عنہ سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا نہیں تھا۔''(18)

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا اللہ تعالیٰ پر ایمان نہایت محکم اور عظیم تھا۔ آپ کو ایمان کی حقیقت کا گہرا ادارک تھا۔ کلمہ توحید آپ کے رگ و پے میں سرایت کر گیا تھا۔ آپ کے دل و دماغ پر ایمان و یقین ہی کی حکمرانی تھی۔ کلمہ توحید کے آثار و نتائج آپ کے اعضاء و جوراح پر بھی مرتب ہوئے اور انھی آثار کی روشنی میں آپ نے اپنی حیات مستعار بسر کی۔ آپ اعلیٰ اخلاق سے آراستہ اور گھٹیا اخلاق سے پاک تھے۔ آپ شریعت الٰہی کو مضبوطی سے تھامنے کی اور رسول اللہ ﷺ کی ہدایت اور رہنمائی کی اقتداء کی بڑی شدید تڑپ رکھتے تھے۔ آپ کا ایمان باللہ سرگرمی و نشاط، عزم و ہمت، جہد مسلسل، عمل پیہم، مجاہدے، جہاد و تربیت، عزت، ترقی اور عالی مرتبے کا باعث تھا۔ آپ کے دل میں اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی عظمت کے بارے میں ایسا ناقابلِ تسخیر ایمان و یقین تھا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کوئی بھی اس معاملے میں آپ کے ہم پلہ نہیں تھا۔

سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے انھیں ذات السلاسل کے لشکر کا امیر بنا کر بھیجا، عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور پوچھا ''لوگوں میں سے آپ کو سب سے زیادہ محبوب کون ہے؟''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''عائشہ!''

میں نے کہا ''مردوں میں سے کون ہے؟''

آپ ﷺ نے جواب دیا ''عائشہ کا باپ۔''

میں نے کہا ''ان کے بعد پھر کون ہے؟''

آپ ﷺ نے فرمایا ''پھر عمر بن خطاب ہیں۔''

18۔ صفۃ الصلوۃ

Scanned with CamScanner

بعدازاں آپ ﷺ نے کئی آدمیوں کے نام لیے۔[19]

عبداللہ بن رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: صحابہ میں سے کون رسول اللہ ﷺ کو سب سے زیادہ محبوب تھا۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: ابوبکر۔ میں نے پوچھا: پھر کون؟ سیدہ رضی اللہ عنہا نے کہا: عمر۔ میں نے پوچھا: پھر کون؟

آپ نے جواب دیا: ابوعبیدہ بن الجراح۔ عبداللہ بن شقیق رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے پوچھا ان کے بعد کس کا نمبر آتا ہے۔ اس کے جواب میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا خاموش رہیں۔[20]

علم وفضل میں تمام صحابہ کرام پر آپ کے تفوق کا سبب نبی اکرم ﷺ سے آپ کی دائمی وابستگی ہے۔ آپ سفر وحضر میں شب وروز ہمیشہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہتے تھے۔ نماز عشاء کے بعد دیر تک رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھ کر باتیں کیا کرتے تھے۔ اس مجلس میں آپ کے علاوہ کوئی دوسرا صحابی نہیں ہوتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ آپ سے مسلمانوں کے معاملات کے بارے میں گفتگو فرماتے تھے۔ جب رسول اللہ ﷺ صحابہ کرام سے کوئی مشورہ طلب کرتے تو مجلس شوریٰ میں سب سے پہلے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ گفتگو کا آغاز کرتے۔ بسا اوقات ایسا ہوتا کہ آپ کے بعد کوئی دوسرا آدمی مشورہ دے دیتا اور بعض اوقات ایسا بھی ہوتا کہ آپ کے علاوہ کوئی اور گفتگو ہی نہیں کرتا تھا، چنانچہ تنہا آپ ہی کی رائے کے مطابق عمل کر لیا جاتا۔ اگر کوئی آپ کی رائے کے خلاف مشورہ دے دیتا تو اس کی رائے کے بجائے آپ ہی کی رائے کو ترجیح دی جاتی اور آپ کی رائے کی پیروی کی جاتی تھی۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے دور میں ہم کسی کو مقام ومرتبے میں سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہم پلہ نہیں سمجھا کرتے تھے۔ ان کے بعد عمر رضی اللہ عنہ پھر عثمان رضی اللہ عنہ۔[21]

سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اپنے گھر سے وضو کر کے نکلا اور دل میں یہ عہد کیا کہ آج میں دن بھر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہوں گا۔ میں مسجد پہنچا اور رسول اللہ ﷺ کے بارے

19۔ بخاری
20۔ ترمذی
21۔ بخاری

Scanned with CamScanner

میں پوچھا تو لوگوں نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ باہر نکل کر فلاں جانب تشریف لے گئے ہیں۔ میں رسول اللہ ﷺ کے تعاقب میں چل دیا، رسول اللہ ﷺ ''بئر اریس'' نامی باغ میں داخل ہو گئے۔ میں اس باغ کے دروازے کے قریب بیٹھ گیا۔ یہ دروازہ کھجور کی شاخوں کا بنا ہوا تھا۔ رسول اللہ ﷺ جب قضائے حاجت سے فارغ ہوئے اور وضو کر چکے تو میں آپ ﷺ کی خدمت میں جا کھڑا ہوا۔ دیکھا کہ آپ ﷺ ''بئر اریس'' کی منڈیر پر بیٹھے ہوئے ہیں اور آپ ﷺ نے اپنی دونوں پنڈلیوں سے کپڑا ہٹا کر انھیں کنویں میں لٹکا رکھا ہے۔ میں نے آپ ﷺ کو سلام کیا، پھر واپس آ کر باغ کے دروازے پر جا بیٹھا اور دل میں تہیہ کر لیا کہ میں آج رسول اللہ ﷺ کا دربان رہوں گا۔ اسی اثناء میں سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ آ گئے۔ انھوں نے دروازہ کھولنا چاہا۔

میں نے پوچھا ''کون ہے؟''

انھوں نے جواب دیا ''ابوبکر رضی اللہ عنہ۔''

میں نے کہا ''ذرا ٹھہریے۔'' پھر میں رسول اللہ ﷺ کے خدمت میں حاضر ہوا اور انھیں بتایا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے ہیں اور حاضر خدمت ہونے کی اجازت چاہتے ہیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

''انھیں اندر آنے کی اجازت دو اور ساتھ ہی جنت کی خوش خبری بھی سنا دو۔''

میں نے واپس آ کر سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا ''اندر آ جائیے۔ رسول اللہ ﷺ آپ کو جنت کی خوش خبری دیتے ہیں۔''

سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ اندر داخل ہوئے اور رسول اللہ ﷺ کی دائیں جانب آپ کے ساتھ منڈیر پر بیٹھ گئے اور انھوں نے بھی رسول اللہ ﷺ کی طرح اپنی پنڈلیوں سے کپڑا ہٹا کر اپنی ٹانگیں کنویں میں لٹکا دیں۔ (22)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دفعہ فرمایا۔

22۔ بخاری

Scanned with CamScanner

''جو شخص کسی چیز کا ایک جوڑا اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرے گا وہ جنت کے دروازوں سے یوں بلایا جائے۔ 'اللہ کے بندے! (اس دروازے سے جنت میں داخل ہو جا کیوں کہ) یہ دروازہ بہتر ہے۔' جو شخص نمازی ہوگا وہ 'باب الصلاۃ' (نماز کے دروازے) سے بلایا جائے گا، جو شخص اہل جہاد میں سے ہوگا وہ 'باب الجہاد' سے بلایا جائے گا، جو شخص صدقہ وخیرات کرنے والوں میں سے ہوگا کہ اسے 'باب الصدقہ' سے بلایا جائے گا اور جو شخص روزے داروں میں سے ہوگا وہ 'باب الصیام یا باب الریان' سے پکارا جائے گا۔''

سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا:

''جو شخص ان دروازوں میں سے کسی بھی دروازے سے بلالیا گیا اسے کوئی حاجت اور تکلیف نہیں رہے گی۔ لیکن اے اللہ کے رسول! کیا کوئی ایسا آدمی بھی ہوگا جسے ان سب دروازوں سے بلایا جائے گا؟''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''ہاں! اور اے ابوبکر! مجھے امید ہے کہ تم بھی انھی میں سے ہوگے۔''(23)

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہمیشہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ساتھ رہے۔ آپ نے بغور مشاہدہ کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس طرح اللہ تعالیٰ سے فریاد کرتے ہیں اور کس طرح مدد طلب کرتے ہیں۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اس عظیم عبادت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سیکھنے کے انتہائی آرزومند تھے۔ آپ چاہتے تھے کہ آپ کی دعائیں اور تسبیحات انھی الفاظ اور صیغوں کے مطابق ہوں جنھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پسند فرمایا اور ان کا حکم دیا۔ کیوں کہ کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں کہ وہ دعا، تسبیحات اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام میں مسنون و ماثور الفاظ اور صیغوں پر دوسرے خود ساختہ الفاظ کو ترجیح دے، چاہیے وہ الفاظ ظاہری طور پر کتنے ہی خوبصورت، دلربا اور عمدہ معنی والے ہوں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھلائی و خیر کے معلم اور صراط مستقیم کی طرف رہنمائی فرمانے والے تھے اور افضل اور

23۔ بخاری

Scanned with CamScanner

اکمل دعا کے سلسلے میں آپ ہی سب سے زیادہ معرفت اور علم رکھتے تھے۔

سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا:

''اللہ کے رسول! مجھے کوئی دعا سکھا دیجیے جس کے ساتھ میں اپنی نماز میں دعا کروں۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''تم یہ دعا کیا کرو:

''اے اللہ! یقیناً میں نے اپنے نفس پر بہت زیادہ ظلم کیے ہیں اور تیرے سوا گناہوں کو کوئی معاف نہیں کر سکتا، لہٰذا تو اپنی خاص مغفرت سے مجھے معاف فرما دے اور مجھ پر رحم فرما، بے شک تو معاف کرنے والا مہربان ہے۔''(24)

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا۔

''اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے ایسی دعا سکھایئے جو میں صبح اور شام کے وقت پڑھا کروں۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ یوں کہا کریں:

''اے اللہ! آسمان و زمین کو پیدا کرنے والے! ہر ظاہر اور مخفی کو جاننے والے! ہر چیز کے مالک اور پروردگار! میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی لائق عبادت نہیں۔ میں اپنے نفس کے شر سے، شیطان کے شر سے اور اس کے شرک سے تیری پناہ میں آتا ہوں اور میں (اس بات سے بھی پناہ مانگتا ہوں کہ میں) اپنے نفس کے خلاف کسی برائی کا ارتکاب کروں یا کسی مسلمان پر کوئی زیادتی کروں۔''

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صدیق اکبر سے فرمایا صبح و شام اور سوتے وقت آپ یہ کلمات کہا کریں۔(25)

سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنی دعاؤں میں یہ بھی کہا کرتے تھے:

''اے اللہ! میری آخری عمر کو میری بہترین عمر بنا، میرے خاتمہ عمل کو میرا بہترین عمل بنا اور میرا بہترین دن وہ بنا جس دن میں تجھ سے ملاقات کا شرف

24۔ بخاری 25۔ ابوداؤد

Scanned with CamScanner

حاصل کروں۔''(26)

جب سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سنتے کہ کوئی شخص ان کی مدح سرائی کر رہا ہے تو آپ یہ دعا فرماتے:

''اے اللہ! تو مجھے میرے نفس سے کہیں بڑھ کر جانتا ہے اور میں خود ان لوگوں کی نسبت اپنے بارے میں زیادہ جانتا ہوں۔ اے اللہ! یہ لوگ میرے متعلق جو گمان رکھتے ہیں مجھے اس سے بہتر بنا دے اور میرے ان گناہوں کو معاف فرما جنھیں یہ لوگ نہیں جانتے اور یہ لوگ میری توصیف میں جو باتیں کرتے ہیں ان میں میرا مواخذہ فرمانا۔''(27)

بلاشہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ اخطب الناس تھے۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی خطابت میں کچھ کم نہ تھے۔ ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ کو بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خطیب ہونے کا شرف حاصل رہا۔ جیسے حسان بن ثابت، کعب بن مالک اور عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شعراء ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔

سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی اس سلسلے میں امتیازی حیثیت یہ ہے کہ انھیں بارہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں خطبات دینے کا موقع ملا۔ ایامِ حج کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ مختلف قبائل کو اسلام کی دعوت دینے کے لیے نکلتے تو زیادہ تر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہی لوگوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تعارف کرواتے اور اسلام کے محاسن کے بارے میں بتاتے۔ ہجرت مدینہ کے وقت بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے اور سیدنا ابوبکر صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں سے خطاب کر رہے تھے۔ یہاں تک کہ نئے لوگ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو نہیں جانتے تھے انھوں نے صدیق اکبر ہی کو غلطی سے اللہ کا رسول سمجھ لیا، بعد میں انھیں پتا چلا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو تشریف فرما ہیں اور یہ ان کے خاص ساتھی سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔(28)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری جب شدت اختیار کر گئی۔ نماز کا وقت ہوا تو سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے اذان کہی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

26۔ کنز العمال 27۔ اسد لغابة 28۔ البدایہ والنہایہ

Scanned with CamScanner

''ابوبکر سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔''

آپ ﷺ سے عرض کیا گیا کہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ بڑے رقیق القلب انسان ہیں، وہ آپ کی جگہ پر کھڑے ہوں گے تو لوگوں کو نماز نہیں پڑھا سکیں گے۔

رسول اللہ ﷺ نے اپنی بات دہرائی تو آپ ﷺ کو دوبارہ وہی جواب دیا گیا۔ آپ ﷺ نے تیسری مرتبہ اپنی بات کا اعادہ فرمایا اور حکم دیا۔

''ابوبکر سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔''(29)

ایک دن سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نماز پڑھانے آئے تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے آپ کو ہلکا پھلکا اور روبہ صحت محسوس کیا، چنانچہ آپ دو آدمیوں کا سہارا لے کر گھر سے باہر تشریف لائے۔ (راوی کہتا ہے کہ) وہ منظر اب بھی میری آنکھوں کے سامنے ہے کہ رسول اللہ ﷺ شدید تکلیف کی وجہ سے اپنی دونوں مبارک ٹانگوں سے قدم گھسٹ گھسٹ کر آہستہ آہستہ تشریف لا رہے تھے۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پیچھے ہٹنا چاہا لیکن نبی کریم ﷺ نے اشارے سے آپ کو اپنی جگہ پر کھڑا رہنے کا حکم دیا۔ آپ ﷺ کو (قریب) لایا گیا حتیٰ کہ آپ ﷺ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پہلو میں تشریف فرما ہو۔

راوی کے مطابق نبی کریم ﷺ نماز پڑھا رہے تھے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کی نماز کی اقتدا کرتے ہوئے ساتھ ساتھ نماز پڑھا بھی رہے تھے اور لوگ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی اقتدا میں نماز ادا کر رہے تھے؟(30)

رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دو خلفاء دکھائے گئے جن کی خلافت عین عہدِ نبوی ﷺ کے مطابق ہوگی اور وہ آپ ﷺ کے طریقے سے ذرہ برابر انحراف نہیں کریں گے۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں:

''میں سویا ہوا تھا۔ مجھے خواب میں دکھایا گیا کہ میں اپنے حوض سے پانی نکال کر لوگوں کو پلا رہا ہوں، اتنے میں ابوبکر آ گئے۔ انھوں نے میرے ہاتھ سے ڈول لے لیا تا کہ مجھے آرام و سکون کا موقع دیں۔ انھوں نے دو ڈول کھینچے لیکن

29۔ بخاری 30۔ بخاری

Scanned with CamScanner

ان کے ڈول نکالنے میں کمزوری تھی۔ اللہ ان کی مغفرت فرمائے، پھر عمر آ گئے۔
انھوں نے ابوبکر سے ڈول لے کر (خوب پانی نکالا) میں نے کبھی اس سے
زیادہ قوت کے ساتھ ڈول کھینچتے کسی کو نہیں دیکھا۔ حتی کہ لوگ سیر ہو کر چلے گئے
اور حوض ابھی بھرا ہوا تھا اور بڑے جوش کے ساتھ پھوٹ رہا تھا۔''(31)

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ''انبیائے کرام کے خواب وحی ہیں۔ آپ کا یہ ارشاد 'ابوبکر کے ڈول نکالنے میں کچھ کمزوری تھی۔' اس سے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کی مختصر مدت، ان کی جلدی وفات اور مرتدین کے ساتھ جنگ میں مشغولیت مراد ہے۔ جس کے باعث آپ کے عہد میں زیادہ فتوحات نہ ہو سکیں جب کہ عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں اسلامی مملکت کی حدود خوب پھیلتی چلی گئیں۔''(32)

سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ مسلمانوں کے بیت المال سے لوگوں میں برابر برابر عطیات تقسیم کرتے تھے۔ امام ابن سعد رحمہ اللہ اور دیگر مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مقام ''سخ'' پر بیت المال قائم کر رکھا تھا، اس پر کوئی محافظ مقرر نہیں تھا۔ آپ سے عرض کیا گیا ''آپ بیت المال پر محافظ کیوں مقرر نہیں کرتے۔'' انھوں نے جواب دیا ''بیت المال کو کوئی خطرہ نہیں۔'' عرض کیا گیا ''کیسے؟'' آپ نے کہا ''اس پر تالا لگا ہوا ہے۔'' آپ کا طریقۂ کار یہ تھا کہ بیت المال کا سارا مال غرباء میں تقسیم کر دیتے تھے۔ جب آپ ''سخ'' سے مدینہ منورہ منتقل ہوئے تو بیت المال کو بھی ساتھ ہی منتقل کر لیا اور اسے اپنے گھر ہی قائم کیا، پھر جہینہ قبیلے کی معدنیات میں سے بہت سا مال آیا، جب کہ آپ کی خلافت ہی میں بنو سلیم قبیلے کی معدنیات بھی دریافت ہو گئی تھیں۔ ان دو مقامات سے زکوٰۃ کا مال آنا شروع ہوا تو آپ اسے بیت المال میں رکھوا دیتے، پھر لوگوں میں برابر برابر تقسیم کرتے۔ آزاد اور غلام، مرد اور عورت، چھوٹے اور بڑے سب کو برابر مال عطا فرماتے تھے۔

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ''آپ نے پہلے سال آزاد مرد اور غلام، عورت اور لونڈی سب کو دس دینار عطا کیے۔ اگلے سال بیس بیس دینار عطا کیے۔'' ایک مسلمان نے ان سے عرض کیا

31۔ مسلم
32۔ البیہقی

Scanned with CamScanner

''اے خلیفۂ رسول ﷺ! آپ نے عطیات میں سے لوگوں کو برابر عطا کیا ہے، حالاں کہ لوگوں میں کچھ سبقت اسلام اور دیگر فضائل میں ممتاز ہیں، اگر آپ ان فاضل اور قدیم الاسلام افراد کو زیادہ عطا کریں تو بہتر ہے۔'' اس پر انھوں نے جواب دیا:

''تم نے لوگوں کی اسلام میں سبقت اور ان کے فضائل و محاسن کا جو تذکرہ کیا ہے، میں اسے نہیں جانتا، ان اعمال کا ثواب تو اللہ رب العزت ہی کے ذمے ہے۔ جب کہ یہ مال ضرورت زندگی ہے، لہٰذا اس میں کسی کو ترجیح دینے کے بجائے سب کو برابر رکھنا ہی بہتر ہے۔''(33)

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے لوگوں میں عدل و انصاف کے قیام اور مساوات کے لیے منہج ربانی کی پیروی کی۔ انھوں نے ضعیفوں کے حقوق کی پاس داری کی۔ بطور خلیفہ اپنا وزن کمزور و ناتواں لوگوں کے پلڑے میں ڈالا۔

وہ نہایت توانا آواز، کھلی آنکھوں اور پرعزم ارادے کے ساتھ کمزوروں کے ہم نوا بن گئے اور ان کے اس عزم کو کسی قسم کا کوئی دباؤ کمزور نہیں کر سکا۔

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جہاد فی سبیل اللہ کی تیاری کے لیے اونٹ، گھوڑے اور اسلحہ خریدا کرتے تھے۔ ایک سال انھوں نے دیہات سے برائے فروخت آنے والی مخملی چادریں خریدیں اور موسم سرما میں مدینہ منورہ کی بیواؤں میں تقسیم کیں۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی حکومت میں محصولات کی مقدار دو لاکھ دینار تک پہنچ گئی تھی جسے انھوں نے مختلف رفاہی کاموں میں خرچ کیا۔

ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت خلافت کے بعد ایک شخص ان کی خدمت میں آیا اور اس نے ان کو ''یا خلیفۃ اللہ'' کہہ کر خطاب کیا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا:

''میں خلیفۃ اللہ نہیں ہوں بلکہ خلیفۃ الرسول اللہ ﷺ ہوں۔''(34)

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی رہائش مدینہ کے مشرق میں واقع سخ نامی گاؤں میں بھی تھی۔ یہ جگہ

33۔ الماوردی 34۔ ہیکل

Scanned with CamScanner

مدینہ کی آخری سرے کی آبادی شمار ہوتی تھی۔ ان کی رہائش بڑی معمولی درجہ کی تھی۔ یہ سادہ سا دیہاتی قسم کا مکان تھا۔ وہ خلیفہ منتخب ہو گئے، لیکن ان کا قیام اسی مکان میں رہا، نہ اسے منہدم کر کے اچھا مکان بنایا، نہ اس کی مرمت کرائی اور نہ ہی اس کی سکونت ترک کر کے کسی اور مکان میں منتقل ہوئے۔ خلیفہ منتخب ہونے کے بعد چھ مہینے وہ روزانہ اس مکان سے مسجد نبوی ﷺ میں آتے اور خلافت کے امور نمٹاتے رہے۔ دراصل اس وقت مسجد نبوی ﷺ ہی کو قصر خلافت یا دفتر خلاف کی حیثیت حاصل تھی۔ پھر بعد میں مدینہ میں واقع اپنے گھر میں منتقل ہو گئے۔

ان کا یہ چھوٹا سا مکان مدینے کے اندرونی حصے میں تھا، جس میں وہ مہاجر کی حیثیت سے آئے تھے۔ اس میں بھی انھوں نے کوئی تبدیلی نہیں کی، وہ مکان بھی اسی پہلی حالت میں رہا جس حالت میں انھیں ہجرت کے وقت ملا تھا۔ (35)

خلافت کے منصب پر متمکن ہونے سے پہلے آپ ایک لاوارث کنبے کی بکریوں کا دودھ دوہا کرتے تھے۔ جب آپ خلیفہ بن گئے تو اس کنبے کی ایک بچی کہنے لگی ''اب تو آپ ہماری بکریوں کا دودھ نہیں دوہا کریں گے۔'' یہ سن کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''اللہ کی قسم! میں یہ خدمت انجام دیتا رہوں گا۔ امید ہے کہ میری نئی ذمہ داری مجھے میری گزشتہ نیکیوں سے مانع نہیں ہوگی۔''

چنانچہ آپ حسبِ سابق ان کی بکریوں کا دودھ دوہتے رہے۔ جب وہ بچیاں اپنی بکریاں لے کر آتیں تو آپ از راہِ شفقت فرماتے ''دودھ کا جھاگ بناؤں یا نہ بناؤں؟'' اگر وہ کہتیں کہ جھاگ بنا دیں تو برتن کو ذرا دور رکھ کر دودھ دوہتے حتیٰ کہ خوب جھاگ بن جاتا۔ اگر وہ کہتیں کہ جھاگ نہ بنائیں تو برتن تھن کے قریب کر کے دودھ دوہتے تاکہ دودھ میں جھاگ نہ بنے۔ آپ مسلسل چھ ماہ تک مقام سنح میں یہ خدمت انجام دیتے رہے، پھر آپ نے خلافت کی ذمہ داریاں بڑھ جانے کے باعث مدینہ منورہ میں رہائش اختیار کر لی۔ (36)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عمر رضی اللہ عنہ

35۔ طبقات ابن سعد

36۔ طبقات ابن سعد

Scanned with CamScanner

سے کہا۔

''آیئے ہم اُم ایمن رضی اللہ عنہا کے پاس چلتے ہیں کہ جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس جایا کرتے تھے۔''

جب ہم ان کی خدمت میں پہنچے تو وہ رونے لگیں۔ دونوں نے پوچھا'' آپ کیوں رو رہی ہیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تو اللہ تعالیٰ کے پاس بہترین جزا اور صلہ ہے۔'' اس پر وہ کہنے لگیں: ''میں اس لیے نہیں رو رہی کہ مجھے یہ علم نہیں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اللہ تعالیٰ کے پاس بہترین جزا ہے۔ میں تو اس لیے رو رہی ہوں کہ آسمان سے وحی کا سلسلہ منقطع ہو گیا ہے۔'' ان کی یہ بات سن کر ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی آبدیدہ ہو گئے۔[37]

ابوبکر رضی اللہ عنہ بے پناہ سیاسی بصیرت کے حامل تھے اور حالات کے نشیب و فراز پر گہری نگاہ رکھتے تھے۔ اپنے دور کی حکومتوں اور ان کے قوانین سے بھی پوری طرح آگاہ تھے۔ اس وقت ایران اور روم کی دو مملکتوں کا تمام دنیا میں شہرہ تھا اور کسی معاصر حکومت کو ان کے سامنے سر اٹھانے کی جرأت نہ تھی۔ جمہوریت کا اس زمانے میں کہیں نام و نشان نہ تھا، تمام حکومتیں جبر و آمریت کی بنیاد پر قائم تھیں۔ رعایا ان کے ہاتھوں سخت تکلیف میں مبتلا تھی۔ ملک کے ہر شہری کو انھوں نے دبا کر رکھا ہوتا اور لوگوں سے اچھوتوں کا سا برتاؤ روا رکھا جاتا تھا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں دنیا کی ان دو عظیم مملکتوں کے جو علاقے مسلمانوں کے ہاتھوں فتح ہوئے، وہاں کامل مساوات کا قانون نافذ کیا گیا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فوج کے سربراہوں کے نام حکم جاری کیا کہ بلا امتیاز مذہب و ملت سب سے یکساں معاملہ کیا جائے، کسی سے بے گار نہ لی جائے، کسی کو محکوم اور مفتوح سمجھ کر مبتلائے اذیت نہ کیا جائے، چھوٹے بڑے ہر طبقے کے لوگوں سے عدل و انصاف کیا جائے، کسی قوم کی عبادت گاہوں کو منہدم نہ کیا جائے، مذہبی اور معاشرتی آزادی کا کھلے الفاظ میں اعلان کیا جائے۔

مفتوحہ علاقے کے لوگوں نے مساوات کا کبھی نام بھی نہیں سنا تھا۔ وہ مسلمانوں کے اس طرز

37۔ مسلم

Scanned with CamScanner

عمل اور طریق گفتگو سے نہایت خوش ہوئے اور بہت سے لوگ صرف ان کے اس رویے سے متاثر ہو کر دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے۔ (38)

ایک بدوی خاتون نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے پوچھا ''اے خلیفہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم! جاہلیت کے بعد اللہ تعالیٰ نے ہمیں اسلام کی وجہ سے جو نعمت عطا کی ہے، ہم اس پر کب تک قائم رہیں گے؟''

آپ نے فرمایا:

''تم لوگ اس پر اس وقت تک قائم رہو گے جب تک تمھارے حکمران اسلام پر قائم رہیں گے۔''(39)

وہ کہنے لگی ''حکمرانوں سے کون لوگ مراد ہیں؟'' آپ نے فرمایا ''کیا تمہاری قوم کے شرفاء اور سردار نہیں ہیں جو قبیلے والوں کو حکم دیتے ہیں اور وہ ان کی اطاعت کرتے ہیں؟''

اس نے عرض کیا ''بالکل ہیں۔''

آپ نے فرمایا: ''حکمران یہی لوگ تو ہیں۔''

ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سامنے کوئی ایسا مسئلہ پیش آتا جس کی اصل کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ سے نہ ملتی تو وہ اس میں اجتہاد کرتے اور کہا کرتے تھے:

''میں اپنی رائے سے اجتہاد کر رہا ہوں۔ اگر میرا اجتہاد درست ہے تو یہ اللہ کی طرف سے ہے، اگر یہ غلط ہے تو یہ میری کوتاہی ہے اور میں اپنی اس کوتاہی پر اللہ سے معافی مانگتا ہوں۔''

جب بھی ان کے پاس کوئی مسئلہ آتا تو وہ کتاب اللہ سے اس کا حل ڈھونڈتے۔ اگر مل جاتا تو اس کے مطابق فیصلہ کرتے۔ اگر نہ ملتا تو پھر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے اس بارے میں پوچھتے۔ ایسے موقعوں پر آپ کہا کرتے تھے۔

''اللہ کا شکر ہے ہم میں ایسے لوگ موجود ہیں جنھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو محفوظ کر رکھا ہے۔''(40)

38۔ بخاری 39۔ ہیکل 40۔ طبقات ابن سعد

Scanned with CamScanner

ابو بکر رضی اللہ عنہ لوگوں کی اصلاح کیا کرتے تھے اور انھیں صحیح اعمال اپنانے کا حکم دیتے تھے۔ میمون بن مہران رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے بھری محفل میں ابو بکر رضی اللہ عنہ کو خاص کرتے ہوئے سلام کیا تو اس پر آپ نے ناراضی کا اظہار کرتے ہوئے دریافت فرمایا:

''تم نے تمام حاضرین میں سے صرف مجھ کو سلام کیوں کیا؟''

ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اپنی اولاد کی تربیت نہایت اعلیٰ معیار پر کی تھی۔ وہ انھیں بطور خاص ہمسایوں کے حقوق سے آگاہ کرتے اور ان کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیتے تھے۔ ایک مرتبہ انھوں نے دیکھا کہ ان کا بیٹا عبدالرحمٰن اپنے ہمسایے سے تکرار کر رہا ہے تو بیٹے سے فرمایا۔

''اپنے ہمسائے سے مت جھگڑو کیوں کہ یہ ہمسایہ تو یہیں رہے گا اور لوگ (تمھاری تکرار کی خبریں لے کر) چلے جائیں گے۔''

ابو بکر رضی اللہ عنہ کے دور میں یمن میں ایک اور فتنے نے سر اٹھایا جسے طاقت استعمال کر کے ختم کر دیا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر بعض یمنی یہودی عورتوں اور حضر موت سے بعض بد بخت خواتین نے اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر بڑی خوشی منائی۔ انھوں نے اس موقع پر فسق و فجور اور لہو و لعب پر مشتمل رنگین راتوں کا اہتمام کیا جن میں وہ بدکاری کی ترغیب دیتی تھیں۔ ان راتوں میں شیطان اور اس کے چیلے ان کے ساتھ مل کر رقص کرتے رہے۔ لوگوں کے دین اسلام سے منحرف ہونے، سرکشی اور بغاوت کی دعوت دینے اور مسلمانوں کے خلاف سر بر پیکار ہونے پر شیطان، اس کے چیلے اور یہ خواتین بے حد خوش تھیں۔ یہ زمانۂ جاہلیت میں بے حیائی اور فواحش کی دل دادہ تھیں۔ جب اسلام آیا تو اس نے اپنی نظافت و پاکیزگی کی بناء پر انھیں ان کی بے ہودگیوں سے روک دیا۔ یہ ممانعت انھیں ایسی لگی جیسے وہ کسی جیل میں بند ہو گئی ہوں جس میں ان کی سانس بند ہو جائے گی اور وہ دم گھٹنے سے مر جائیں گی، اسی لیے جب انھیں پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی خبر ملی تو انھوں نے اسلام اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف اپنے خبث باطن کا برملا اظہار شروع کر دیا۔ انھوں نے ہاتھوں پر مہندی لگائی اور خوشی سے دف بجا بجا کر گیت گانا شروع کر دیے۔ اسود عنسی کی نئی حکومت نے ان کی دلی تمنائیں پوری کر دیں۔ ان

Scanned with CamScanner

خواتین کی اکثریت امیر لوگوں میں سے تھی اور بقیہ یہودی عورتیں تھیں۔ یہودی اور عربی رؤسا دونوں گروہوں کے بہت سے مفادات اسلام کی بنیادوں کو کھوکھلا کرنے اور اسلام کی عمارت کو گرانے سے ہی حاصل ہو سکتے تھے۔

تاریخ میں اس تحریک کو "حرکۃ البغایا" یعنی بدکار عورتوں کی تحریک کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ یہ تیس کے قریب بدکار عورتیں تھیں جو حضر موت کے دیہاتوں اور بستیوں میں آباد تھیں۔ ان میں سے مشہور ترین "ہربنت یامن" یہودیہ تھی۔ اس کی زناکاری ضرب المثل بن چکی تھی۔

تاریخ کے اوراق بتاتے ہیں کہ بدکردار مرد جاہلیت میں اس کے پاس باری باری آتے تھے۔ لیکن ان بدکردار عورتوں کو کھل کھیلنے کی اجازت نہیں دی گئی مبادا وہ پورے معاشرے کو برباد کر دیں۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ان کی خبر ملی۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے علم میں یمن کی دو عورتوں کا معاملہ لایا گیا جن میں سے ایک نے حضر موت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف اور دوسری نے عام مسلمانوں کی مذمت میں اشعار گائے تھے۔ علاقے کے گورنر مہاجر بن ابی امیہ رضی اللہ عنہ نے ان دونوں عورتوں کو ان کے ہاتھ کاٹ کر اور ان کے سامنے والے اوپر اور نیچے کے دو دو دانت اکھاڑ کر سزا دی۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پہلی عورت کے لیے یہ سزا ناکافی سمجھتے ہوئے اپنے گورنر کو یہ خصوصی خط لکھا:

> "جس عورت نے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کی تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب و شتم کا نشانہ بنایا تھا، اگر آپ اس کے بارے میں فیصلہ نہ کر چکے ہوتے تو میں اسے قتل کرنے کا حکم دیتا کیوں کہ انبیائے کرام علیہم السلام کی شان میں گستاخی کی سزا دیگر سزاؤں جیسی نہیں ہوتی۔ اگر یہ کام کوئی مسلمان کرے تو وہ مرتد ہو جائے گا اور اگر کوئی معاہد کرے تو وہ عذر دار جنگجو شمار کیا جائے گا۔"(41)
>
> "جب تم ابوبکر کی خدمت میں حاضر ہو گے تو انھیں اطلاع دینا کہ بدکار عورتوں نے کیا کیا گل کھلائے ہیں۔ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر خوشی کے شادیانے بجائے ہیں اور اپنے ہاتھ مہندی سے رنگے ہیں، لہٰذا آپ تیز دھار

(41) طبری

تلوار تھامے اور ان کے ہاتھ ایسی تیز اور سفید تلوار سے کاٹ ڈالیے جس طرح بادلوں میں بجلی چمکتی ہے۔"

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے وہاں پر موجود اپنے گورنر مہاجر بن ابی امیہ رضی اللہ عنہ کو ایک خط لکھا جس میں ان بدکار عورتوں کے معاملے میں احتیاط کے ساتھ جلدی اور سختی کرنے کا یوں حکم دیا۔

"جب میرا یہ خط تمھیں مل جائے تو تم اپنے پیدل اور گھڑ سوار دستوں کے ساتھ ان عورتوں کی طرف روزانہ ہو جانا اور ان کے ہاتھ کاٹ ڈالنا۔ اگر تمھارے راستے میں کوئی شخص رکاوٹ بنے تو اسے دلیل سے سمجھانا اور ان کے سنگین جرم سے اسے آگاہ کرنا۔ اسے بتانا کہ اس کی یہ مزاحمت گناہ کی حمایت اور اسلام دشمنی کے مترادف ہے، اگر وہ لوٹ جائے تو اس کا عذر قبول کر لینا اور اگر وہ اپنے موقف پر ڈٹ جائے تو تم اس سے بھی جنگ کرنا۔ بلاشبہ اللہ خیانت کاروں کے فریب کو کامیاب نہیں ہونے دیتا۔"

سیدنا مہاجر بن ابی امیہ رضی اللہ عنہ نے جب آپ کا یہ مکتوب پڑھا تو اپنے جوانوں اور گھڑ سوار دستوں کو ساتھ لے کر ان خبیث عورتوں کی طرف روانہ ہو گئے۔ لیکن حضرموت اور کندہ کے کچھ لوگ ان کے آڑے آ گئے۔ آپ نے انھیں سمجھانے کی کوشش کی مگر وہ مرنے مارنے پر تل گئے، تاہم ان میں سے کچھ لوگ بات سمجھ گئے اور واپس چلے گئے۔ مسلمانوں نے باقی ماندہ دشمنان اسلام کو عبرت ناک شکست سے دوچار کیا اور ان باغی خبیث عورتوں کے ہاتھ کاٹ دیے۔ ان میں سے اکثر مر گئیں اور کچھ کوفہ بھاگ گئیں۔ انھیں اپنے کیے کی سزا اسلام کے نظام عدل کے مطابق مل گئی۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے امیر نے انھیں گرفتار کر کے ان پر بغاوت کی حد جاری کر دی۔

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بڑے صاحب بصیرت، بالغ نظر اور معاملہ فہم خلیفہ تھے، اس لیے جہاں ضرورت ہوتی بڑا سخت موقف اختیار کرتے اور جہاں عفو و درگزر سے کام لینے کی ضرورت ہوتی عفو و درگزر سے کام لیتے۔ آپ کی دلی تمنا تھی کہ مختلف قبائل اسلام کے جھنڈے تلے جمع ہو جائیں۔ یہ آپ کی حکیمانہ سیاست تھی کہ سرکش قبائل کے زعماء میں سے جو حق کی طرف لوٹ آتے، ان سے

Scanned with CamScanner

درگزر فرماتے۔ جب آپ نے یمن کے مرتد قبائل کو اپنا مطیع کرلیا، اسلامی حکومت اور مسلمانوں کی عظیم قوت وطاقت کا مظاہرہ کر دکھایا تو مرتد قبائل دوبارہ حلقہ بگوشِ اسلام ہوگئے اور اسلامی حکومت کے زیر نگیں آ گئے۔ اب سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مناسب سمجھا کہ ان قبائلی زعماء کی تالیف قلبی کے لیے ضروری ہے کہ ان کے خلاف قوت استعمال کرنے کے بجائے نرمی اور شفقت کا برتاؤ کیا جائے، لہٰذا انھوں نے ان سرداروں کی سزا معاف کردی، ان سے نرم رویہ اختیار کیا اور یوں ان کے قبائلی اثر ورسوخ کو اسلام اور مسلمانوں کے مفاد میں استعمال کیا۔

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے یہ حسنِ سلوک قیس بن یغوث مرادی اور عمرو بن معدیکرب سے بھی کیا جو عرب کے عظیم لیڈر، بڑے سوار اور نہایت دلیر انسان تھے، لہٰذا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے انھیں سزا دینا مناسب نہ سمجھا بلکہ ان کی خدمات اسلام کے لیے مختص کرنے کی خواہش کی اور انھیں اسلام اور ارتداد میں متردد ہونے سے بچانے کی فکر کی، چنانچہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عمرو سے کہا:

> ''کیا تم اس میں رسوائی محسوس نہیں کرتے کہ تم ہر روز شکست کھاتے اور قیدی بن جاتے ہو؟ اگر تم اپنی قوت وطاقت اس دینِ حنیف کی خدمت کے لیے استعمال کرتے تو اللہ تعالیٰ تمھیں عزت وشان سے نوازتا۔''

اس پر عمرو نے عرض کیا ''بے شک، اب میں یہ کام ضرور کروں گا اور دوبارہ کبھی مرتد ہونے کا سوچوں گا بھی نہیں۔'' چنانچہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے انھیں آزاد کردیا اور عمرو حسب وعدہ پھر کبھی مرتد نہیں ہوئے بلکہ بڑے مضبوط اور اعلیٰ ایمان والے مسلمان ثابت ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی مدد کی اور انھیں عظیم فتوحات نصیب ہوئیں۔

اسی طرح قیس بن شاہ یغوث بھی اپنے کیے پر نادم ہوا تو سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اسے بھی معاف کردیا۔ یمن کے ان دو عرب شہ سواروں کو معافی دینے کے بڑے شان دار نتائج برآمد ہوئے۔ ان کے ذریعے سے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں کی ڈھارس بندھائی اور راہِ راست پر آنے کا موقع دیا جو مرتد ہونے کے بعد خوف یا طمع کی وجہ سے دوبارہ مسلمان ہوگئے تھے۔

Scanned with CamScanner

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اشعث بن قیس کو بھی معاف کر دیا۔ اس طرح آپ نے ان کے قبیلہ کے دل جیت لیے، چنانچہ وہ مستقبل میں اسلام کے مددگار اور مسلمانوں کی قوت بن گئے اور مرتدین کے خلاف عظیم طاقت کے روپ میں سامنے آئے۔[42]

سیدنا مثنیٰ رضی اللہ عنہ بن حارثہ شیبانی کی قوم کا مذعور بن عدی نامی ایک شخص سیدنا مثنیٰ سے الگ ہو گیا۔ اس نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خط لکھا:

''میں بنو عجل کا شاہ سوار ہوں اور صبح سویرے زوردار حملہ کرنے کا ماہر ہوں۔ میرے ساتھ میرے خاندان کے لوگ ہیں۔ ان میں سے ہر شخص سو آدمیوں پر بھاری ہے۔ میں اس علاقے سے بخوبی واقف ہوں اور جنگی جرأت اور زمینی حقائق کا بخوبی ادراک رکھتا ہوں، آپ مجھے 'سواد' یعنی عراق کے زرخیز علاقے کا امیر مقرر کر دیں۔ ان شاء اللہ میں اسے فتح کر لوں گا۔''

سیدنا مثنیٰ رضی اللہ عنہ نے بھی مذعور بن عدی کے متعلق سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خط لکھ کر یہ اطلاع دی ''میں خلیفۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دے رہا ہوں کہ میری قوم کا ایک شخص مذعور بن عدی ہے۔ وہ بنو عجل کنبے کا ایک فرد ہے۔ اس کے ساتھ اس کے چند ساتھی بھی ہیں، وہ میری مخالفت کر رہا ہے اور امارت کے بارے میں جھگڑ رہا ہے۔ میں آپ کو اطلاع دینا مناسب سمجھتا ہوں تاکہ آپ اس کے بارے میں اپنا حکم صادر فرمائیں۔''

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مذعور بن عدی کو جوابی خط بھیجا:

''تمھارا خط مل گیا۔ میں تمھارا مقصود سمجھ گیا۔ بلاشبہ تم ویسے ہی ہو جیسا کہ تم نے لکھا ہے۔ تمھارا کنبہ بھی بلاشبہ بہترین کنبہ ہے۔ میرا خیال یہ ہے کہ تم خالد رضی اللہ عنہ کے لشکر میں شامل ہو جاؤ اور انھی کے ساتھ رہو۔ جب تک وہ عراق میں ہیں انھی کے ساتھ رہنا۔ جب وہ عراق سے روانہ ہوں تو تم بھی ان کے ساتھ روانہ ہو جانا۔''

42۔ الصدیق اول الخلفاء، للشرقاوی

Scanned with CamScanner

آپ نے سیدنا مثنیٰ بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو لکھا:

"تمھارے عجلی ساتھی نے مجھے خط لکھا اور کچھ اختیارات مانگے۔ میں نے اسے حکم دیا ہے کہ وہ خالد رضی اللہ عنہ کے لشکر میں شامل ہو جائے۔ اب تمھیں یہ خط لکھ رہا ہوں کہ تم خالد رضی اللہ عنہ کے عراق سے چلے جانے تک عراق میں رہنا۔ جب سیدنا خالد رضی اللہ عنہ عراق سے روانہ ہو جائیں تو تم اپنا عہدہ سنبھال لینا۔ یقیناً تم ہر اضافی اعزاز کے قابل اور ہر فضیلت کے مستحق ہو۔"

سیدنا خالد رضی اللہ عنہ کو عراق بھیجنے کی تاریخ ماہ رجب یا محرم 12 ہجری ہے۔ (43)

خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے لوگ گرفتار کر کے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں مدینہ منورہ بھیجے، ان میں عینیہ بن حصن بھی تھا۔ سیدنا خالد رضی اللہ عنہ نے اسے سزا دینے کے لیے اس کی مشکیں کس دی تھیں۔ ذلیل و رُسوا کرنے اور دیگر لوگوں کو عبرت دلانے کے لیے اس کے ہاتھ اس کی گردن سے باندھ کر مدینہ منورہ روانہ کر دیا۔ جب وہ اسی رُسوا کن حالت میں مدینہ منورہ پہنچا تو مدینہ منورہ کے بچے اس کا مذاق اڑانے لگے اور اسے گھونسے مار مار کر کہنے لگے "اے اللہ کے دشمن! تم اسلام سے پھر گئے تھے؟" وہ جواب دیتا تھا "اللہ کی قسم! میں کبھی مسلمان ہوا ہی نہیں تھا۔" اسے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کیا گیا تو آپ نے اسے حلم و کرم اور ناقابل یقین عفو و درگزر سے نوازا۔ اس کی مشکیں اور ہاتھ کھولنے کا حکم دیا، پھر اسے توبہ کرنے کی تاکید فرمائی۔ عینیہ نے اسی وقت اپنی توبہ کا اعلان کر دیا، اپنے گزشتہ برے اعمال سے معذرت کی اور مسلمان ہو گیا۔ بعد ازاں اس نے بڑی قابلِ رشک اسلامی زندگی گزاری۔ (44)

سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ہر کام میں عالی ہمتی اور مستقل مزاجی کا ثبوت دیا۔ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نہایت سچے پیروکار تھے اور اپنی زندگی کو انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کے قالب میں ڈھال لیا تھا۔ انتہائی بامقصد زندگی بسر کی اور جو قدم اٹھایا نہایت سوچ سمجھ کر اٹھایا، جس سے تعلق قائم کیا اللہ کی رضا کے لیے کیا اور ہر معاملے میں اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو سامنے رکھا۔ ان کی سختی اور نرمی سب اسلام

43۔ البدایہ والنہایہ 44۔ الصدیق اول الخلفاء: للشرقاوی

Scanned with CamScanner

کے لیے تھی اور اسلام ہی ان کا مرکز عمل تھا۔ ان کی کتاب حیات کا ہر ورق حسن سیرت سے معمور تھا اور ہر صفحہ صالحیت کا دل آویز آئینہ تھا۔ ان کا رہن سہن، ان کی معاشرت، ان کے طور طریقے، ان کے گفتار و کردار کی ہر جھلک، اطاعت خداوندی اور تعلیمات نبوی سے ہم رنگ تھی۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ لوگو نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو۔ نبی ﷺ کا فرمان ہے کہ کفر اور اسلام کے درمیان اصل فرق نماز کا ہے۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا اللہ اور رسول ﷺ کے اس فرمان پر کامل ایمان تھا، اس لیے انھوں نے ان لوگوں کے ساتھ جنگ کی جو نماز اور زکوٰۃ میں فرق کرتے تھے اور کہتے تھے کہ وہ نماز ضرور پڑھیں گے، لیکن زکوٰۃ ادا نہیں کریں گے۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کا نقطہ نظر یہ تھا کہ اور یہی صحیح تھا کہ جس طرح نماز فرض ہے، اسی طرح زکوٰۃ فرض ہے۔ مسلمان وہ ہے جو دونوں کو برابر کا درجہ دیتا اور دونوں پر عمل کرتا ہے۔ جو شخص زکوٰۃ ادا کرنے سے انکار کرے، اگرچہ نماز پڑھتا ہو، اس سے باقاعدہ جنگ کی جائے گی اور انھوں نے جنگ کی۔ (45)

جنگ یمامہ میں شہید ہونے والے مسلمانوں میں ایک بڑی تعداد حفاظ قرآن کی بھی تھی۔ اسی وجہ سے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے مشورے پر سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے قرآن مجید کی تدوین کا منصوبہ بنایا۔ انھوں نے چمڑے کے ٹکڑوں، ہڈیوں، کھجور کی شاخوں پر لکھے ہوئے قرآن مجید اور حفاظ کرام کے سینوں میں محفوظ قرآن مجید کو ایک جگہ جمع کرنے کا اہتمام کیا۔

سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس عظیم دینی اور تاریخی کام کی ذمہ داری سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو سونپی۔ سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اس بارے میں بیان کرتے ہیں کہ جنگ یمامہ کے شہداء کی خبر ملنے پر سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مجھے بلایا، میں حاضر ہوا تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بھی ان کے پاس موجود تھے۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

> ''میرے پاس عمر رضی اللہ عنہ آئے ہیں۔ انھوں نے کہا ہے 'جنگ یمامہ میں بہت سے قرائے کرام شہید ہو گئے ہیں۔ مجھے ڈر ہے کہ اگر اسی طرح مختلف جنگوں میں حفاظ قرآن اور قرائے کرام شہید ہوتے رہے تو قرآن مجید کا بڑا حصہ ان

45۔ ہیکل

Scanned with CamScanner

کے ساتھ ہی ختم ہو جائے گا۔ لہٰذا میرا مشورہ ہے کہ آپ قرآن مجید کو ایک جگہ جمع کرنے کا حکم جاری فرمائیں۔' اس پر میں نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہا میں ایسا کام کیسے کر سکتا ہوں جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا؟' سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے پھر کہا اللہ کی قسم! یہ کام بہت بہتر ہے۔' پھر عمر رضی اللہ عنہ مجھ سے مسلسل اسی موضوع پر گفتگو کرتے رہے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے اس کام کے لیے میرا سینہ کھول دیا اور عمر رضی اللہ عنہ کی طرح میں بھی قائل ہو گیا۔''

سیدنا زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا:

''بے شک آپ ایک جوان اور عقل مند آدمی ہیں۔ ہم آپ کو کوئی اتہام بھی نہیں دیتے۔ آپ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں بھی وحی لکھا کرتے تھے، لہٰذا قرآن مجید کو تلاش کر کے یکجا کر دیجیے۔''

سیدنا زید فرماتے ہیں ''اللہ کی قسم! اگر سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ مجھے کسی پہاڑ کو دوسری جگہ منتقل کرنے کا حکم دیتے تو وہ میرے لیے قرآن مجید کو جمع کرنے سے زیادہ مشکل نہ ہوتا۔ میں نے قرآن مجید کو کھجور کی ٹہنیوں، پتھر کی سلیٹوں، چمڑے کے ٹکڑوں، اونٹوں کے شانوں کی ہڈیوں سے ڈھونڈ ڈھونڈ کر اور مسلمانوں کے سینوں سے حاصل کر کے لکھنا اور جمع کرنا شروع کر دیا حتیٰ کہ مجھے سورۂ توبہ کا آخری حصہ سیدنا ابوخزیمہ انصاری رضی اللہ عنہ کے پاس ملا۔ (46)

سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے سیدنا خالد رضی اللہ عنہ اور عیاض رضی اللہ عنہ کو خط میں لکھا تھا کہ وہ ان فوجیوں کو ساتھ لے کر جائیں جو مرتدین کے خلاف جہاد میں شرکت کر چکے تھے یا ان مسلمانوں کو ترجیح دیں جو اس فتنے میں ثابت قدم رہے تھے اور جو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد مرتد ہو گئے تھے ان میں سے کسی بھی شخص کو ساتھ لے کر نہ جائیں حتیٰ کہ خلیفہ ان کے بارے میں کوئی فیصلہ کر لیں، چنانچہ ان جنگوں کی ابتداء میں کوئی سابق مرتد شریک نہ ہو سکا، البتہ جب ان کی استقامت ثابت ہو گئی تو بعد میں وہ بھی شریک ہو گئے۔ (47)

46۔ بخاری
47۔ طبری

Scanned with CamScanner

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس بحرین سے مال آیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے لوگوں میں منادی کرادی۔ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو مال دینے کا وعدہ کیا تھا تو وہ ہمیں آکر بتائے۔ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وعدے کا ایفا کریں گے۔ میں نے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے دونوں ہاتھ جوڑ کر پیالہ سا بناتے ہوئے فرمایا تھا:

''جب بحرین سے مال آئے گا تو میں تمھیں اس طرح اور اتنا مال دوں گا۔''

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مجھے ایک لپ بھر کر درہم دیے اور کہا انھیں شمار کرو۔ میں نے شمار کیا تو وہ پانچ سو تھے۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا ایک ہزار اور لے لو۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے ہر اس شخص کو دیا جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وعدہ کیا تھا۔ (48)

سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے سیدنا خالد رضی اللہ عنہ کو لکھا:

''ایرانیوں کے ساتھ نرمی کرنا اور جو قومیں ان کے ملک میں آباد ہیں ان کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا۔''

سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جہادی کمانڈروں کو اہلِ عراق اور کسانوں سے خصوصی ہمدردی کا حکم دیا۔ ان کی تڑپ اور طلب یہ تھی کہ وہ لوگ اسلام میں داخل ہو جائیں اور اُن کے ذرائع پیداوار محفوظ ہو جائیں۔ وہ بخوبی جانتے تھے کہ ان کے بغیر کوئی حکومت قائم نہیں رہ سکتی۔ آپ یہ بھی جانتے تھے کہ کاشتکاری نہایت اہم پیشہ اور لوگوں کے روزگار اور معیشت کا بڑا اہم ذریعہ ہے۔

جب سیدنا خالد رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فوجی کمک طلب کی تو انھوں نے سیدنا قعقاع بن عمرو تمیمی رضی اللہ عنہ کو بھیج دیا۔ آپ سے کہا گیا ''کیا آپ صرف ایک شخص کو ایسے آدمی کے لیے بطور کمک بھیج رہے ہیں جس کا لشکر پسپا ہو چکا ہے؟''

آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''جس لشکر میں قعقاع جیسے جری ہوں وہ کبھی شکست نہیں کھاتا۔''

48۔ بخاری، مسلم

Scanned with CamScanner

یہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی فراست تھی جو آنے والے واقعات کی روشنی میں صحیح ثابت ہوئی۔ یقیناً ابوبکر رضی اللہ عنہ علم الرجال کے سب سے بڑے ماہر تھے۔ انھیں بیشتر لوگوں کی مختلف صفات اور مہارتوں کا بخوبی علم تھا۔[49]

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں اہلِ فارس کے خلاف ہونے والے پہلے باضابطہ معرکے میں مسلمانوں کی قیادت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اور اہل فارس کی قیادت ہرمز کے ہاتھ میں تھی۔ ہرمز اپنی خباثت اور بدباطنی میں بڑا مشہور تھا۔ اس نے سیدنا خالد رضی اللہ عنہ کے خلاف ایک خفیہ چال چلی۔ اس نے اپنے باڈی گارڈز کے ساتھ مل کر پروگرام بنایا کہ وہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو مقابلے کا چیلنج دے گا اور چیلنج دیتے ہی اس کے محافظ سیدنا خالد رضی اللہ عنہ پر دھوکے سے حملہ کر دیں گے، لہٰذا ہرمز آگے بڑھا۔ اس نے سیدنا خالد کو مقابلے کے لیے للکارا۔ سیدنا خالد رضی اللہ عنہ نے اس کا چیلنج قبول کر لیا۔ وہ مقابلے کے لیے فوراً میدان میں اتر آئے۔ دونوں کا مقابلہ ہوا۔ سیدنا خالد رضی اللہ عنہ نے اسے اپنی شمشیرِ تابدار کی زد میں لے لیا۔ اس دوران ہرمز کے محافظ سیدنا خالد رضی اللہ عنہ پر ٹوٹ پڑے۔ انھوں نے سیدنا خالد کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔ سیّدنا خالد ہرمز کو قتل کرنے میں تو کامیاب ہو گئے لیکن خود کو بھی دشمن کے نرغے میں پایا۔ اب ان کے چاروں طرف ہرمز کے باڈی گارڈز کی تلواریں چمک رہی تھیں لیکن وہ ذرا بھی ہراساں نہیں ہوئے۔ اسی دوران شیر دل مجاہد قعقاع بن عمرو رضی اللہ عنہ نے یہ منظر دیکھا تو وہ اپنے گھڑ سواروں کے ساتھ ہرمز کے باڈی گارڈز پر ٹوٹ پڑے۔ اُدھر سیدنا خالد رضی اللہ عنہ بھی ان لوگوں سے خوب نبٹ رہے تھے، چنانچہ قعقاع رضی اللہ عنہ اور خالد نے مل کر ہرمز کے تمام باڈی گارڈز کو قتل کر دیا۔[50] ادھر سیدنا قعقاع رضی اللہ عنہ کے پیچھے مسلمانوں نے ہرمز کی فوج پر ایسا حملہ کیا کہ ایرانی فوج شکست کھا گئی۔ یہ پہلا موقع تھا جب سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی سیدنا قعقاع رضی اللہ عنہ کے بارے میں کہی ہوئی بات سچ ثابت ہوئی۔ انھوں نے فرمایا تھا:

''جس لشکر میں قعقاع جیسے جواں مرد ہوں وہ کبھی شکست نہیں کھایا کرتا۔''[51]

49۔ طبری
50۔ طبری
51۔ طبری

Scanned with CamScanner

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جب فتنہ ارتداد سے فارغ ہوئے تو ان کی توجہ اہل فارس کی جانب مبذول ہوئی کیوں کہ وہ نوازئیدہ اسلامی مملکت کے لیے مستقل خطرہ تھے اور انھوں نے فتنہ ارتداد میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا تھا۔ بصرہ سے چار میل کے فاصلے پر الحفیر نامی جگہ پر ہونے والی اس جنگ میں ایرانی فوج نے اپنے آپ کو زنجیروں سے باندھ رکھا تھا تاکہ وہ فرار نہ ہوسکیں۔ انھی زنجیروں کی وجہ سے اس معرکے کا نام ذات السلاسل پڑ گیا، یعنی زنجیروں والا معرکہ۔

مسلمانوں کو اس جنگ میں ایک ہزار اونٹوں کے ''سامانِ حمل'' کے برابر مالِ غنیمت حاصل ہوا۔ اس مال غنیمت میں ہرمز کی شاہی ٹوپی بھی تھی۔ لیکن سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے وہ ٹوپی سیدنا خالد رضی اللہ عنہ کی حسن کارکردگی پر انھیں بطور انعام مرحمت فرمائی۔ اس کی قیمت ایک لاکھ درہم کے برابر تھی۔ اس میں قیمتی ہیرے جڑے ہوئے تھے۔ ایرانی اپنے کمانڈروں کے مقام و مرتبے کے مطابق ان کی ٹوپیاں تیار کرتے تھے۔ جو کمال درجے کے شرف و مقام تک پہنچ جاتا اسے ایک لاکھ درہم کی ٹوپی پہناتے تھے۔ ہرمز بھی ان اعلیٰ ترین کمانڈروں میں سے تھا۔[52]

جب سیدنا سعید بن عامر رضی اللہ عنہ اپنے لشکر کو لے کر روانہ ہونے لگے تو سیدنا بلال رضی اللہ عنہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور عرض کیا ''اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ! اگر آپ نے مجھے اپنے لیے آزاد کیا تھا کہ میں آپ کے ساتھ رہوں اور اپنی مرضی نہ کروں تو میں آپ کے ساتھ رہنے کے لیے تیار ہوں۔ اور اگر آپ نے مجھے اللہ کی رضا کے لیے آزاد کیا تھا کہ میں اپنی جان کا مالک ہو جاؤں اور اپنے نفع کا کام کرسکوں تو پھر مجھے جہاد فی سبیل اللہ کی اجازت دے دیجیے۔ کیوں کہ مجھے یہاں مقیم رہنے کے بجائے جہاد کرنا زیادہ پسند ہے۔''

اس پر سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''اگر تمہاری یہی خواہش ہے تو میں تمھیں مزید قیام پر مجبور نہیں کروں گا۔ میں تو تمھیں صرف اذان دینے کے لیے یہاں روکنا چاہتا تھا۔ یقیناً مجھے تمھاری جدائی بڑی محسوس ہوگی۔ اس لیے اگر اس جدائی کے بغیر چارہ نہیں جس کے بعد ہوسکتا ہے دوبارہ ملاقات نہ ہو، تو ٹھیک ہے۔ اے بلال! نیک عمل کرنا جو دنیا سے جاتے ہوئے تمھارا زادِ راہ ہوں۔

52۔ طبری

Scanned with CamScanner

جب تک تم زندہ رہو اللہ تعالیٰ تمھیں اپنی نعمتوں کے ساتھ نوازے اور تمھاری وفات کے بعد تمھیں اجر عطا کرے۔"

سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کیا "اللہ تعالیٰ آپ کو اس نیکی پر جزائے خیر عطا فرمائے۔ آپ میرے محسن اور بہترین دینی بھائی ہیں۔ اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ کی اطاعت، حق پر ثابت قدمی اور نیک اعمال کی بجا آوری کے لیے آپ کے یہ احکام ہمارے لیے نئے نہیں ہیں۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کا مؤذن نہیں بننا چاہتا۔" پھر سیدنا بلال رضی اللہ عنہ سیدنا سعید بن عامر رضی اللہ عنہ بن حذیم جمحی کے ساتھ چلے گئے۔[53]

سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خارجہ پالیسی کا ایک اہم اصول یہ تھا کہ مفتوحہ علاقوں میں عدل وانصاف اور امن وسکون مہیا کیا جائے تاکہ لوگوں کو اسلامی حکومت اور باطل حکومت کے مابین واضح فرق محسوس ہو اور لوگ یہ نہ سمجھنے لگیں کہ ظالم و جابر حکومت ختم ہونے کے بعد بھی ظلم و جبر جُوں کا توں ہے۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے کمانڈروں کو لوگوں کے ساتھ رحمدلی، عدل وانصاف اور حسن سلوک کا حکم دیا تاکہ ان کے دل میں بغاوت کا جذبہ نہ بھڑک اٹھے۔ مغلوب اقوام ہمیشہ نرمی اور نوازش کی محتاج ہوتی ہیں۔ مسلمانوں نے مفتوح علاقوں کے افرادی وسائل اور عمارتوں کو محفوظ رکھا۔ مفتوحہ اقوام نے انسانیت دوست اور اعلیٰ ذوق کی حامل ایک نئی حکومت کا مشاہدہ کیا جس نے مغلوب اقوام میں عدل و انصاف قائم کیا اور نور اسلام کو عام کیا جو دلوں کو مسخر کرتا چلا گیا اور لوگ دھڑا دھڑ اسلام قبول کر کے اسلامی جھنڈے تلے آنے لگے۔

فتوحات اسلامی کی ابتداء میں مسلمانوں کے جنگی پلان اس لحاظ سے ممتاز تھے کہ ان کی تیاری عقل و فہم، ذہانت و فطانت اور فراست و تدبر سے مالا مال خلیفہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کر رہے تھے۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عسکری پلان کی وسیع تر تربیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طویل رفاقت میں حاصل کی تھی۔ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت میں رہتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم وتوجہ سے متعدد علوم اور تجربات سیکھے تھے۔ اسی لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد انھوں نے خلافت کی ذمہ داریاں احسن طریقے سے

53۔ فتوح الشام

Scanned with CamScanner

نبھائیں۔ انھوں نے بڑی دور اندیشی اور فہم و بصیرت سے کام لیا۔ اپنے لشکر کو اعلیٰ ترین نصائح سے نوازا اور نہایت مناسب وقت پر اپنے مجاہدین کو امداد بہم پہنچاتے رہے اور انھیں ہمت و عزیمت کا سبق دیتے رہے۔[54]

اس کے برعکس رومی اور فارسی لشکر جب کسی علاقے کو فتح کرتے تھے تو اس کی اینٹ سے اینٹ بجا دیتے تھے۔ اہل علاقہ کو خوفزدہ اور مرعوب کر دیتے تھے۔ حرمتوں کو پامال کر دیتے تھے۔ گویا لوگوں کو شدید ترین تباہی اور ہلاکتوں کا سامنا کرنا پڑتا اور اس خوف و ہراس کی داستانیں نسل در نسل منتقل ہوتی چلی جاتی تھیں۔

عجمی قوموں کا وتیرہ تھا کہ جب وہ کسی دشمن پر غالب آ جاتے تو وہ اس ملک اور بادشاہ کی ہر چیز اپنے لیے حلال کر لیتے تھے اور اپنی فتح کے اعلان اور بادشاہ کو خوشخبری دینے کے لیے مخالفین کے سر کاٹ کر بھیجتے تھے۔ رومیوں کے ساتھ جنگ میں اسلامی کمانڈروں نے بھی ان کے ساتھ یہی سلوک کرنا چاہا، چنانچہ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ اور شرجیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ نے ایک شامی لیڈر ربنان کا سر عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ بھیجا۔ جب عقبہ رضی اللہ عنہ یہ سر لے کر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے سخت برہمی کا اظہار کیا۔ عقبہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا ''اے خلیفۃ الرسول! یہ لوگ اپنے دشمن کے ساتھ ایسا ہی معاملہ کرتے ہیں۔'' اس پر سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ فرمایا ''کیا روم اور فارس کی تقلید کی جائے گی؟ آج کے بعد میرے پاس کسی کا سر پیش نہ کیا جائے، صرف خط اور خبر کافی ہے۔''[55]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین نے ایک مثالی معاشرہ قائم کر دیا تھا۔ اس معاشرے میں آخرت کی جواب دہی کا تصور انتہائی مضبوط تھا۔ معاشرے میں جرائم نہ ہونے کے برابر تھے۔ پھر بھی کبھی کبھار ایسے لوگ سامنے آ جاتے جو خبیث النفس ہوتے، شیطان ان پر ہر وقت حاوی رہتا اور وہ بری عادتوں سے باز نہیں آتے تھے۔ ایک مرتبہ یمن سے ایک شخص آیا، اس کا دایاں ہاتھ اور ایک پاؤں کٹا ہوا تھا۔ اس نے اپنے گورنر کی شکایت کی کہ میں تو بڑا نیک اور پارسا ہوں، گورنر نے مجھ پر ظلم

54۔ تاریخ دعوۃ السلام 55۔ السیوطی: تاریخ الخلفاء

Scanned with CamScanner

کیا ہے۔

اسی رات سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اہلیہ محترمہ سیدہ اسماء بنت عمیس کا ہار گم ہو گیا۔ وہ شخص بھی ان کے ساتھ مل کر ہار تلاش کرنے لگا اور ساتھ ساتھ اس شخص کے لیے بددعائیں بھی کرنے لگا جس نے ایسے نیک لوگوں کے گھر میں چوری کی ہے۔ بعد میں وہ زیور ایک سنار کے پاس سے مل گیا، جس کا کہنا تھا کہ یہ ہار وہی یمنی شخص لایا تھا۔ اس شخص نے اپنے جرم کا قرار کر لیا۔ سزا کے طور پر اس کا بایاں ہاتھ بھی کاٹ دیا گیا۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''واللہ! اس کا اپنے خلاف بددعا کرنا میرے نزدیک چوری سے کہیں زیادہ سنگین بات ہے۔''(56)

اوّلیات سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

1۔ آزاد مردوں میں سب سے پہلے مسلمان ہوئے۔

2۔ سب سے پہلے شخص ہیں جنھوں نے سرعام اسلام کی دعوت کے لیے خطاب کیا۔

3۔ سب سے پہلے شخص ہیں جنھوں نے اسلام کے لیے مار کھائی۔

4۔ سب سے پہلے قرآن جمع کیا۔

5۔ سب سے پہلے قرآن کا نام مصحف رکھا۔

6۔ سب سے پہلے انھیں خلیفہ کا لقب دیا گیا۔

7۔ سب سے پہلے خلیفہ بنے جن کے والد زندہ تھے۔

8۔ سب سے پہلے خلیفہ تھے جو اپنے والدین کی زندگی میں فوت ہوئے۔

9۔ سب سے پہلے خلیفہ تھے جنھوں نے اپنی رعایا کے لیے عطیات مقرر کیے۔

10۔ سب سے پہلے خلیفہ تھے جنھوں نے بیت المال قائم کیا۔

11۔ اسلام میں سب سے پہلے شخص ہیں جنھیں کوئی لقب دیا گیا۔ یہ لقب عتیق تھا۔

12۔ شیخ الاسلام کا لقب بھی سب سے پہلے انھی کو دیا گیا۔

56۔ الطحاوی

Scanned with CamScanner

13۔ سب سے پہلے شخص ہیں جنھوں نے محض اس لیے قے کر دی تا کہ کوئی شبہ والی چیز ان کے پیٹ میں نہ جائے۔

14۔ اسلام میں یہ پہلے شخص ہیں جن کی بیوی نے ان کو غسل دیا۔

سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے 142 احادیث مروی ہیں۔ ان میں سے 6 احادیث بخاری و مسلم دونوں کتابوں میں آتی ہیں۔ وہ احادیث جو صرف صحیح بخاری میں آتی ہیں ان کی تعداد 11 ہے۔ جبکہ ایک حدیث ایسی ہے جو صرف صحیح مسلم میں آتی ہے۔

سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو جب فلسطین بھیجا تو انھیں نصیحت فرمائی کہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ باپ جیسی شفقت کا مظاہرہ کرنا۔ چلنے میں آسانی اور اعتدال ملحوظ خاطر رکھنا کیونکہ ان میں کمزور افراد بھی ہیں۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے کمانڈروں نے سفر کرنے میں نرمی کرنے کے حکم کی تعمیل کی۔ وہ دشمن کی طرف پیش قدمی کرتے وقت اپنے ساتھ ایک گائیڈ رکھتے تھے اور ایسے آسان ترین راستوں کا انتخاب کرتے تھے جن میں پانی اور گھاس وافر مقدار میں موجود ہوتا تا کہ دشمن کی طرف بلا دقت سفر جاری رکھا جا سکے اور لشکر کی قوت کمزور اور حوصلے پست نہ ہونے پائیں۔[57]

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اقوالِ زریں

☆ موت کا شوق رکھو آپ کو زندگی عطا کی جائے گی۔

☆ اپنے نفس کی اصلاح کر لو، لوگوں کا رویہ تمہارے ساتھ خود بخود درست ہو جائے گا۔

☆ کثرت کلام بعض ضروری اور اہم باتوں کو بھلا دیتا ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ اُس شخص پر رحم کرتا ہے جو اپنے بھائی کی مدد کرتا ہے۔

☆ بھلائی کے کام مصائب میں گرنے سے بچاتے ہیں۔

☆ ایسی خیر کوئی خیر نہیں جس کے بعد جہنم میں جانا پڑے۔ ایسا شر کوئی شر نہیں جس کا انجام جنت ہو۔

57۔ طبقات ابن سعد

Scanned with CamScanner

☆ ایسے آدمی کا کوئی دین مذہب نہیں جس کے دل میں ایمان کی شمع روشن نہیں ہے۔ جو اللہ سے اجر و ثواب کی نیت نہیں رکھتا اس کے لیے کوئی اجر نہیں۔ ایسے بندے کا کوئی عمل قابل قبول نہیں جس کی نیت درست نہ ہو۔

☆ کاش میں درخت ہوتا جسے کاٹ کر استعمال کر لیا جاتا۔

سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ آخرت میں جواب دہی کے تصور سے اس قدر خائف تھے۔ ہم اعمال میں لاپروائی کے باوجود آخرت سے کس قدر بے خوف ہیں۔

حضرت سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے شام میں اپنے کمانڈروں کو خصوصی تاکید فرمائی کہ وہ دشمن کے سفیروں کی عزت تو ضرور کریں مگر ان کی طرف سے خوب چوکنے اور خبردار بھی رہیں، تاکہ وہ اسلامی لشکر کی کمزوریوں سے واقف نہ ہونے پائیں۔ آپ نے انھیں حکم دیا کہ دشمن کے سفیروں کو اسلامی لشکر میں داخل نہ ہونے دیں۔ نہ کسی مجاہد سے انھیں کوئی بات کرنے دیں۔ آپ نے سیدنا یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا:

> ''تمھارے پاس دشمن کے سفیر آئیں تو ان کو عزت کے ساتھ ٹھہراؤ۔ یہ تمھاری پہلی اطلاع ہوگی جو ان تک پہنچے گی۔ انھیں اپنے پاس زیادہ دیر نہ رہنے دو تاکہ وہ تمھارے لشکر کی اطلاعات لیے بغیر چلے جائیں۔ ان کے ساتھ بذاتِ خود مذاکرات کرنا، اپنے ساتھیوں کو ان سے گفتگو کرنے سے منع کرنا اور اپنے رازوں کو سرِ محفل بیان نہ کرنا، اس سے تمھارا عمل بگڑ جائے گا۔''(58)

حضرت سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو جب یہ خدشہ ہوا کہ بعض مرتد قبائل مدینہ منورہ پر رات کے وقت چڑھائی کریں گے تو انہوں نے رات کے وقت مدینہ منورہ کے راستوں پر محافظ مقرر کر دیے۔ جب انہوں نے سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو مرتدین کے خلاف محاذ آرائی کے لیے روانہ کیا تو انہیں خبردار کیا کہ دشمن کے دھوکے اور شب خون سے بچاؤ کی تدبیر ضرور کرنا۔ آپ نے انھیں حکم دیا:

58۔ سعودی: بروج الذهب

Scanned with CamScanner

''رات کے اچانک حملے سے بچنے کے لیے حفاظتی انتظام کرنا کیونکہ عربوں میں یہ چیز پائی جاتی ہے کہ وہ اچانک حملہ کرتے ہیں۔''

اسی طرح سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے شامی لشکروں کے کمانڈروں کو بھی اپنے فوجی کیمپوں کی حفاظت کے لیے سکیورٹی گارڈز مقرر کرنے کی نصیحت کی تھی تا کہ مجاہدین کو دشمن کے دھوکے سے بچایا جاسکے۔ آپ نے انھیں حکم دیا کہ محافظوں پر گاہے بگاہے چھاپہ مار کر ان کو چیک کرتے رہیں کہ وہ اپنی ذمے داری کما حقہ پوری کر رہے ہیں یا نہیں۔ اس کی مثال آپ کا یہ فرمان ہے جو آپ نے یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا تھا:

''اپنے محافظوں میں اضافہ کرنا اور دن رات میں ان پر وقتاً فوقتاً چھاپہ مارتے رہنا۔''

سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے سیدنا عمرو بن عاص کو حکم دیا:

''رات کو اپنے ساتھیوں کے ساتھ لمبی مجلس کرنا، ان کے ساتھ گھل مل کر بیٹھنا۔''

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے کمانڈروں نے اپنے اپنے لشکر کے سفر اور قیام کے دوران مؤثر حفاظتی اقدامات کیے اور آپ کے فرامین کو مشعل راہ بنایا۔ (59)

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں ''سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ اپنے اقرباء کے مقابلے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریبی عزیزوں سے صلۂ رحمی کرنا مجھے زیادہ عزیز ہے۔'' (60)

سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے کمانڈروں اور لشکریوں کو احکام و ہدایات دیتے وقت حقوق اللہ کی وضاحت بھی فرمائی، مثلاً دشمن کے سامنے صبر و ثبات کا مظاہرہ، جنگ میں اللہ کے لیے اخلاص، ادائے امانت کا انتظام اور اللہ کے دین کی نصرت میں ذاتی محبتوں اور تعلقات کی قربانی۔

59۔ واقدی 60۔ الریاض النضرۃ

Scanned with CamScanner

عسکری معاملات

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی عسکری تربیت اسلام کے پہلے عظیم سپہ سالار حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کی تھی۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا دور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور کا تسلسل ہے۔ آپ نے جنگی معاملات میں گہری دلچسپی لی اور ان کو قرآن وسنت کے تابع بنایا۔

لشکر اُسامہ

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بعض صحابہ کے اختلاف کے باوجود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت کے مطابق اسامہ کی قیادت میں لشکر کو مہم پر روانہ فرمایا۔ جو اپنے مشن میں کامیاب رہے اور اسلامی سلطنت کی ہیبت اسلام دشمنوں کے دلوں پر بیٹھ گئی۔ یہ فیصلہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی استقامت اور عسکری صلاحیتوں کا ثبوت ہے۔[1]

جہاد کو جاری رکھنا جس کا حکم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اسلامی دعوت کے تحفظ اور لوگوں تک اس کو پہنچانے کے لیے جہاد کو جاری رکھا، فوجیں تیار کیں اور دعوت کی نشر و اشاعت اور اس طاغوتی نظام کا تختہ الٹنے کے لیے (جس نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کو ٹھکرایا تھا اور اپنی قوموں سے نور حق روکنے کا عزم کر رکھا تھا) لوگوں کو تیار کیا۔ لوگ آپ کی اس محبوب دعوت پر لبیک کہتے ہوئے قائدین جہاد خالد، ابوعبیدہ، یزید، عمرو اور شرجیل رضی اللہ عنہم کے پرچم تلے آ گئے۔ جنھیں تجربہ کار اور ماہر صلاحیت کے مالک خلیفہ نے منتخب فرمایا تھا۔ ان حالات نے ان صلاحیتوں کو جلا بخشی اور جوامت کو مطلوب تھیں اور اس طرح توجہ کی متقاضی تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہ

1۔ تاریخ دعوۃ اسلام

Scanned with CamScanner

نے قائدین کو منتخب فرمایا اور انھیں اس سلسلے میں تعلیمات اور رہنمائی بہم پہنچائی۔ انھوں نے شام و عراق کو انتہائی قلیل مدت میں اور انتہائی کم خرچ میں فتح کر لیا۔

مفتوحہ قوموں کے ساتھ عدل وانصاف اور نرمی کا برتاؤ

ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خارجہ پالیسی مفتوحہ ممالک میں عدل و انصاف کا پرچم لہرانے اور لوگوں کے درمیان امن اور سکون پیدا کرنے پر قائم تھی تا کہ لوگ حق و باطل کی حکومت کے مابین فرق محسوس کر سکیں۔ اور یہ محسوس اور گمان نہ کریں کہ ایک ظالم کے جانے کے بعد ظلم و جبروت میں اس سے بڑھ کر یا اس جیسا دوسرا ظالم آن پہنچا ہے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے قائدین کو لوگوں کے ساتھ عدل و رحمت اور احسان کا برتاؤ کرنے کی وصیت فرمائی۔ مغلوب الفت و رحمت کا محتاج ہوتا ہے۔ ایسی چیزوں سے اجتناب کرنے کی ضرورت ہوتی ہے جو اس کی جنگی حمیت کو برانگیختہ کرنے کا سبب بن سکتی ہوں۔ مسلم فاتحین نے انسان اور انسانی وسائل دونوں کی حفاظت کی۔ مفتوحہ قوموں نے بلند ذوق اور سچی انسانیت میں نئی مخلوق کا مشاہدہ کیا، میزان شریعت مغلوب قوموں میں عدل و انصاف کے ساتھ قائم ہوا، نور اسلام پھیلا، لوگوں کے دل اس کے لیے تیار ہوئے اور قوموں نے اس دین کو قبول کرنے اور اس کے پرچم تلے شامل ہونے میں سبقت کی۔ روم و فارس کی عجمی فوجوں کی حالت یہ تھی کہ جب وہ کسی سرزمین پر قدم رکھتے تو اس کو پراگندہ کر ڈالتے، رعب و خوف پھیلاتے اور عزتیں لوٹتے۔ جن کی تباہی و بربادی کا لوگ تجربہ کر چکے تھے اور ان کی خوفناک داستانیں نسل در نسل منتقل ہوتی آ رہی تھیں۔ جب اسلام آیا اور اسلامی فوجیں ان ممالک میں داخل ہوئیں تو لوگوں نے دیکھا کہ وہ ان کے سروں پر عدل و انصاف کی چادر پھیلا رہے ہیں اور ظلم و طغیان نے جس انسانیت کو ان سے چھین لیا تھا اس کو واپس لا رہے ہیں۔

ابوبکر رضی اللہ عنہ اس سیاست و پالیسی کے انتہائی حریص رہے، جہاں ذرا بھی کوتاہی دیکھی فوراً اس کی اصلاح کی۔ بیہقی کی روایت ہے کہ روم و فارس جب اپنے کسی دشمن پر غالب آتے تو ہر چیز کو حلال سمجھتے اور انسانوں کے سر اپنے بادشاہوں کی خدمت میں فتح کی بشارت اور اعلان فخر کے طور پر پیش

Scanned with CamScanner

کرتے۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس مکروہ رسم کو روک دیا۔[2]

مفتوحہ قوموں پر زور زبردستی سے اجتناب

ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خارجہ پالیسی کے نقوش میں سے مفتوحہ قوموں پر زور زبردستی سے اجتناب کرنا ہے۔ کسی کو زور زبردستی دین اسلام قبول کرنے پر مجبور نہ کیا جائے۔ اس سلسلہ میں اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد پر عمل پیرا تھے:

''تو کیا آپ لوگوں پر زبردستی کر سکتے ہیں یہاں تک کہ وہ مومن ہی ہو جائیں۔''[3]

فتوحات سے مسلمانوں کا مقصود طاغوتی قوتوں کو ختم کر کے اقوام عالم کے سامنے دروازے کھولنا تھا تا کہ وہ نور اسلام دیکھ سکیں اور جب ظلم وطغیان کا خاتمہ ہو جائے تو پھر انھیں آزاد چھوڑ دیا جائے گا۔ انھیں کسی بات پر مجبور نہ کیا جائے گا۔ بشرطیکہ وہ مسلمانوں کے ساتھ اپنے عہد و پیمان کو پورا کرتے ہوں، جو مندرجہ ذیل نکات پر مشتمل ہوتا ہے:

(الف) وہ مسلمانوں کی ماتحتی میں رہتے ہوئے جزیہ ادا کریں۔

(ب) کلیدی اور حساس عہدے ان کو دیے جائیں گے جیسے فوج وغیرہ۔

(ج) شعائر، عبادات، شریعت میں اسلام کے منافی ادارے نہیں قائم کریں گے۔

(د) سابقہ دین کی جگہ اسلام ہی قابل قبول ہوگا۔

اور اسلامی سلطنت عملی اور نظری طور پر اسلام کی تفسیر و تشریح ان کے سامنے پیش کرے گی تا کہ وہ اس دین سے مطمئن ہو کر برضا و رغبت اس میں داخل ہوں کیوں کہ زور زبردستی عقائد ذہنوں میں نہیں اتارے جا سکتے اور اس پر ثبات حاصل نہیں ہو سکتا۔[4]

جنگی منصوبہ بندی کے نقوش

عہد صدیقی میں اسلامی فتوحات کا مطالعہ کرنے والا جو جنگی منصوبہ آپ رضی اللہ عنہ نے اختیار کیا اس کے بنیادی خدوخال اخذ کر سکتا ہے اور یہ معلوم کر سکتا ہے کہ اسباب کو اختیار کرنے میں اس عظیم خلیفہ کا

2۔ السیوطی
3۔ یونس:۹۹
4۔ تاریخ دعوت اسلام

Scanned with CamScanner

کردار کیسا رہا؟ اور پھر یہی محکم منصوبہ بندی مسلمانوں کے لیے اللہ کی جانب سے فتح کا بنیادی سبب کیسے ثابت ہوئی؟ وہ خدوخال یہ ہیں:

جب تک دشمن مسلمانوں کے تابع نہ ہو جائے اس کے ملک میں اندر گھسنے سے پرہیز کیا جائے:

ابوبکر رضی اللہ عنہ اس بات پر زور دیتے تھے کہ دشمن کے ملک میں جب تک وہ فرماں برداری قبول نہ کرے اندر نہ گھسا جائے۔ عراق وشام کی فتوحات میں یہ چیز بالکل نمایاں ہے۔ عراق پر چڑھائی کے وقت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد اور عیاض رضی اللہ عنہم کو حکم بھیجا کہ وہ عراق پر حملہ جنوب وشمال سے کریں۔ خط میں تحریر فرمایا:

> ''تم دنوں میں سے جو حیرہ پہلے پہنچ جائے وہ حیرہ کا امیر ہوگا اور ان شاء اللہ جب تم دونوں حیرہ میں جمع ہو جاؤ اور عرب و فارس کے درمیان جنگی قوتوں کو توڑنے میں کامیاب ہو جاؤ اور مسلمانوں کو پیچھے سے کوئی خطرہ باقی نہ رہے تو تم میں سے ایک حیرہ میں ٹھہر جائے اور دوسرا دشمن پر حملہ آور ہو کر ان کے قبضے میں جو ہے اس کو چھیننے اور اللہ کی مدد طلب کرو اور اس کا تقویٰ لازم پکڑو۔ دنیا پر آخرت کو ترجیح دو، دونوں تمھیں حاصل ہوں گی۔ دنیا کو ترجیح نہ دینا، ورنہ دونوں ہاتھ سے نکل جائیں گی۔ معصیت کو ترک کر کے اور توبہ کے ذریعے سے ان امور سے بچو جن سے اللہ نے ڈرایا ہے۔ خبردار! گناہوں پر اصرار اور توبہ میں تاخیر نہ کرنا۔''(5)

یہ خط ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بلند فکر اور دقیق منصوبے پر دلالت کرتا ہے۔ چنانچہ آپ کی جنگی منصوبہ بندی میں مہارت کی شہادت اس وقت کے سب سے بڑے جنگی ماہر خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے دی۔ چنانچہ جب وہ شمالی عراق میں عیاض رضی اللہ عنہ کے فرائض کی تکمیل کے لیے اٹھے اور کربلا میں نزول فرمایا اور مسلمانوں نے آپ سے مکھیوں کی اذیت کی شکایت کی تو آپ نے عبداللہ بن وثیمہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

5۔ طبری

Scanned with CamScanner

''صبر سے کام لو، میں اس وقت یہ چاہتا ہوں کہ ان فوجی مقامات کو خالی کرالوں جن کا عیاض کو حکم دیا گیا ہے اور وہاں عربوں کو آباد کردوں۔ اس طرح مسلمانوں کو پیچھے کے خطرات سے محفوظ کرلیں گے اور پھر عربوں کی کمک بغیر کسی خطرے کے ہم تک پہنچے گی اور خلیفہ نے ہمیں اس کا حکم دیا ہے۔ آپ کی رائے پوری امت کی حمایت کے برابر ہے۔''(۵)

اسی منصوبے پر عراق میں مثنیٰ بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے عمل کیا چنانچہ اس نادرۂ روزگار کا بیان ہے:

''اہل فارس سے ان کی سرحدوں پر قتال کرو، جو سرزمین عرب سے قریب ترین ہوں، ان کے ملک کے اندر نہ گھسنا۔ اگر مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے غلبہ عطا کیا تو ان کے پیچھے کا قبضہ برقرار رہے گا اور اگر اس کے برعکس ہوا تو بحفاظت اپنے لوگوں کی طرف واپس ہوجائیں گے اور انھیں اپنا راستہ معلوم ہوگا اور اپنی سرزمین پر جرأت کے ساتھ رہیں گے۔ یہاں تک کہ اللہ دوبارہ انھیں غلبہ عطا فرمائے۔''(7)

اور شام کی فتوحات میں مسلمانوں کے پیچھے ان کی حمایت کے لیے صحرا کافی تھا لیکن اس کے باوجود مسلمان آگے بڑھنے سے قبل اس بات کا مکمل اطمینان حاصل کرتے تھے کہ دشمن پیچھے سے اچانک حملہ آور ہونے سے ناامید ہوچکا ہے اور پھر دائیں بائیں جو شہر اور علاقے ان کے قبضے میں آئے ہیں مکمل طور پر ان پر قابض ہوجائیں۔ اس بنیادی اصول کی مکمل طریقے سے پابندی کی جاتی تھی اور وہ اس پر سختی سے کاربند تھے۔

تیاری اور فوجوں کو جمع کرنا

جب ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مسند خلافت سنبھالی تو جنگی تیاری کے لیے منصوبہ بندی کرتے ہوئے تیاری اور فوجوں کو جمع کرنے کا اصول اختیار کیا۔ چنانچہ فتنۂ ارتداد کا قلع قمع کرنے کے لیے مسلمانوں میں اعلان جنگ کیا اور اس کے بعد عراق اور شام کی فتوحات کے لیے ان سے نکلنے کا مطالبہ کیا اور اس

۵۔ طبری

7۔ الاصابہ

Scanned with CamScanner

سلسلہ میں اہل یمن کو اپنا معروف خط روانہ کیا۔

فوجوں کی امدادی کارروائی کو منظم کرنا

مشرقی محاذ جنگ کے معرکوں میں جب تیزی آئی تو محاذ کے قائد خالد و مثنیٰ رضی اللہ عنہ نے نفری امداد کی ضرورت محسوس کی کیونکہ جو قوت اس وقت تھی وہ معرکے کے تقاضوں اور واجبات کو پورا کرنے کے لیے ناکافی تھی۔ چنانچہ ان دونوں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو لکھا اور آپ سے امداد طلب کی تو آپ نے ان سے کہا:

> ''جن لوگوں نے مرتدین سے قتال کیا ہے اور جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اسلام پر باقی رہے ان سب سے قتال کے لیے نکلنے کا مطالبہ کرو اور جو ارتداد کا شکار ہو چکے ہیں ان کو اپنے ساتھ نہ لینا جب تک کہ اس سلسلے میں میرا فیصلہ نہ آجائے۔''(8)

جنگ کے اہداف و مقاصد کی تحدید

اسلامی فتوحات میں جنگی منصوبے میں اس نکتے کو اہمیت دی گئی تاکہ تمام لوگ ان جنگی کارروائیوں میں اس کے حصول کی سعی کریں اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس سلسلے میں اپنا منصوبہ اس اساس پر رکھا کہ فردِ مجاہد کو یہ معلوم ہو کہ ان فتوحات سے مسلمانوں کا مقصود طاغوتی نظام کو ختم کر کے لوگوں تک اسلام کی دعوت کو پہنچانا ہے کیونکہ اس نظام نے اپنی قوموں کو اس خیر سے روک رکھا تھا۔ اس لیے مسلم قائدین معرکہ سے قبل دشمن کو تین چیزوں کا اختیار دیتے تھے: اسلام، جزیہ اور جنگ۔

محاذِ جنگ کو فوقیت دینا

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مرتدین کے خلاف پہلی جنگی کارروائی کی قیادت خود فرمائی اور اس کے لیے فوج کو منظم کیا اور دیگر محاذوں کو نظر انداز نہ کیا بلکہ اسامہ رضی اللہ عنہ کو شام اور مثنیٰ بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو عراق روانہ کیا اور خلافت کے پہلے سال میں ارتداد کا قلع قمع کرنے کے لیے مسلمانوں کی کوششیں مرکوز

8۔ طبری

Scanned with CamScanner

کریں اور جزیرہ عرب اسلامی وحدت کے تحت واپس آ گیا تو اب قومی و محفوظ مرکز قیادت سے مسلمانوں کے لیے ممکن ہوا کہ وہ شام و عراق کی فتوحات کی طرف متوجہ ہوں۔ چنانچہ آپ نے شامی اور عراقی محاذوں پر کارروائی تیز کر دی اور جب شامی محاذ کو مدد کی ضرورت پیش آئی تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے یوم کے محور کو شام کی طرف منتقل کرتے ہوئے خالد رضی اللہ عنہ کو شام روانہ کیا۔ مثنیٰ بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو عراق کے محاذ پر باقی رکھا۔

میدان معرکہ سے برطرفی

جس وقت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے روم و فارس سے جنگ کے لیے فوجوں کو بھیجنا شروع کیا تو حضرت خالد بن سعید رضی اللہ عنہ کو تبوک روانہ کیا اور انھیں حکم فرمایا کہ وہ مسلمانوں کے پشت پناہ بن کر رہیں گے لیکن جب وہ یہ ذمہ داری ادا کرنے میں ناکام رہے تو انھیں یہاں سے معزول کر کے یمامہ بھیج دیا اور عکرمہ بن ابی جہل رضی اللہ عنہ نے یہ ذمہ داری سنبھالی۔

جنگی اسلوب میں ترقی

جب ابوبکر رضی اللہ عنہ کو رومی افواج کی پیش قدمی اور اہل دمشق کے ان کے ساتھ مل جانے کی خبر ملی تو ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو خط ارسال فرمایا:

> ”اپنے شاہ سواروں کو بستیوں اور دیہاتوں میں پھیلا دو، غلّہ اور سامان پہنچنے کے راستے تنگ کر دو، شہروں کا محاصرہ نہ کرنا، جب تک میرا حکم نہ آ جائے۔“

اور جب ان تک کافی فوج پہنچا دی تو ان کو لکھا:

> ”وہ تمھارے خلاف اٹھیں تو تم بھی ان کے خلاف اللہ سے مدد طلب کرتے ہوئے اٹھ کھڑے ہو۔ انھیں جو امداد پہنچے گی میں تمھیں اس کے مثل امداد بھیجتا رہوں گا۔“

قائدین کے ساتھ روابط کے وسائل کا تحفظ

ابوبکر رضی اللہ عنہ اور معرکے کے قائدین کے مابین روابط کے وسائل انتہائی منظم تھے۔ قائدین کے

Scanned with CamScanner

خطوط خلیفہ کو پورے امان و تحفظ کے ساتھ پہنچتے تھے اور خلیفہ کا جواب پوری رازداری اور ترقی یافتہ سرعت کے ساتھ قائدین کو پہنچتا۔ دشمن کی مجال نہ تھی کہ وہ اچانک مسلمانوں کے ساتھ کوئی کارروائی کر سکے، جس کی انھیں توقع نہ ہو۔ اسی طرح جنگی پلاننگ مسلمانوں کے یہاں انتہائی منظم و مضبوط تھی۔ جو اللہ کے فضل و کرم سے اسلام دشمنوں کی شکست اور مسلمانوں کی فتح کے بنیادی اسباب و عوامل میں سے تھا۔

خلیفہ کی ذکاوت وزود فہمی

اسلامی فتوحات کے آغاز میں اسلامی جنگی منصوبہ بندی کو یہ خصوصیت حاصل تھی کہ مسلمانوں کے پاس ابوبکر رضی اللہ عنہ جیسا زیرک، سریع الفہم، ذکی، دانا، صاحب فراست اور مدبر موجود تھا۔ آپ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طویل صحبت سے عسکری منصوبہ بندی کے وسیع فہم میں بڑی مدد ملی تھی۔ آپ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات و ہدایات کے سائے میں تربیت پائی تھی۔ جس سے آپ کو مختلف علوم اور انواع و اقسام کی مہارتیں اور تجربے حاصل ہوئے چنانچہ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد خلافت کو انتہائی خوش اسلوبی سے سنبھالا، اسلامی افواج کو قیمتی نصیحتوں سے نوازا، مناسب اوقات میں امداد روانہ کی جن سے مجاہدین کو مدد ملی اور ان کی ہمت و عزیمت میں اضافہ ہوا۔

قتال سے مقصود اللہ کے دین کی نصرت ہو

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو شام روانہ کرنے کے سلسلے میں جو خط ارسال فرمایا اس خط سے یہ بات بالکل واضح ہے کہ آپ نے انھیں کوشش کرنے اور نیت کو اللہ کے لیے خالص کرنے کا حکم دیا۔ خود پسندی، تکبر اور فخر و غرور سے منع فرمایا کیونکہ یہ خواہش نفس ہے جو عمل کو برباد کر دیتی ہے اور انھیں اس بات سے منع فرمایا کہ وہ اپنے عمل کے ذریعے سے اللہ پر احسان جتلائیں کیوں کہ احسان کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے۔ توفیق اسی کے ہاتھوں میں ہے۔ بعض تعلیمات جو آپ نے اس خط میں دی یہ تھیں:

Scanned with CamScanner

''اے ابوسلیمان! اخلاص ونصیب مبارک ہو۔ اپنی ذمہ داری پوری کرو، اللہ تمھارے لیے اپنا وعدہ پورا کرے گا۔ خود پسندی تمھیں لاحق نہ ہو، ایسی صورت میں تم کو نقصان اور رسوائی لاحق ہوگی۔ خبردار! تم اپنے کسی عمل کی وجہ سے احسان نہ جتلاؤ، حقیقت میں اللہ ہی احسان کرنے والا ہے اور وہی بدلہ دینے والا ہے۔''(9)

امانت کی ادائیگی

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے امراء وفوج کو جو تعلیمات جاری کیں وہ اس سلسلے میں بالکل واضح تھیں کہ وہ لوگ جو مال غنیمت حاصل کریں ان پر فرض ہے کہ وہ اس میں امانت داری کا ثبوت دیں۔ کوئی بھی اس میں ذرا بھی خیانت نہ کرے بلکہ پورے کا پورا جمع کریں اور پھر اس معرکے میں شریک تمام مجاہدین کے مابین تقسیم کیا جائے۔ جنھوں نے ایک ہوکر دشمن کا مقابلہ کیا ہے اور بطور مثال یہاں ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وہ وصیت بھی پیش کی جاسکتی ہے جو یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کو مال غنیمت میں خیانت سے منع کرتے ہوئے کی تھی۔(10)

قائد کے حقوق

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے امراء کے حقوق بیان کیے۔ ان کی اطاعت کو لازم پکڑنا، ان کے حکم کی بجا آوری میں جلدی کرنا، مال غنیمت کی تقسیم وغیرہ میں ذرا بھی اختلاف نہ کرنا۔

اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم

جس وقت ابوبکر رضی اللہ عنہ مسند خلافت پر جلوہ افروز ہوئے تو خطاب خلافت میں سب سے پہلی چیز جس سے مسلمانوں کو آگاہ فرمایا وہ یہ ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے پر عمل پیرا ہوں گے اور آپ نے اطاعت کی طرف ان کی توجہ دلائی۔ فرمایا ''جان لو، جو اعمال تم اللہ کے لیے بھیجتے ہو وہ تمھاری اطاعت شعاری ہے۔''(11)

9۔ طبری
10۔ السیوطی
11۔ فتوح الشام

Scanned with CamScanner

اور اپنے قائدین پر ایک دوسرے کی اطاعت کو لازم قرار دیا۔ چنانچہ مثنیٰ بن حارثہ شیبانی رضی اللہ عنہ کو لکھا ''میں نے تمھاری طرف سرزمین عراق میں خالد بن ولید کو بھیجا ہے، تم اپنی قوم کے لوگوں کے ساتھ ان کا استقبال کرو اور ان کا بھرپور ساتھ دو اور تعاون کرو، ان کے کسی حکم کو نہ ٹالنا اور ان کی کسی رائے کی مخالفت نہ کرنا کیونکہ یہ ان لوگوں میں سے ہیں جن کی صفت اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں بیان فرماتے ہوئے فرمایا:

''محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں کافروں پر سخت ہیں، آپس میں رحم دل ہیں، تو انھیں دیکھے گا کہ رکوع اور سجدے کر رہے ہیں، اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی رضامندی کی جستجو میں ہیں۔ ان کا نشان ان کے چہروں پر سجدوں کے اثر سے ہے۔''(12)

اسی طرح ابوبکر رضی اللہ عنہ نے شام کی فتح پر روانہ ہونے والی فوجوں کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا ''لوگو! اللہ تعالیٰ نے اسلام کے ذریعے سے تم پر انعام فرمایا اور جہاد کے ذریعہ تمھیں عزت بخشی اور اس دین کے ذریعے تمام ادیان پر تمھیں فضیلت بخشی۔ لہٰذا اللہ کے بندو! شام میں رومیوں سے جنگ کے لیے تیار ہو جاؤ۔ میں تم پر امراء مقرر کروں گا اور پرچم متعین کروں گا لہٰذا تم اپنے رب کی اطاعت کرو اور اپنے امراء کی مخالفت مت کرو۔ تم اپنی نیتوں کو خالص کرو اور تمھارا کھانا پینا حلال ہو۔ یقیناً اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے ساتھ ہے جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں اور جو نیکوکار ہیں۔''

ان لوگوں نے آپ کا جواب ان الفاظ میں دیا ''آپ ہمارے امیر ہیں اور ہم آپ کی رعایا ہیں۔ حکم دینا آپ کا اور اطاعت کرنا ہمارا کام۔ ہم آپ کے حکم کے مطیع و فرمانبردار ہیں۔ آپ جدھر بھیجیں ہم ادھر کے لیے تیار ہیں۔''

جس وقت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے شامی فوج کی امارت خالد رضی اللہ عنہ کو سونپی تو ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ سے مطالبہ کیا کہ وہ خالد رضی اللہ عنہ کی بات سنیں اور ان کی اطاعت کریں لہٰذا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے ضحاک بن قیس رضی اللہ عنہ کو حکم دیا، وہ لوگوں میں گھوم گھوم کر نئے سالار اعظم خالد رضی اللہ عنہ کی اطاعت کا اعلان

12- الفتح:۲۹

Scanned with CamScanner

کرتے تھے۔ یوں تمام لوگوں نے ان کی اطاعت کو اختیار کیا۔

اپنے آپ کو اس کی رائے کے تابع کر دیں

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''جہاں انھیں کوئی خبر امن کی یا خوف کی ملی انھوں نے اسے مشہور کرنا شروع کر دیا حالانکہ اگر یہ لوگ اسے رسول اللہ (ﷺ) اور اپنے ذمہ داروں کے سپرد کر دیتے تو ان میں سے صلاحیت رکھنے والے یقیناً اس کی تہ تک پہنچ جاتے اور اگر اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی رحمت تم پر نہ ہوتی تو معدودے چند کے علاوہ تم سب شیطان کے پیروکار بن جاتے۔''(13)

یہاں پر اللہ تعالیٰ نے رعایا کا اپنے امور و مسائل کو ذمہ دار کے سپرد کرنے کو حصول علم اور رائے کی درستی کا ذریعہ بتلایا ہے اور اگر ذمہ دار پر کوئی چیز مخفی رہ جائے جس کی صحت رعایا کے سامنے واضح ہو جائے تو وہ اس کو اس سے بیان کریں اور اس کو مشورہ دیں۔ اسی لیے مشورہ کا حکم دیا تا کہ صحیح بات کو اختیار کیا جا سکے۔(14)

خلافت صدیقی میں ہم دیکھتے ہیں کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اسلامی فوج کے امراء و قائدین کو شام کی طرف روانہ فرمایا اور فوج کا معاملہ ان کے حوالے کیا اور ان سے فرمایا:

''اے ابو عبیدہ، معاذ، شرجیل، یزید! تم اس دین کے محافظ ہو۔ میں نے اس لشکر کا معاملہ تمھارے حوالے کیا ہے، تم اس سلسلے میں کوشش کرو اور ثابت قدم رہو اور اپنے دشمن کے مقابلے میں ایک ہو جاؤ۔''

پھر آپ نے قائدین لشکر کے حالات کا خیال رکھنے اور ان کے ساتھ اخلاص کا برتاؤ کرنے اور اتحاد قائم رکھنے کا حکم فرمایا تا کہ ان کی آراء مختلف نہ ہوں اور مزید فرمایا:

''جب تم شام پہنچ جاؤ اور دشمن کا سامنا ہو اور ان سے قتال پر تمھارا اتفاق ہو جائے تو تمھارے امیر ابو عبید ہوں گے اور اگر ابو عبیدہ تم تک نہ پہنچ سکیں

13۔ النساء: ۸۳ 14۔ الماوردی

Scanned with CamScanner

اور دشمن سے قتال ناگزیر ہو جائے تو تمھارے امیر یزید بن ابی سفیان ہوں گے۔"(15)

اس طرح ابوبکر رضی اللہ عنہ نے لشکر اسلام کی قیادت ایک قائد کے حوالے کی اور اس کو اس کا ذمہ دار قرار دیا تا کہ آراء مختلف نہ ہوں اور عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے اس کی تاکید فرمائی "تم شام میں ہمارے امراء میں سے ہو لیکن اگر جنگ ہو تو تمہارے امیر ابوعبیدہ بن جراح ہوں گے۔"

آپ کی یہی رائے فتح عراق کے قائدین کے متعلق بھی تھی چنانچہ مثنیٰ بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا "سرزمین عراق میں تمہارے پاس خالد بن ولید کو بھیج رہا ہوں..... جب تک وہ تمہارے ساتھ وہاں رہیں وہ امیر ہوں گے، اگر وہ وہاں سے چلے جائیں تو پھر تم امیر ہو۔"

فرمانبرداری میں سبقت

حروبِ ارتداد میں ابوبکر رضی اللہ عنہ نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو مسیلمہ کذاب کے سلسلے میں لکھا اور انھیں اس کے مقابلے میں جانے کا حکم فرمایا۔ خط ملتے ہی خالد رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں کو جمع فرمایا اور خلیفہ کا خط ان کو پڑھ کر سنایا اور ان کی رائے معلوم کی۔ لوگوں نے یک زبان ہو کر یہ کہا "جو آپ کی رائے ہے ہم میں سے کوئی آپ کے احکام کی مخالفت نہیں کرے گا۔"

اسی طرح ابوبکر رضی اللہ عنہ نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو عراق میں اقامت کے دوران خط تحریر فرمایا اور انھیں حکم دیا کہ وہ اپنی آدھی فوج لے کر شام روانہ ہو جائیں اور آدھی فوج کو مثنیٰ بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے لیے چھوڑ دیں۔ خالد رضی اللہ عنہ نے اس حکم کی مکمل پابندی کی اور فوج کو دو مساوی حصوں میں تقسیم کر دیا۔

مال غنیمت کی تقسیم میں اس سے اختلاف نہ کیا جائے

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں مال غنیمت کی تقسیم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ کار اختیار کیا۔ چنانچہ معرکہ یمامہ کے اختتام کے بعد خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے آپ کو فتح اور مال غنیمت کی خوش خبری بھیجی تو آپ رضی اللہ عنہ نے ان کو لکھا:

15۔ فتوح الشام

Scanned with CamScanner

"مال غنیمت اور جنگی قیدیوں اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے تمھیں بنو حنیفہ کا مال عطا کیا ہے وہ سب جمع کرو اور اس میں سے خمس نکال کر میرے پاس بھیج دو تا کہ اسے یہاں ہمارے پاس موجود مسلمانوں کے درمیان تقسیم کیا جائے اور باقی تمام حق داروں کے درمیان ان کے حق کے مطابق تقسیم کر دو۔"

ابو بکر رضی اللہ عنہ کے تمام قائدین مال غنیمت کی تقسیم میں ایسا ہی کرتے تھے۔ تقسیم کے سلسلے میں فوج نے کبھی کسی طرح کا اختلاف نہ کیا۔

لشکر کے حقوق

ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اپنی وصیتوں اور خطوط کے ذریعے سے لشکر کے حقوق بیان فرمائے۔ جیسے ان کی خبر گیری کرنا، ان کے حالات کا جائزہ لیتے رہنا، سفر کے دوران میں ان سے نرمی برتنا، ان پر عریف و نقیب مقرر کرنا، دشمن سے لڑنے کے لیے ان کے اترنے کے لیے صحیح جگہ منتخب کرنا اور فوج کی ضرورت کے مطابق غذا و چارہ مہیا کرنا، لشکر کی حفاظت کی خاطر دشمن کے حالات سے باخبر رہنے کے لیے قابل اعتماد مخبروں اور جاسوسوں کو مقرر کرنا، لشکر کو جہاد پر برانگیختہ کرنا اور اللہ کا ثواب اور شہادت کے فضائل بیان کرنا، ان میں سے اصحاب بصیرت سے مشورہ کرنا، ان پر اللہ کے واجب کردہ حقوق کو لازم کرنا اور بحالت جہاد تجارت و زراعت وغیرہ امور میں مشغول ہونے سے منع فرمایا۔ ان میں سے بعض نکات کی تفصیل پیش خدمت ہے:

ان کے حالات کا جائزہ لینا اور ان کی خبر گیری کرنا

جب مدینہ کو مرتدین کا خطرہ لاحق ہوا، تو آپ نے مدینہ والوں کو مسجد میں جمع کیا اور ان سے کہا "لوگ کافر ہو چکے ہیں، ان کے وفد نے تمہاری قلت دیکھ لی ہے، وہ رات یا دن میں کسی بھی وقت تم پر حملہ آور ہو سکتے ہیں۔ ان کا تم سے سب سے زیادہ قریب شخص ایک برید (بارہ میل) کے فاصلے پر ہے۔"

پھر آپ نے لوگوں کو مدینہ کے راستوں پر حفاظت کے لیے مقرر کرنا شروع کیا۔ اور جس وقت شام کی مہم پر روانہ ہونے والی فوج جمع ہوئی آپ نے اپنی سواری پر سوار ہو کر ان کا مشاہدہ

Scanned with CamScanner

کیا۔ ان کی کثرت دیکھ کر آپ کا چہرہ کھل گیا۔ روانہ ہونے سے قبل ان کا جائزہ لینے لگے۔ ان کو وصیت اور ان کے لیے دعائیں کیں۔ ان کے لیے پرچم متعین کیے اور ان کے ساتھ تقریباً دو میل چل کر گئے۔

اثنائے سفر میں لشکر کے ساتھ نرمی برتنا

حروب ارتداد میں ابوبکر رضی اللہ عنہ نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو اپنے ساتھیوں کے ساتھ نرمی برتنے کی وصیت فرمائی اور راستہ طے کرنے کے لیے رہنما مقرر کرنے کا حکم فرمایا۔ اور اسی بات کی وصیت حروب ارتداد کے تمام امراو قائدین کو کی۔ اور فتوحات عراق میں جب خالد رضی اللہ عنہ نے الیس کے باشندوں کے ساتھ معاہدہ صلح طے کیا تو اس معاہدہ کی شرائط میں سے یہ تھا کہ مسلمانوں کے لیے حفاظتی دستے کا کام دیں گے اور اہل فارس کے خلاف مسلمانوں کے لیے معاون اور راہ نما بنیں گے۔ کیوں کہ یہ لوگ اس ملک کے راستوں کو دوسروں کی بہ نسبت زیادہ جانتے ہیں اور جس وقت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو مکلف کیا کہ وہ شام میں اسلامی فوج کی مدد کے لیے عراق سے شام کی طرف متوجہ ہو جائیں تو خالد رضی اللہ عنہ نے راستے کے ماہرین کو جمع کیا اور ان سے بیابانی راستے سے شام جانے کے سلسلے میں مشورہ کیا تا کہ جلدی سے وہاں مسلمانوں کی امداد کے لیے پہنچ جائیں پھر ان میں سے رافع رضی اللہ عنہ بن عمیر الطائی کو اپنے ساتھ بحیثیت راہ نما رکھا۔

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کو شام روانہ کرتے وقت وصیت فرمائی "جب چلنا تو اپنے نفس پر اور اپنے ساتھیوں پر سختی نہ کرنا اور تنگی میں نہ ڈالنا" اور جب لشکر کو چلنے میں مشقت محسوس ہوئی تو ایک شخص نے یزید رضی اللہ عنہ کو ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وصیت کہ لوگوں کے ساتھ نرمی کرنا یاد دلائی۔

اسی طرح ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو فلسطین روانہ کرتے وقت وصیت کی "اپنے ساتھیوں کے ساتھ ایک باپ کی طرح رہنا، چلنے میں ان کے ساتھ نرمی برتنا کیوں کہ ان میں کمزور لوگ بھی ہیں۔"

ابوبکر رضی اللہ عنہ کے قائدین نے لشکر کے ساتھ نرمی کی وصیت کو نافذ کیا، انھوں نے اپنا یہ معمول بنا

Scanned with CamScanner

رکھا تھا کہ جب بھی دشمن سے قتال کے لیے نکلتے تو اپنے ساتھ راہ نما رکھتے جو ایسے راستوں سے لے کر جاتے جو آسان ترین ہوں اور پانی و چارہ بھی اس راستے میں میسر ہوتا کہ دشمن تک بآسانی اپنی فوج کھوئے بغیر پہنچ سکیں۔

لشکر کی روانگی کے وقت ان کا قاعدے سے جائزہ لینا

حروب ارتداد میں قائدین کو یہ وصیت آپ فرماتے تھے کہ اپنے ساتھیوں کو جلد بازی اور فساد سے روکیں، ان میں زائد لوگوں کو داخل نہ ہونے دیں، یہاں تک کہ ان کو اچھی طرح پہچان لیں کہ وہ کہیں دشمن کے جاسوس نہ ہوں اور ان کی وجہ سے مسلمانوں کو نقصان پہنچے۔

اس طرح قائدین کو دشمن سے جہاد میں مرتدین سے تعاون لینے سے منع فرمایا اور یہ سب مسلم فوج کے تحفظ و سلامتی کی خاطر تھا۔(16)

اسی طرح ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فتوحات شام کے قائدین کو دشمن کے سفراء کے ساتھ حذر و احتیاط اور بیدار مغزی اختیار کرنے کی وصیت کی تاکہ وہ ان کی فوج کی کمزوریوں کو بھانپ نہ سکیں اور انھیں حکم دیا کہ لشکر سے ملنے سے انھیں روکیں، ان کے ساتھ بات چیت کرنے نہ دیں چنانچہ یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا "جب دشمن کا سفیر تمھارے پاس آئے تو اس کا اکرام کرو، تمھاری طرف سے یہ پہلی خبر ان کو پہنچے گی اور انھیں جلد از جلد رخصت کر دو تاکہ وہ تمھارے امور پر مطلع نہ ہو سکیں اور اپنے لشکر کو ان سے بات چیت کرنے سے روک دو، خود ان سے گفتگو کرو، اپنے راز کو نمایاں نہ ہونے دو ورنہ مسئلہ ٹیڑھا ہو جائے گا۔(17)

دشمن کے خطرے سے بچاؤ کے لیے بحالت اقامت و سفر حفاظتی پہرے

یہ اہتمام اس وقت نمایاں ہو کر سامنے آیا جب مرتد قبائل کے مدینہ پر حملہ آور ہونے کے خوف سے ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مدینہ کے راستوں پر حفاظتی دستے بٹھائے اور جس وقت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو مرتدین سے جہاد کے لیے روانہ کیا تو ان کو سوتے وقت اچانک دشمن کے حملے سے متنبہ کیا اور فرمایا

16۔ طبری
17 ۔ مسعودی

Scanned with CamScanner

''سوتے وقت حفاظتی انتظامات کا اہتمام کرنا کیونکہ عربوں کی عادت اچانک حملہ آور ہونے کی ہے۔''

اور فتوحات شام کے قائدین اور امراء کو آپ نے حفاظت، انتظامات اور لشکر کو دشمن سے محفوظ رکھنے کے لیے پہرے داروں کو مقرر کرنے کی وصیت فرمائی اور انھیں محافظین کی اچانک تفتیش اور جانچ پڑتال کرنے کا حکم فرمایا تا کہ جس ذمہ داری پر ان کو مامور کیا گیا ہے اس سلسلے میں اطمینان اور تاکید حاصل ہو جائے کہ وہ کما حقہ اس کو ادا کر رہے ہیں چنانچہ آپ نے یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کو حکم دیتے ہوئے فرمایا ''محافظین کی تعداد میں اضافہ کرو اور اکثر و بیشتر رات دن میں ان کے پاس اچانک پہنچو۔''

اور عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''اپنے ساتھیوں کو پہرہ کا حکم دیں۔ پھر تم ان کی کارکردگی پر برابر مطلع رہنے کی کوشش کرو اور اپنے ساتھیوں کے ساتھ رات کے وقت مجلس طویل کرو، ان کے ساتھ رہو اور بیٹھو اٹھو۔''(18)

لشکر کی ضرورت کے مطابق ساز و سامان اور توشہ و چارہ تیار کرنا

ابو بکر رضی اللہ عنہ اونٹ، گھوڑے اور اسلحہ خریدتے اور اسے جہاد کے لیے وقف کر دیتے۔ دشمن سے جو ساز و سامان اور اسلحہ قبضے میں آتا وہ بھی اسی مقصد کے لیے ہوتا۔ جس وقت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو مرتدین سے جنگ کا مکلف کیا تو ان کو اس بات کی وصیت فرمائی کہ جب دشمن کی سرزمین پر پہنچیں تو اس وقت تک دشمن کی طرف نہ بڑھیں جب تک ساز و سامان اور توشے کا انتظام اور تیاری مکمل نہ کر لیں۔

ابو بکر رضی اللہ عنہ کے قائدین جب دشمن سے مصالحت کرتے تو ان سے یہ شرط لگاتے کہ جو مسلمان ان کے پاس سے گزریں گے ان کے لیے حلال کھانے پینے کا انتظام کریں گے۔ اور ابو بکر رضی اللہ عنہ نے شام کی مہم پر روانہ ہونے والے اسلامی لشکر کو وصیت کرتے ہوئے یہ اجازت دی تھی کہ وہ صرف کھانے کی غرض سے دشمن کے اونٹ اور بکری ذبح کر سکتے ہیں ورنہ نہیں۔

18۔ الواقدی

Scanned with CamScanner

میدان جنگ میں فوج کی ترتیب

ابوبکر رضی اللہ عنہ کے قائدین اپنے جنگی معرکوں میں صف بندی کے نظام کو استعمال کرتے تھے اور میدان قتال میں قائد کی صواب دید اور وقت کی ضرورت کے مطابق صفوں کی تعداد میں کمی و زیادتی ہوتی رہتی تھی۔ لیکن معرکۂ یرموک میں خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے کردوس کا نظام متعارف کروایا۔ کردوس کے نظام میں فوجیوں کا ایک مجموعہ صفوں کے درمیان کھڑا ہوتا ہے۔ یہ صفیں دوسری سے جدا نہیں ہوتیں، ہر دو کے درمیان اتنا فاصلہ ہوتا ہے کہ آسانی سے نقل و حرکت کر سکتے ہیں۔ کردوس کا نظام اختیار کرتے ہوئے خالد رضی اللہ عنہ نے لشکر سے فرمایا ''تمھارا دشمن تعداد میں زیادہ ہے اور سرکشی پر اتر آیا ہے اور کردوس کے نظام سے بڑھ کر کوئی نظام نہیں ہے جس میں بظاہر فوج زیادہ نظر آئے۔ چنانچہ قلب پر کردوسوں کو رکھا اور ان کے ساتھ ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو مقرر کیا اور میمنہ پر کردوسوں کو رکھا اور ان کے ساتھ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو مقرر کیا اور ان کے ساتھ شرجیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ بھی تھے اور میسرہ پر کردوسوں کو رکھا اور ان پر یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کو مقرر فرمایا۔ اس طرح آپ نے چھتیس (۳۶) سے چالیس (۴۰) کردوس مقرر کیے اور فوج کو میدان میں اس طرح منظم کیا، جس تنظیم سے عرب واقف نہ تھے اور انتظامی امور کی ادارت و ذمہ داری قائدین کے درمیان تقسیم کردی۔

لشکر کو قتال پر برانگیختہ کرنا

ابوبکر رضی اللہ عنہ مجاہدین کو قتال پر برانگیختہ کرتے، ان کے نفوس میں قوت پیدا کرتے، جس سے ان کے اندر ظفر و فتح مندی کا شعور بیدار ہوتا۔ ان سے فتح و نصرت کے اسباب بیان کرتے جس سے دشمن ان کی نگاہوں میں کم نظر آتا اور اس کے خلاف جرأت پیدا ہوتی اور جرأت سے فتح و کامرانی آسان ہو جاتی ہے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے خالد رضی اللہ عنہ کو قتال پر برانگیختہ کرتے ہوئے فرمایا ''موت کے حریص بنو، حیات عطا ہوگی۔'' اور جس وقت شام کی فتح کے لیے فوجوں کو تیار کیا اس وقت انھیں جہاد فی سبیل اللہ کی ترغیب دی، اس پر برانگیختہ کیا اور ان کو وصیت کرتے رہے اور اللہ سے فتح و نصرت کی دعا میں

Scanned with CamScanner

لگے رہے۔

لشکر کو اللہ کا ثواب اور جہاد کی فضیلت یاد دلانا

شام کی مہم پر روانہ ہونے والے لشکر کو جہاد کی ترغیب دلاتے ہوئے فرمایا ''خبردار ہو جاؤ! اللہ کی کتاب میں جہاد فی سبیل اللہ کا جو اجر و ثواب بیان کیا گیا ہے۔ ایک مسلمان کو چاہیے کہ اس کو اپنے لیے خاص کرنے کو پسند کرے۔ اللہ تعالیٰ نے اسی تجارت کی طرف رہنمائی کی ہے اور اس کے ذریعے سے ذلت و رسوائی سے نجات بخشتا ہے اور دنیا و آخرت میں شرف و منزلت اور کرامت عطا کرتا ہے۔[19]

اصحاب بصیرت و اہل دانش سے مشورہ طلب کرنا

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حروب ارتداد، فتوحات شام، فقہی اور اسلامی معاشرے میں نو آمدہ مسائل میں یہی اصول اختیار فرمایا اور اپنے قائدین کو بھی اس کا حکم فرمایا کہ وہ آپس میں نصیحت اور رائے و مشورہ کرتے رہیں۔ حروب ارتداد میں آپ نے عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو بلایا اور ان سے فرمایا ''اے عمرو! تم قریش میں صاحب رائے ہو، طلیحہ نے نبوت کا دعویٰ کر رکھا ہے۔ اس سلسلے میں تمھارا کیا خیال ہے اور ان سے مشورہ طلب کیا، پھر جب خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو لشکر کی قیادت کے لیے منتخب فرمایا تو ان سے خالد رضی اللہ عنہ سے متعلق سوال کیا۔ جس کا جواب عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے دیتے ہوئے فرمایا ''وہ تو جنگی پالیسی کے ماہر، موت کے ساتھی اور فاختہ کے سے انتظار و تحمل اور شیر کی سی اچھل کود کے مالک ہیں۔'' اس کے بعد ابوبکر رضی اللہ عنہ نے خالد رضی اللہ عنہ کو قیادت سونپ دی[20] اور خالد رضی اللہ عنہ کو اس کا مکلّف کر دیا گیا، وہ اس پر عمل درآمد کے لیے روانہ ہوئے اور برابر مرتدین سے جنگ کے لیے منصوبہ بندی کرنے میں اپنے ساتھیوں سے مشورہ لیتے رہے اور مرکزی قیادت کو لشکر کی قراردادوں سے مطلع کرتے رہے۔

جس وقت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے رومیوں پر حملہ کرنے ارادہ فرمایا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت

19۔ طبری
20۔ یعقوبی

Scanned with CamScanner

سے مشورہ کیا۔ جب آپ رضی اللہ عنہ نے ان کی رائے معلوم کر لی اور وہ ایک رائے پر متفق ہو گئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے فوج کو تیاری کا حکم صادر کر دیا۔ اور آپ رضی اللہ عنہ نے لشکر شام کے قائدین و امراء کو آپس میں مشورہ کرنے کی وصیت فرمائی۔ چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ نے یزید بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ سے فرمایا ''یہ ربیعہ بن عامر ہیں، شرف و منزلت کے مالک ہیں، ان کی جنگی قوت تم جانتے ہو، میں نے ان کو تمھارے ساتھ لگا دیا ہے اور تمھیں ان کا امیر بنایا ہے۔ ان کو اپنے ساتھ مقدمۃ الجیش میں رکھنا اور ان سے مشورہ کرتے رہنا۔ ان کی مخالفت نہ کرنا۔'' اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مزید فرمایا ''جب تم فوج لے کر راستہ طے کرو تو اپنے اوپر اور اپنے ساتھیوں پر تنگی و مشقت نہ ڈالنا، اپنی قوم اور ساتھیوں پر غصہ نہ ہونا، ان سے برابر مشورے کرتے رہنا اور عدل و انصاف کو قائم رکھنا۔ نیز فرمایا ''جب تم مشورے لو تو خبر سچی بتاؤ، تمھیں سچا مشورہ ملے گا اور مشیروں سے بات مت چھپاؤ ورنہ تمھاری ہی وجہ سے تمھیں نقصان پہنچے گا۔ یہ اور اس طرح دیگر شورائیت کے اصول و مبادی سے متعلق یزید رضی اللہ عنہ سے باتیں کیں اور ایسے ہی دیگر تمام لشکر شام کے امراء و قائدین کو بھی وصیت فرمائی۔

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے قائدین کو مشورہ کرنے سے متعلق جو وصیت فرمائی اس کو انھوں نے نافذ کیا۔ چنانچہ ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے فرمایا ''اے عمرو! وہ دن تمھارے لیے بہتر ہے جس میں مسلمانوں کو تمھاری رائے سے برکت حاصل ہو۔ میں تو تم میں سے ایک فرد ہوں اگرچہ میں تم پر والی مقرر کیا گیا ہوں لیکن میں تم لوگوں کے مشورے کے بغیر کوئی فیصلہ نہیں کر سکتا۔ لہٰذا روزانہ تم اپنی رائے سے مجھے مطلع کر دیا کرو۔ میں تم سے بے نیاز نہیں ہو سکتا۔''

لشکر پر ان حقوق کی ادائیگی لازم قرار دینا جن کو اللہ نے فرض کیا ہے

ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنے قائدین و امراء کو اس بات کی تاکید کرتے تھے۔ چنانچہ جب عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو فلسطین روانہ کیا تو ان کو تاکید فرمائی ''ظاہر و باطن میں اللہ کا تقویٰ لازم پکڑنا، اپنی خلوت میں اللہ سے حیا کرنا وہ تمھارے ہر کام کو دیکھتا ہے۔ تم دیکھتے ہو کہ میں نے تم کو ان لوگوں پر مقدم کیا ہے جو تم سے اسلام میں سبقت رکھتے ہیں اور صاحب احترام ہیں۔ لہٰذا آخرت کے لیے عمل کرنے والوں

Scanned with CamScanner

میں سے بنو اور اپنے عمل سے اللہ کی رضا طلب کرو اور اپنے ساتھیوں کے لیے باپ بن کر رہو۔ نماز کا اہتمام کرو، اس کا جب وقت ہو جائے تو اذان دو اور کوئی بھی نماز اس وقت تک نہ پڑھو جب تک لشکر کے لوگ اذان نہ سن لیں اور جب دشمن سے مڈبھیڑ ہو تو اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور اپنے ساتھیوں پر تلاوت قرآن کریم لازم کر دو اور انھیں جاہلیت کے واقعات بیان کرنے سے روکو، اس سے ان کے مابین عداوت جنم لے گی۔ دنیا کی چمک دمک اور رنگینیوں سے اعراض کرو، یہاں تک کہ اپنے ان اسلاف سے جا ملو جو گزر چکے ہیں اور ان ائمہ میں سے بنو جن کی مدح قرآن میں بیان کی گئی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

> ''ہم نے ان کو پیشوا بنا دیا ہے کہ ہمارے حکم سے لوگوں کی رہبری کریں اور ہم نے ان کی طرف نیک کام کے کرنے اور نمازوں کے قائم رکھنے اور زکوٰۃ دینے کی وحی (تلقین) کی اور وہ سب کے سب ہمارے اطاعت گزار بندے تھے۔''(21)

فارس و روم کی قوتوں کا صفایا کرنے کا راز

اسلامی فتوحات کی تحریک میں غور و فکر کرنے سے یہ حقیقت عیاں ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے لشکر کو کس قدر توفیق بخشی۔ یہ ظفر مند لشکر عراق و شام کی طرف روانہ ہوئے اور روم و فارس کی طاقت و شوکت کو توڑنے اور جنگ کی تاریخ میں معمولی وقت میں ان کے ملک کو فتح کرنے میں کامیاب ہو گئے۔

اس فتح کی سرعت و تیزی کا سبب دو طرح کے عوامل و اسباب ہیں: ایک وہ عوامل جو مسلم فاتحین سے متعلق ہیں اور دوسرے ان قوموں سے متعلق ہیں جن کے ممالک کو مسلمانوں نے فتح کیا۔

مسلمانوں سے متعلق عوامل

(۱) دین حق پر مسلمانوں کا ایمان جس کی خاطر وہ قتال کر رہے تھے۔

21۔ الانبیاء

Scanned with CamScanner

(۲) رزق وموت اور قضاء وقدر کے سلسلے میں مسلمانوں کا اپنے رب پر یقین کامل۔

(۳) جنگی صفات مسلمانوں میں گھر کر چکی تھیں۔

(۴) دوسری قوموں کے ساتھ مسلمانوں کی رواداری اور عدل وانصاف۔

(۵) جزیہ وخراج مقرر کرنے میں مسلمانوں کی رحمت وشفقت اور ان سے کیے گئے عہد وپیمان کو پورا کرنا۔

(۶) مسلمانوں کے پاس عظیم قائدین ومجاہدین کی ثروت وقوت۔

(۷) اسلامی جنگی منصوبہ بندی کا مستحکم ہونا۔

مفتوحہ ممالک سے متعلق اسباب وعوامل

روم وفارس کمزور ہو چکے تھے۔ان کے اندر ظلم کا دور دورہ تھا،فساد عام ہو چکا تھا، بداخلاقیاں اور بری عادات پھیل چکی تھیں۔ ان کی تہذیب کو بڑھاپا لاحق ہو چکا تھا،ان کے بادشاہوں کے اسراف نے اس کا جنازہ نکال دیا تھا۔ یہ اللہ کے منہج سے منحرف ہو چکے تھے،ان کے اندر اللہ کی سنت نافذ ہو چکی تھی، جو رحم، مجاملت اور تبدیلی قبول نہیں کرتی۔

اور ان کے بالمقابل مسلمان ،تو اللہ تعالیٰ نے انھیں اپنے صحیح منہج کے ذریعے سے شرف بخشا۔ انھوں نے اس پر عمل کیا اور غلبہ وتمکین کے اسباب اختیار کیے۔اس کی شرائط کو پورا کیا اور قوموں اور حکومتوں کے قیام اور معاشرے کی اصلاح کے سلسلے میں اللہ کے قوانین فطرت کو اپنایا۔

لشکر یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کو وصیت

یہ پہلا لشکر تھا جو شام کی طرف آگے بڑھا،اس کے ذمہ دمشق پہنچ کر اس کو فتح کرنا اور دیگر تین لشکروں کی بوقت ضرورت مدد کرنا تھا۔لشکر یزید کی تعداد ابتداء میں تین ہزار تھی۔ پھر خلیفہ نے مزید امداد بھیجی، جس سے اس کی تعداد تقریباً سات ہزار ہوگئی۔لشکر یزید کے روانہ ہونے سے قبل خلیفہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اعلیٰ درجہ کی اثر انداز وصیت کی جو جنگ وصلح کے میدان میں واضح حکمتوں پر مشتمل

Scanned with CamScanner

تھی۔ پیدل چل کر ان کو الوداع کہا اور انھیں مندرجہ ذیل وصیت کی:

''میں نے تمھیں والی مقرر کیا تا کہ تمھیں آزماؤں، تمھارا تجربہ کروں اور تمھیں تجربہ کار بناؤں۔ اگر تم نے اپنی ڈیوٹی بحسن وخوبی ادا کی تو تمھیں دوبارہ کام پر مقرر کروں گا۔ اور اس میں مزید اضافہ کروں گا۔ اور اگر تم نے کوتاہی کی تو تمھیں معزول کر دوں گا۔ اللہ کے تقویٰ کو تم لازم پکڑو، وہ تمھارے باطن کو اسی طرح دیکھتا ہے جس طرح ظاہر کو دیکھتا ہے۔ اللہ کے زیادہ حق دار وہ ہیں جو زیادہ اللہ سے دوستی کا حق ادا کرنے والے ہیں اور اللہ سب سے زیادہ قریب وہ ہیں جو اپنے اعمال سے اس کا زیادہ تقرب چاہنے والے ہیں۔ میں نے خالد رضی اللہ عنہ کی جگہ تم کو مقرر کیا ہے۔ خبردار! جاہلی تعصب سے بچنا۔ اللہ کو ایسا کرنے والا انتہائی ناپسند ہے۔ اپنے لشکر کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا۔ ان کے ساتھ خیر سے پیش آنا اور ان کو خیر کا وعدہ یاد دلانا اور جب انھیں وعظ ونصیحت کرنا تو مختصر کرنا کیونکہ جب بات زیادہ ہو جائے تو فضول ہو جاتی ہے۔ تم اپنے نفس کو درست رکھو، لوگ تمھارے لیے درست ہو جائیں گے اور نمازوں کو ان کے اوقات پر رکوع وسجود کو مکمل کرتے ہوئے ادا کرنا، اس میں خشوع وخضوع کا مکمل اہتمام کرنا اور جب دشمن کے سفیر تمھارے پاس آئیں تو ان کا اکرام کرنا، انھیں جلد رخصت کرنا تا کہ وہ تمھاری فوج کے بارے میں کچھ نہ جان سکیں اور اپنے امور پر ان کو مطلع نہ ہونے دینا کہ انھیں تمھارے نقص وعیب کا پتہ چل جائے۔ انھیں اپنی فوج کے جمگھٹے میں رکھنا تا کہ مسلمانوں کی قوت سے مرعوب ہو جائیں۔ اپنے لوگوں کو ان سے بات کرنے سے روک دینا، تم خود بات کرنا، راز ظاہر نہ کرنا اور جب مشورہ لینا بات سچ کہنا، سچ مشورہ ملے گا۔ مشیر سے اپنی خبر مت چھپانا ورنہ تمھاری وجہ سے تمھیں نقصان پہنچے گا۔ اپنے ساتھیوں سے رات میں گفتگو کرنا۔ دن بھر کی خبریں تمھیں مل جائیں گی اور پردے ہٹ جائیں گے۔ حفاظتی دستے میں زیادہ افراد کو رکھنا اور انھیں اپنی فوج میں پھیلا دینا اور

Scanned with CamScanner

بغیر اطلاع دیے اچانک ان کے پاس پہنچتے رہنا۔ جس کو اپنی ڈیوٹی سے غافل پانا اس کی اچھی طرح تادیب کرنا اور بغیر افراط کے سزا دینا اور رات میں ان کی باری مقرر کرنا۔ اوّل شب کی باری آخر شب سے لمبی رکھنا کیونکہ دن سے قریب ہونے کی وجہ سے یہ باری آسان ہوتی ہے۔ مستحق سزا کو سزا دینے سے مت ڈرنا، اس میں نرمی نہ برتنا، ہاں سزا دینے میں جلدی نہ کرنا، اس کے لیے بہانے تلاش کرنا۔ اپنی فوج سے غافل نہ رہنا کہ وہ خراب ہو جائیں اور ان کی جاسوسی کر کے ان کو رسوا نہ کرنا۔ ان کی راز کی باتیں لوگوں سے بیان نہ کرنا۔ ان کے ظاہر پر اکتفا کرنا، بے کار قسم کے لوگوں کے ساتھ مت بیٹھنا، سچے اور وفادار لوگوں کے ساتھ بیٹھا کرنا۔ دشمن سے مڈبھیڑ کے وقت ڈٹ جانا، بزدل نہ بننا ورنہ لوگ بھی بزدل بن جائیں گے۔ مال غنیمت میں خیانت سے بچنا، یہ محتاجی سے قریب کرتی ہے اور فتح و نصرت کو روکتی ہے۔ تمہیں ایسے لوگ ملیں گے جو عبادت خانوں میں مشغول عبادت ہوں گے، ان کو مت چھیڑنا، انھیں ان کی حالت پر چھوڑ دینا۔''

علامہ ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''یہ والیان و امراء کے لیے انتہائی نفع بخش اور بہترین وصیتیں ہیں۔[22]

فوائد

اس وصیت میں متعدد فوائد ہیں:

☆ امارت و منصب کسی کا دائمی حق نہیں بلکہ یہ اچھی کارکردگی اور فرائض کی کامیاب ادائیگی کی مرہون منت ہے اگر کوئی شخص اچھی کارکردگی نہ دکھائے اور فرائض میں کوتاہی کرے تو نگران اعلیٰ کی ذمہ داری ہے کہ اس کو معزول کر دے۔

☆ یہ شعور انسان کو اپنے عمل میں کامیابی کے اعلیٰ معیار کو پہنچنے کے لیے زیادہ سے زیادہ

22۔ ابن اثیر

Scanned with CamScanner

محنت کرنے اور طاقت صرف کرنے پر ابھارتا ہے اور جب اسے یہ معلوم ہو جائے کہ وہ جو کچھ بھی کرے اسے کوئی یہاں سے ہٹانے والا نہیں تو پھر عمل میں کوتاہی اور دنیا طلبی کی طرف مائل ہو جاتا ہے پھر فرائض کی ادائیگی میں خلل واقع ہوتا ہے اور اپنے ماتحتوں کو مختلف قسم کے فساد، انارکی اور اختلاف ونزاع کا شکار بنا دیتا ہے۔

☆ تقویٰ عمل میں کامیابی کے اہم عوامل میں سے ہے کیوں کہ اللہ تعالیٰ بندوں کے ظاہری وباطنی اعمال سے بخوبی واقف ہے۔ اگر وہ اپنے باطن میں اللہ تعالیٰ کا خوف رکھتے ہیں تو ظاہر میں بدرجہ اولیٰ اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کریں گے اور اس طرح والی وحاکم بگاڑ اور فساد کے تمام مظاہرے سے دور رہے گا جو عام طور سے بے لگام جذبات کا نتیجہ ہوا کرتا ہے، جس میں اللہ کے تقویٰ کا التزام نہیں پایا جاتا ہے۔

☆ آبائی اور قومی عصبیت سے احتراز لازم ہے کیونکہ یہ تعصب انسان کے صراط مستقیم سے انحراف کا باعث ہوتا ہے جبکہ آباء واجداد کا طریقہ استقامت کے مخالف ہو۔ مزید برآں یہ عصبیت اخوت فی اللہ کے اسلامی رابطے میں ضعف وکمزوری کا سبب بنتی ہے۔

☆ وعظ ونصیحت میں ایجاز واختصار ملحوظ خاطر رہنا چاہیے کیوں کہ کثرت کلام کی صورت میں باتیں بھول جاتی ہیں اور مقصود فوت ہو جاتا ہے اور سامع متکلم وواعظ کی باتوں کا استیعاب کرنے اور اس کے وعظ ونصیحت سے استفادہ کرنے کے بجائے اس کی فصاحت وبلاغت میں محو ہو کر رہ جاتا ہے اور اگر متکلم وواعظ فصیح اللسان نہیں ہے تو پھر طول کلام سے کبیدہ خاطر ہو کر اکتاہٹ محسوس کرنے لگتا ہے اور پھر متکلم کی بات اس کی سمجھ میں نہیں آتی۔

☆ اگر مسئول وذمہ دار اپنی اصلاح کرے، اپنے عیوب پر نگاہ رکھے اور اپنے آپ کو دوسروں کے لیے بہترین قدوہ اور آئیڈیل بنائے تو یہ اس کے ماتحتوں کی اصلاح کا سبب ثابت ہوتا ہے۔

Scanned with CamScanner

☆ ظاہر و باطن ہر اعتبار سے نماز کو مکمل طور سے ادا کرنے کا اہتمام کیا جائے۔ ظاہری اعتبار سے یوں کہ نماز کے اقوال و افعال کو مکمل کیا جائے اور باطنی اعتبار سے یوں کہ اس میں خشوع و خضوع اور حضور قلب کا مکمل اہتمام ہو اور اس طرح مکمل نماز کے ذریعے سے ہی زمین میں اللہ کا ذکر قائم کیا جا سکتا ہے۔ اور ایسی نماز ہی اعمال و سلوک کو درست و مہذب کرتی، دلوں کو قوت بخشتی، نفوس کو راحت پہنچاتی اور مشکلات کے وقت مسلمانوں کے لیے جائے پناہ ثابت ہوتی ہے۔

☆ دشمن کے سفراء جب آئیں تو ان کا اکرام کیا جائے اور اسلامی فوج کی صورتِ حال سے واقف ہونے کا موقع نہ دیا جائے۔ اکرام کرنا ایک طرح کی اسلام کی دعوت ہے کیوں کہ اس سے دنیا کو مسلمانوں کے مکارم اخلاق کا پتا چلتا ہے لیکن یہ اکرام اس حد کا نہیں ہونا چاہیے کہ انہیں مسلمانوں کے راز و نیاز کا پتا چل جائے بلکہ ان کے سامنے مسلم فوج کی وقعت کا اظہار ہونا چاہیے تا کہ وہ اپنی قوم کو جا کر خوف دلائیں اور اس طرح وہ مسلمانوں سے مرعوب ہوں۔

☆ اسرار کو مکمل طور سے محفوظ رکھا جائے۔ اس سلسلے میں ذرا بھی سستی نہ کی جائے۔ خاص طور سے وہ اسرار جو مسلمانوں کے امور عام سے متعلق ہوں۔ جب تک راز انسان اپنے اندر محفوظ رکھے ہوئے ہے تب تک ایک دانا شخص اپنے امور میں تصرف کر سکتا ہے۔ اگرچہ ان کے وجوہ مختلف ہوں لیکن جب راز افشاء ہو جاتے ہیں تو وہ انسان کے قابو سے باہر ہو جاتے ہیں اور پھر امور گڈمڈ ہو کر رہ جاتے ہیں۔

☆ مشورہ طلبی کی درستی اس کے نتائج میں غور و فکر سے اہم ہے کیونکہ اگرچہ مشیر عمدہ رائے اور عقل کامل کا مالک ہو لیکن وہ اس وقت تک مشورہ طلب کرنے والے کو فائدہ نہیں پہنچا سکتا جب تک کہ اس کے سامنے مسئلہ بالکل واضح نہ ہو۔ اگر مشورہ طلب کرنے والا تفاصیل کو مخفی رکھتا ہے تو وہ اپنے اوپر ظلم ڈھاتا ہے کیوں کہ اس مشورے کا نقصان اسی کو ہوگا۔

Scanned with CamScanner

☆ قائد اور ذمہ دار کو اپنے ماتحتوں کے ساتھ گھل مل کر رہنا چاہیے تاکہ ان کے معاملات کی اسے مکمل خبر رہے۔ ایسی صورت میں اسے ان کی مشکلات سمجھنے اور ان کا حل پیش کرنے میں بڑی مدد ملے گی اور جو ذمہ دار اپنے ماتحتوں سے بالکل الگ تھلگ رہتا ہے، ان کے ساتھ گھل مل کر نہیں رہتا صرف خاص خاص بڑے طبقے کے لوگوں کو اس تک رسائی ہوتی ہے اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ یہ لوگ بات کو پوری تفصیلات کے ساتھ اس تک نہیں پہنچاتے اور بسا اوقات ان معاملات کی توضیح و تجزیہ اس کے سامنے غلط طریقے سے پیش کرتے ہیں۔

☆ مسلمانوں کی حفاظت اور ان پر پہرے کا اہتمام ضروری ہے۔ خاص کر پر خطر حالات اور پھر ان (محافظوں اور پہرہ داروں) پر مکمل بھروسا کر کے نہیں بیٹھنا چاہیے بلکہ ان کی نگرانی ضروری ہے تاکہ ان کی طرف سے مسلمانوں کو کوئی خطرہ لاحق ہو۔

☆ ذمہ دار کو چاہیے کہ وہ حکم عدولی کرنے والوں کو سزا دینے میں اعتدال کی راہ اختیار کرے، مستحقین کو سزا دینے میں کوتاہی اور سستی نہ برتے کیوں کہ اس سے وہ مزید مخالفت اور حکم عدولی پر جری ہو جاتے ہیں پھر دوسروں کو اس سے حکم عدولی اور مخالفت کی جرأت پیدا ہو جاتی ہے اور فساد و انارکی پھیلتی ہے۔ اور نہ وہ سزا دینے میں سختی کا طریقہ اختیار کرے کیوں کہ اس سے رعایا کے اندر نفرت پیدا ہو جاتی ہے اور پھر وہ ناراضی کا شکار ہو کر گروہ بندی اور پارٹی بازی پر اتر آتے ہیں بلکہ سزا کے نفاذ کے سلسلے میں حکمت و توازن، دور اندیشی اور غور و فکر ضروری ہے تاکہ تربیتی مقاصد حاصل ہو جائیں اور کوئی فساد برپا نہ ہو اور نہ تنقید و ناراضی پر لوگ اتر آئیں۔

☆ ذمہ دار کو انتہائی بیدار مغز ہونا چاہیے اور دائرہ کار کے اندر جو کچھ ہو اس کی پوری خبر رکھے تاکہ اس کی رعایا کو یہ احساس ہو کہ ان کے امور و مسائل کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ ایسی صورت میں اچھی کارکردگی پیش کرنے والوں کے کام میں مزید حسن پیدا ہوگا اور تقصیر و کوتاہی کرنے والے اپنی غلط حرکت سے باز آجائیں گے۔ لیکن یاد رہے جاسوسی کا

Scanned with CamScanner

طریقہ اختیار نہیں کرنا چاہیے کیوں کہ یہ ان کی فضیحت شمار ہوگی اور اس سے محبت و مودت اور پسندیدگی و شکر گزاری کا وہ تعلق منقطع ہو جائے گا جو مسئول کو اس کی رعیت کے افراد سے مربوط رکھتا ہے۔ یہ تعلق جب تک قائم ہے جادۂ حق سے ہٹے ہوئے لوگوں کو ان مخالفتوں کے ارتکاب کا موقع نہیں ملتا جن سے معاشرے میں فساد و انتار کی جنم لیتی ہے۔ جب یہ تعلق منقطع ہو جائے اور برائی روکنے والا اللہ کا تقوی بھی نہ ہو تو پھر شہوتوں کو روکنے والی اہم چیز ختم ہو جاتی ہے اور پھر مسائل کا علاج مشکل ہو جاتا ہے کیوں کہ اس کے لیے بڑی قوت کی ضرورت ہوتی ہے اور یہ ایسی چیز ہے جس کے مفاسد معروف ہیں۔

☆ ذمہ دار کو چاہیے کہ سچے، وفادار اور عقل مند سوجھ بوجھ رکھنے والوں کی ہم نشینی اختیار کرے اگر چہ بسا اوقات ان سے ناپسندیدہ تنقید و توجیہ سننی پڑے، کیوں کہ اس سے اس کو اور اس کی رعایا کو فائدہ ہوگا۔ اسی طرح اس کو چاہیے کہ لہو و لعب اور دنیوی اغراض و مقاصد کے دل دادہ لوگوں کی ہم نشینی اختیار نہ کرے کیوں کہ ایسے لوگوں کی باتوں اور تعریفی کلمات سے اگر چہ انسان مانوس ہوتا ہے لیکن ایسے لوگ اہم سنجیدہ امور میں غور و فکر سے مانع ثابت ہوتے ہیں اور ہوش اس وقت آتا ہے جب کہ آفت اس پر اور اس کی رعیت پر آن پڑتی ہے۔

☆ سپہ سالار اور قائدین کو چاہیے کہ دشمن کے مقابلے میں ڈٹ جائیں، بزدلی نہ دکھائیں کیوں کہ اس کی بزدلی اس کی فوج میں سرایت کر جائے گی، جس کا لازمی نتیجہ شکست و ناکامی ہے اور جنگ کے علاوہ دیگر امور میں ذمہ دار کو دلیر ہونا چاہیے کیوں کہ اس کے کمزور پڑنے سے اس کے ماتحتوں پر ضعف طاری ہوگا اور پھر کام کی ادائیگی کا معیار گھٹ جائے گا اور نتیجہ کمزور پڑ جائے گا۔

☆ سپہ سالار و قائد کو مال غنیمت میں خیانت سے بچنا چاہیے۔ تقسیم غنیمت سے قبل اس میں سے کچھ نہ لے اور میدان جنگ کے علاوہ دیگر معاملات میں بھی ذمہ دار کو

Scanned with CamScanner

اپنے عمل سے کسی ایسے دنیاوی استفادے سے احتراز لازم ہے جو اس کے لیے شرعاً حلال نہ ہو مثلاً وہ ہدیہ وتحفہ قبول کرنا جس کا مقصد ذمہ دار کو حق سے پھیرنا ہوتا ہے یہ بھی خیانت ہے۔ اس خیانت کا نتیجہ فقر ومحتاجی اور فتح ونصرت سے محرومی ہوتا ہے جیسا کہ اس وصیت کے اندر بیان کیا گیا ہے۔

Scanned with CamScanner

مکتوبات ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

عرب قبائل کے نام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خلیفۃ الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف سے خاص و عام کے نام، خواہ وہ اسلام پر قائم ہوں، خواہ مرتد ہو گئے ہوں، سلامتی ہو ان پر جو راہِ راست (اسلام) پر قائم ہیں اور گم راہی کی طرف مائل نہیں ہوئے۔ گواہی دیتا ہوں کہ خدا کے سوا جو یکتا اور لاشریک ہے۔ کوئی عبادت کے لائق نہیں، گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں اور جو تعلیم وہ لائے اس کی حقانیت کا معترف ہوں اور جو لوگ اس تعلیم کو نہیں مانتے ان کو کافر قرار دیتا ہوں، ان سے برسرِ پیکار ہوں۔

واضح ہو کہ خدا نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی تعلیم کے ساتھ داعی الی اللہ بشیر و نذیر اور سراج منیر (روشن چراغ) بنا کر بھیجا تا کہ انسانوں کو برائی سے ڈرائیں اور کافروں کے خلاف حجت قائم ہو (قرآن کریم)۔ جن لوگوں نے خدا کی بات مانی، خدا نے ان کو سیدھا راستہ دکھایا اور جو لوگ سیدھے راستے سے روگرداں ہوئے ان کو رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے سزا دی حتیٰ کہ چار و ناچار ان کو مسلمان ہونا پڑا، (کچھ عرصے بعد) جب رسول صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کا حکم نافذ کر چکے اور قوم کی خیر خواہی کا کام پورا کر چکے اور اپنی ذمے داری سے سبکدوش ہو گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا، اس عظیم سانحے کی خبر اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور سارے مسلمانوں کو اپنی نازل کی ہوئی کتاب میں پہلے ہی دے چکا تھا۔

تم کو مرنا ہے اور ان سب کو بھی مرنا ہے۔ تم سے پہلے ہم نے کسی بشر کو دائم زندگی نہیں دی، اگر تم

Scanned with CamScanner

مرو گے تو وہ ہمیشہ تھوڑا ہی رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ محمد ﷺ بس رسول ہیں ان سے پہلے بہت سے رسول آچکے ہیں، اگر وہ مرجائیں یا قتل کردیے جائیں تو کیا اسلام چھوڑ دو گے اور جو اسلام چھوڑے گا وہ ہرگز اللہ کا کچھ نہیں بگاڑے گا اور شاکرین نعمت کو اللہ اچھا انعام دے گا۔

پس جو کوئی محمد ﷺ کی عبادت کرتا ہو اس کو معلوم ہونا چاہیے کہ محمد ﷺ کا انتقال ہو گیا اور جو اللہ یکتا اور بے شریک کی عبادت کرتا ہو اس کو معلوم ہونا چاہیے کہ وہ اللہ کے زیر نظر ہے، اللہ جو زندہ ہے قائم بالذات ہے، جاوداں ہے جسے نہ نیند آتی ہے نہ غنودگی جو اپنے سب کاموں کا دھیان رکھتا ہے جو نافرمانوں کو سزا دیتا ہے۔

لوگو! میں تاکید کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اس خوش بختی اور انعام کے مستحق بنو جو خدا تم کو دینا چاہتا ہے اور اس دستور زندگی پر عمل کرو جو تمھارے لیے لایا ہے اور اس راستہ پر چلو جو نبی ﷺ نے دکھایا ہے اور خدا کے دین کو مضبوط پکڑ لو کیوں کہ جس کی وہ رہبری نہ کرے گم راہ ہے اور جس کو وہ فکر و نظر کے مرض سے شفاء نہ دے، وہ روگی ہے اور جس کا وہ دستگیر نہ ہو وہ خوار ہے۔ خدا فرماتا ہے جس کو خدا ہدایت دے وہ ہدایت پائے گا اور جس کو وہ گم راہ کرے اس کا نہ کوئی مددگار ہو سکتا ہے نہ رہبر اس گم راہ کا دنیا میں کوئی کام مقبول نہ ہوگا جب تک وہ خدا کا معترف نہ ہو اور آخرت میں بھی (اِس فراموشی کی تلافی کے لیے) اس کا معاوضہ یا بدل قبول نہیں کیا جائے گا۔

تم میں سے جو لوگ اسلام لا کر اور اس کے مطابق عمل کر کے اسلام سے منحرف ہوئے ہیں ان کی خبر مجھے ملی، یہ انحراف اس لیے ہے کہ وہ خدا کی طرف سے دھوکے میں ہیں اور اس کی سزا و قوت کا ان کو صحیح اندازہ نہیں ہے اس کے علاوہ شیطان نے بھی ان کو بہکا دیا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم کو سجدہ کرو تو انھوں نے سجدہ کیا پر شیطان نے نہیں کیا۔ وہ جنوں کی نسل سے تھا، اس لیے اس نے اپنے رب کا حکم نہ مانا۔ کیا مجھے چھوڑ کر تم شیطان اور اس کی آل اولاد کو اپنا آقا بنا لو گے حالانکہ وہ تمھارے دشمن ہیں۔ دوسری جگہ خدا فرماتا ہے، بلاشبہ شیطان تمھارا دشمن ہے۔ اس کو دشمن ہی سمجھو وہ اپنے پیروکاروں کو ایسے کاموں کی دعوت دیتا ہے جو انھیں دوزخی بنائیں گے۔

Scanned with CamScanner

میں فلاں کو مہاجرین، انصار اور تابعین کی ایک فوج کے ساتھ تمہارے پاس بھیج رہا ہوں، اس کو میرا حکم ہے کہ کسی سے اس وقت تک نہ لڑے، نہ کسی کو اس وقت تک قتل کرے جب تک اس کو "کلمہ شہادت" پڑھنے کی دعوت نہ دے، جو شخص اس دعوت کو مان لے اس کا معترف ہو اور ارتکاب گناہ سے باز آئے اور نیک عمل ہو جائے اس کا اسلام قبول کر لے اور اس کو اسلام و عمل صالح پر قائم رہنے میں مدد دے، لیکن جو لوگ "کلمہ شہادت" پڑھنے سے انکار کریں ان کے لیے سالار اعلیٰ کو میرا حکم ہے کہ ان سے جنگ کرے اور ان میں سے جن پر اس کا قابو چل جائے ان کے ساتھ مطلق نرمی نہ برتے، اور ہر ممکن طریقے سے قتل کر دے، ان کی عورتوں، بچوں اور بوڑھوں کو غلام بنا لے اور کسی سے "کلمہ شہادت" اور رجوع الی الاسلام کے سوا کوئی بات قبول نہ کرے، جو اسلام لائے گا اس کے اسلام سے خود اسی کا بھلا ہوگا اور جو اسلام نہیں لائے گا وہ ہرگز خدا کا کچھ نہیں بگاڑے گا۔[1]

سپہ سالاروں کو ہدایت نامہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خلیفہ رسول اللہ ابوبکر کی طرف سے یہ ہدایت نامہ ہے۔ فلاں کے لیے جب اس کو مرتدوں سے لڑنے بھیجا گیا، اس کو ہدایت ہے کہ جہاں تک ممکن ہو اپنے سارے کاموں میں خواہ چھپے ہوں یا ظاہر خدا سے ڈرتا رہے، اس کو حکم ہے کہ اسلام کی سربلندی کے لیے تن دہی سے کام لے اور سنجیدگی کے ساتھ ان لوگوں کی سرکوبی کرے جو اسلام سے پھر گئے ہیں اور شیطانی آرزوئیں بسائے ہوئے ہیں، لیکن سرکوبی سے پہلے ان کو ایک موقع دے اور وہ یہ کہ ان کو کلمہ شہادت پڑھنے کی دعوت دے، اگر وہ یہ دعوت مان لیں تو ان کے خلاف کوئی کارروائی نہ کرے لیکن اگر وہ یہ دعوت نہ مانیں تو ان پر ہر طرف سے ٹوٹ پڑے یہاں تک کہ وہ مسلمان ہونے کا اقرار کریں۔

اس کے بعد ان کو بتائیے کہ بحیثیت مسلمان ان پر کیا پابندیاں ہیں اور ان کے حقوق کیا ہیں، پابندیوں کے مطابق ان سے وصول کرے (زکوٰۃ) اور حقوق کے مطابق ان کو دے (مال غنیمت)

1۔ تاریخ الطبری

Scanned with CamScanner

اور اس کام میں تاخیر روا نہ رکھے اور مسلمانوں کو اپنے دشمنوں کے ساتھ لڑنے سے نہ روکے۔ لڑائی کے بعد جو اسلام لے آئے اور اس کی حقانیت کا معترف ہو، اس کا اسلام مان لے اور اسلام پر قائم رہنے میں حسن سلوک کے ساتھ اس کی مدد کرے۔ (اس کو خوب یاد رہے) کہ اس کی لڑائی خدا کے لیے باغیوں سے صرف اس لیے ہے کہ وہ اس تعلیم کا اعتراف کریں جو خدا کی طرف سے آئی ہے، جوں ہی وہ اس تعلیم کا اعتراف کریں گے اور زبان سے (کلمہ شہادت) پڑھ لیں گے اس کو ان کے خلاف کارروائی کا حق نہ رہے گا اور اگر کوئی دل سے مسلمان نہ ہوگا تو اس کا حساب خدا کے ہاتھ ہے، جو لوگ ''کلمہ شہادت'' نہیں پڑھیں گے وہ مار ڈالے جائیں گے جہاں ہوں گے اور جہاں کہیں بھی بھاگ کر جائیں گے ان سے جنگ کی جائے گی۔

اور اسلام کے سوا کوئی بات نہ مانی جائے گی جو اسلام لے آئے گا اور دل سے اس کا معترف ہوگا۔ سالارِ اعلیٰ اس کا اسلام قبول کر لے گا اور اس کو اسلام کی تعلیم دے گا اور جو لوگ اسلام سے انکار کریں گے ان سے لڑے گا۔ اور منکرین اسلام پر اگر خدا اس کو غلبہ دے گا تو وہ ہر طرح ہتھیاروں اور آگ سے ان کو قتل و غارت کرے گا۔ اس کے بعد مال غنیمت کا پانچواں حصہ الگ کر کے باقی فوج میں تقسیم کر دے گا اور خمس (مال غنیمت پانچواں حصہ) ہمارے پاس بھیج دے گا۔ سپہ سالار کو ہدایت ہے کہ اپنے ساتھی مسلمانوں کو جلد بازی اور لوٹ مار سے باز رکھے اور اپنی فوج میں بلا تحقیق کسی کو داخل نہ کرے۔ مبادا وہ جاسوس ہوں اور ان کی کسی چال سے مسلمانوں کو نقصان پہنچ جائے۔ اس کو ہدایت ہے کہ مسلمانوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرے۔ کوچ اور پڑاؤ دونوں حالتوں میں ان کے ساتھ لطف و رحمت سے پیش آئے، ان کی دیکھ بھال کرے اور فوج کا کچھ حصہ بہت آگے اور کچھ بہت پیچھے نہ رکھے اور مسلمانوں کو تلقین کرے کہ باہم محبت اور رواداری سے رہیں اور نرمی سے بات چیت کیا کریں۔[2]

حضرت خالد بن ولیدؓ کو ہدایت نامہ

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اسلامی فوج کے سپہ سالار حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے نام جو خط تحریر فرمایا اس کا متن یہ ہے:

Scanned with CamScanner

یہ وہ ہدایتیں ہیں جو خلیفۃ الرسول اللہ ﷺ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو دیں جب انھیں مہاجر و انصار اور دوسرے لوگوں کے ساتھ ان لوگوں سے لڑنے بھیجا جو رسول اللہ ﷺ کی وفات پر اسلام سے پھر گئے تھے۔ خالد رضی اللہ عنہ کو حکم و ہدایت ہے کہ جہاں تک ہو سکے اپنے سارے معاملات میں ظاہر ہوں یا چھپے، خدا سے ڈرتے رہیں، ان کو حکم ہے کہ اسلام کی سربلندی کے لیے تن دہی سے کام لیں اور پوری سنجیدگی سے ان لوگوں کی سرکوبی کریں جو اسلام سے پھر گئے ہیں اور شیطانی آرزوئیں دل میں بسائے ہوئے ہیں۔ ان کو حکم ہے کہ سرکوبی سے پہلے باغیوں کو سنبھلنے کا ایک موقع دیں، یعنی ان کے سامنے دعوت اسلام پیش کریں، جو لوگ اس دعوت کو مان لیں، کالے ہوں یا گورے، ان کا اسلام قبول کریں۔ جن لوگوں کو دعوت اسلام دیں ان کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئیں (اور اگر وہ نہ مانیں) تو تلوار سے کام لیں۔ ان کی لڑائی ان ہی لوگوں سے ہے جو ایمان باللہ کی بجائے کفر کے مرتکب ہیں۔

جو لوگ دعوت اسلام سن کر اس کو (زبان سے) قبول کر لیں، ان کے خلاف کوئی کارروائی نہ کریں (اور جو دل سے مسلمان نہ ہو) اس کا حساب خدا کے ہاتھ ہے۔ خالد کو حکم ہے کہ اپنے مشن کو تندہی سے انجام دیں جو باغی کلمہ شہادت قبول نہ کریں ان کے لیے خالد کو حکم ہے مہاجر و انصار کے ساتھ ان سے لڑیں، وہ جہاں ہوں اور جہاں کہیں بھی بھاگ کر جائیں ان میں سے جو ہاتھ آ جائیں ان کو قتل کر دیں اور کسی سے سوائے اسلام اور کلمہ شہادت کے اور کچھ قبول نہ کریں۔

ان کو حکم ہے کہ مسلمانوں کے ساتھ یمامہ کی طرف پیش قدمی کریں اور پہلے بنو حنیفہ اور ان کے کذاب مسیلمہ سے لڑیں، لیکن لڑنے سے پہلے اس کو اور ان کو اسلام کی دعوت دیں اور ان کو مسلمان بنانے کی مخلصانہ کوشش کریں اور اگر وہ کلمہ شہادت پڑھ کر اسلام لے آئیں تو ان کا اسلام قبول کر لیں، مجھے اس کی اطلاع دیں اور یمامہ میں ٹھہرے رہیں حتیٰ کے کہ میری اگلی ہدایت پہنچے اور اگر بنو حنیفہ دعوت اسلام قبول نہ کریں، کفر سے نہ پھریں، اور اپنے کذاب (مسیلمہ) کے اتباع سے باز نہ آئیں تو ان سے وہ خود اور دوسرے مسلمان سخت لڑائی لڑیں۔ یہ یقینی بات ہے کہ خدا اسلام کی مدد کرے گا اور

Scanned with CamScanner

اس کو سب دینوں پر غالب بنائے گا جیسا کہ اس نے قرآن میں فرمایا ہے۔ کافروں کو یہ بات خواہ کتنی ہی ناپسند ہو۔ اگر خدا کے کرم سے خالد کو بنو حنیفہ پر فتح حاصل ہو تو ان کو ہتھیاروں اور آگ دونوں سے تباہ کریں اور ان کے کسی ایسے شخص کو جسے مار سکیں، زندہ نہ رکھیں، مال غنیمت اور ان کی دولت سے خمس نکال کر مسلمانوں میں بانٹ دیں اور خمس میرے پاس بھیج دیں تاکہ میں قانون اسلام کے مطابق اس کو ٹھکانے لگاؤں۔

خالد بن ولید کو ہدایت ہے کہ اپنے ساتھیوں میں اختلاف رائے نہ ہونے دیں، جس سے ان میں کمزوری پیدا ہو اور نہ جلد بازی میں آکر کوئی قدم اٹھائیں ان کو ہدایت ہے کہ گھٹیا درجہ کے عربوں کو فوج میں بھرتی نہ کریں جب تک تحقیق نہ ہو جائے کہ وہ کون ہیں؟ ان کا حسب نسب کیا ہے؟ عقائد کیا ہیں؟ اور وہ کیوں (مسلمانوں کے ساتھ) لڑنا چاہتے ہیں؟ مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں تمہاری فوج میں ایسے عرب آکر پناہ نہ لیں جو نہ تو مسلمان ہوں نہ تمہارے دوست و ہمدرد بلکہ جن کا مقصد جاسوسی کرنا ہو۔ یہ اندیشہ مجھے بدو اور گنوار عربوں کی طرف سے ہے لہٰذا تمہاری فوج میں اس قسم کے لوگ بالکل داخل نہ ہوں۔ کوچ اور قیام ہر حال میں مسلمانوں کے ساتھ لطف و کرم سے پیش آؤ اور ان کی دیکھ بھال کرو۔ کوچ کے دوران فوج کا ایک حصہ دوسرے سے دور نہ رکھو، نہ کوچ کرتے وقت کسی حصہ کو دوسرے سے پہلے روانہ کر دو۔

اپنے ساتھیوں کو تلقین کرو کہ ان انصاری صحابہ کی جو تمہاری فوج میں ہیں دل جوئی کریں اور ان کے ساتھ نرم گفتاری سے کام لیں، کیوں کہ وہ غم گین اور کبیدہ خاطر ہیں۔ اسلام میں ان کا بڑا حق ہے ان میں بڑی خوبیاں ہیں، انھوں نے اسلام کی شاندار خدمات سرانجام دی ہیں۔ ان کی رسول اللہ ﷺ نے بھی سفارش کی ہے لہٰذا ان میں جو صالح ہوں ان کی بات مانو اور جو خطا کار ہوں ان کو درگزر کرو جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہدایت کی۔ والسلام۔"

عمرو رضی اللہ عنہ بن العاص اور ولید رضی اللہ عنہ بن عقبہ کے نام

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عمرو رضی اللہ عنہ بن العاص اور ولید رضی اللہ عنہ بن عقبہ کو بعض عربی بستیوں کی

Scanned with CamScanner

محصل زکوٰۃ بنا کر بھیجا اور جب ان دونوں نے اپنے اپنے ٹھکانے پہنچ کر فرائض سنبھالے تو خلیفہ کا یہ ہدایت نامہ موصول ہوا۔

ہر کام میں خواہ کھلا ہو یا چھپا، خدا سے ڈرو، جو خدا سے ڈرتا ہے خدا اس کی مشکلات آسان کر دیتا ہے اور اس کو وہاں سے فائدہ پہنچاتا ہے جہاں اس کا وہم و گمان بھی نہیں جاتا۔ جو خدا سے ڈرتا ہے خدا اس کی خطائیں معاف کرتا ہے اور اس کو عمدہ انعام عطا کرتا ہے۔ بلاشبہ انسانوں کے لیے بہترین کام یہ ہے کہ ایک دوسرے کو خوف خدا کی تلقین کرتے رہیں۔ تم راہ خدا میں قدم اٹھانے والے، ہو اپنے فرائض کی انجام دہی میں ڈھیل یا کوتاہی سے کام نہ لینا اور ایسے کام میں غفلت نہ دکھانا جس سے تمھارے دین کا مفاد یا تمھارے اقتدار کی بقا وابستہ ہو اکرر تاکید کرتا ہوں کہ کوتاہی اور سہل نگاری سے کام نہ لینا۔[3]

(عربی میں ہے انك فی سبیل اللّٰہ۔ یہ عبارت ہدایات کے زبانی ہونے پر دلالت کرتی ہے لیکن رواۃ نے قال کی جگہ کتب کا لفظ استعمال کیا ہے۔)

نجران کے عیسائیوں کو دستاویز

سن ۱۰ھ میں جب نجران کے عیسائیوں نے اسلام لانے سے انکار کیا تو رسول اللہ ﷺ نے ایک سالانہ رقم کے عوض ان کی جان و مال اور مذہب کی ضمانت دی تھی اور ایک عہد نامہ لکھ دیا تھا جس میں اس ضمانت کی شرائط قلم بند تھیں۔ جب رسول اللہ ﷺ کا انتقال ہوا اور باغیوں کے خلاف فوجی کارروائی شروع ہوئی تو نجران کے عیسائی ڈرے کہیں ہمیں کوئی گزند نہ پہنچ جائے۔ ان کا ایک وفد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور تجدید معاہدہ رسول ﷺ کی کی خواہش کی۔ خلیفہ نے خواہش کو درجہ قبولیت بخشا اور یہ دستاویز لکھ دی۔

> "یہ دستاویز ہے ابوبکر خلیفہ محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف سے اہل نجران کے لیے، خدا اور نبی کی طرف سے ان کی جان، زمین، ملت، دولت ان کے ماتحت مضافاتی دیہاتوں اور ان کو جو نجران میں موجود ہیں اور ان کو جو پردیس گئے

3۔ کنز العمال

Scanned with CamScanner

ہیں، ان کے پادریوں اور راہبوں، ان کے گرجوں اور ان کی ہر چیز کو تھوڑی ہو یا زیادہ امان دی جاتی ہے۔ ان سے نہ تو فوجی خدمت لی جائے گی اور نہ ان کے ساتھ سخت برتاؤ کیا جائے گا۔ کسی پادری کو اس کے عہدے سے الگ نہیں کیا جائے گا اور نہ کسی راہب کو ترک رہبانیت پر مجبور کیا جائے گا۔"

مہاجر بن ابی امیہ رضی اللہ عنہ کے نام

سیف بن عمر رضی اللہ عنہ نے اس خط کا سیاق وسباق بیان نہیں کیا۔ قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ قلعہ نجیر کے سقوط کے بعد لکھا گیا۔ مسلمانوں نے بنو کندہ کو بری طرح پامال کیا تھا۔ ان کے بہت سے خاندان تباہ ہو گئے تھے اور جو لوگ زندہ رہ گئے تھے ان کے دل سخت زخمی اور جذبات شدید مشتعل تھے۔ تلوار اٹھانے کی تو ان میں ہمت نہ تھی، زبان چلا کر دل کا غبار نکال سکتے تھے۔ مہاجر رضی اللہ عنہ کے سامنے مختلف اوقات میں دو دو گانے والیاں لائی گئیں۔ ایک نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین میں شعر گائے تھے، دوسری نے مسلمانوں کی مذمت میں۔ مہاجر نے پہلی کا ہاتھ کٹوا دیا اور سامنے کے دانت اکھڑوا دیے۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اس کی خبر ہوئی تو انھوں نے یہ مراسلہ بھیجا:

"مجھے اس سزا کا علم ہوا جو تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی برائی میں شعر گانے والی عورت کو دی ہے۔ اگر تم یہ سزا نہ دے چکے ہوتے تو میں یقیناً تمھیں اس کے قتل کا حکم دیتا۔ انبیاء کے خلاف جرم کی سزا عام لوگوں کے خلاف جرم کی سزا کے برابر نہیں ہے۔ اگر کوئی مسلمان نبی کی توہین و تنقیص کرے گا تو اس کو مرتد کی سزا دی جائے گی اور اگر کوئی معاہد ایسا کرے تو اس کے معنی ہوں گے کہ اس نے عہد توڑ دیا اور مسلمانوں کے خلاف اعلان جنگ کر دیا۔ (4)

یمن کے مسلمانوں کے نام

یہ مراسلہ فتوح الشام ازدی سے ماخوذ ہے۔ اس کا سیاق وسباق یہ ہے کہ شام پر چڑھائی کا ارادہ

4۔ طبری

Scanned with CamScanner

جب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پکا کرلیا تو صحابہ کی مجلس منعقد کی، چڑھائی کا منصوبہ ان کے سامنے رکھا اور رائے مانگی۔ سب نے منصوبے کی تائید کی۔ اس کے بعد ایک عام جلسہ کیا گیا۔ جس میں خلیفہ نے لوگوں سے شام کے محاذ پر جانے کی تلقین کی، رومی حکومت کی عربوں کے دلوں میں ایسی دھاک تھی کہ تلقین کا کچھ اثر نہ ہوا اور کسی نے سمعنا و اطعنا نہیں کہا۔

یہ جمود دیکھ کر عمر فاروق رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور لوگوں کو غیرت دلائی، اس کے زیر اثر ایک قریشی لیڈر خالد بن سعید رضی اللہ عنہ شام میں جہاد کے لیے تیار ہو گئے اور کہا میں، میرے بھائی غلام اور متبعین سب خلیفہ کی دعوت کو لبیک کہتے ہیں۔ مدینہ کے باہر ایک کیمپ کھولا گیا، جہاں خالد کے کنبے کے بہت سے لوگ اور غلام و موالی جمع ہو گئے۔ دوسرے لوگ بھی کیمپ میں آنے لگے۔ خلیفہ نے کئی سالار نامزد کیے مثلاً یزید بن ابی سفیان، ابوعبیدہ بن جراح اور شرجیل بن حسنہ رضی اللہ عنہم۔ بھرتی کی رفتار سست تھی اور کئی ہفتے گزرنے کے بعد بھی جب تعداد میں خاطر خواہ اضافہ نہ ہوا تو صحابہ کے مشورے سے یہ طے پایا کہ یمن کے مسلمانوں کو شام میں جہاد کی دعوت دی جائے اور جب فوج کی تعداد بڑھ جائے تو چڑھائی کی جائے۔ چنانچہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے یمن کے مسلمانوں کو یہ مراسلہ بھیجا:

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ خلیفۃ الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے یمنی مومنوں اور مسلموں کے نام جن کو میرا یہ خط سنایا جائے، السلام علیکم! میں اس معبود کا سپاس گزار ہوں جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ واضح ہو کہ اللہ نے مومنوں پر جہاد لازم کیا ہے اور ان کو حکم دیا ہے کہ جہاد کے لیے جائیں، پیادہ ہوں یا سوار ہوں، تو اس نے فرمایا کہ جہاد کرو اللہ کی خاطر اپنے مال اور جان سے۔ اس سے ظاہر ہوا کہ جہاد ایک ضروری فریضہ ہے اور اللہ کی نظر میں اس کا بہت ثواب ہے۔ یہاں کے مسلمانوں کو ہم نے شام جا کر رومیوں سے جہاد کرنے کی دعوت دی۔ انھوں نے اس دعوت کو گرم جوشی سے مانا، کیمپ میں جمع ہوئے اور لڑنے چلے گئے۔ جہاد کے لیے ان کے دل میں سچی لگن ہو، کیوں کہ دو نعمتوں میں ایک سے آپ ضرور بہرہ مند ہوں گے۔ شہادت یا مال غنیمت اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے بندوں سے اس پر راضی نہیں کہ اطاعت کا زبانی اقرار کریں، وہ عملی اطاعت

Scanned with CamScanner

چاہتا ہے۔ وہ اپنے اہل عداوت کو اس وقت تک نہیں چھوڑے گا جب تک وہ دین حق کو اختیار نہ کرلیں، اور یا مسلمانوں کے ماتحت بن کر جزیہ ادا کریں۔ اللہ آپ کے دین کی حفاظت کرے، آپ کے دلوں کو ہدایت دے اور آپ کے اعمال کو برائیوں سے پاک فرمائے اور مجاہدین صابرین کا آپ کو اجر عطا کرے۔ والسلام علیکم![5]

5۔ فتوح الشام

Scanned with CamScanner

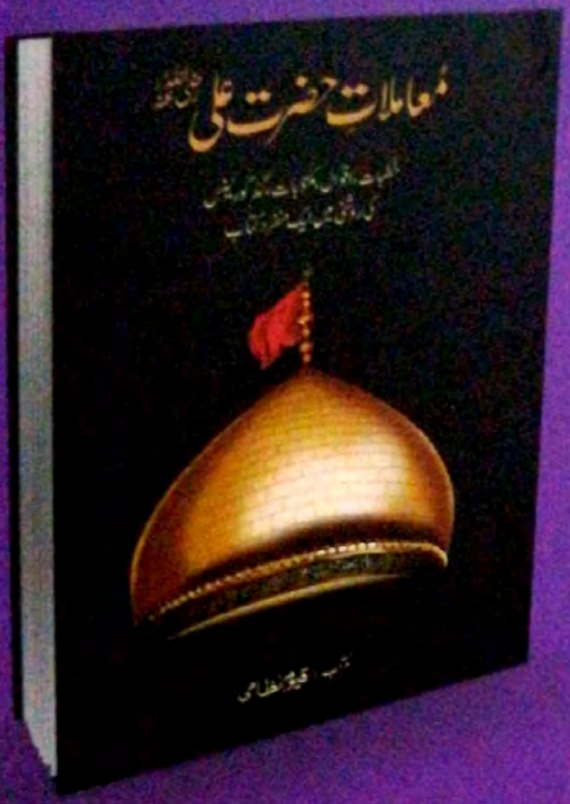

مُعاملاتِ حضرت علی رضی اللہ عنہ

خُطبات، اقوال، مکتوبات، گڈ گورننس
کی روشنی میں ایک منفرد کتاب

Scanned with CamScanner

قیوم نظامی کے قلم سے

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ طیبہ پر منفرد اور مکمل کتاب، مستند حوالوں کے ساتھ

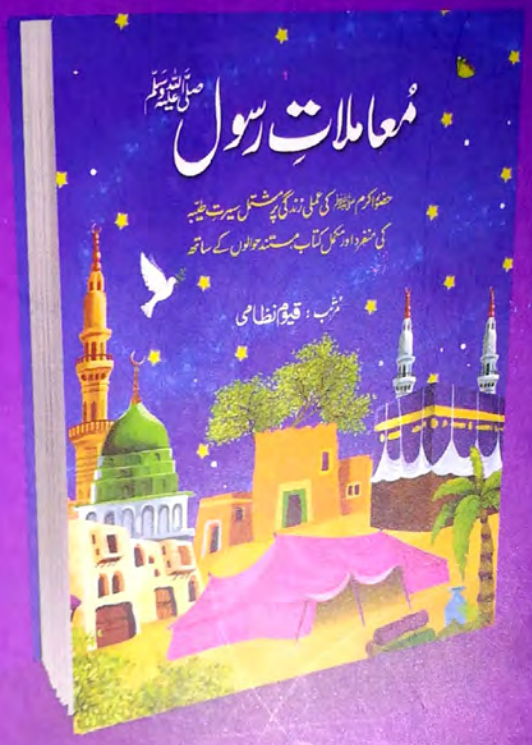

اللہ تعالیٰ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی کے لیے یہ کتاب اپنے احباب کو بطور ہدیہ پیش کریں۔

''جو آدمی اللہ سے ڈرتا ہے یعنی تقویٰ اختیار کرتا ہے، اللہ اس کے لیے ہر مصیبت سے نکلنے کا راستہ پیدا فرما دیتا ہے اور اس جگہ سے رزق پہنچاتا ہے جہاں سے اسے گمان بھی نہیں ہوتا۔''

[3-2:65]

وہ ہم میں سے نہیں جس نے دوسروں کو عصبیت کی طرف دعوت دی، وہ ہم سے نہیں جس نے دوسروں کے ساتھ عصبیت کی بناء پر لڑائی کی، وہ ہم سے نہیں جو عصبیت پر مارا گیا۔ [ابوداؤد]

ISBN: 978-969-449-344-2
9 789694 493442

for Online Order:
www.jbdpress.com
www.chefspecialmag.com

جہانگیر بکس

CELEBRATING 92 YEARS OF TRUSTWORTHY
Since 1923
JAHANGIR BOOKS

Scanned with CamScanner